جنون میر ہادی شاہ

تحریر :لائبہ ارشاد

READER
BURAQ

کراچی

یہ کہانی جنونِ میر ہادی شاہ شروع ہوتی ہے پاکستان کے ایک ایسے شہر سے جس کو لوگ

“The City Of Lights”

کے نام سے جانتے ہین مطلب کہ افکارس “کراچی” یاررر

****

تو میرا جنون ہے؛!

جنون بھی اخری:

تو میرا عشق ہے!

اور عشق بھی آخری:

تو میری عادت ہے!

اور عادت بھی آخری:

تو اک احساس ہے!

اور احساس بھی آخری:

میں تیری قید میں ہوں!

اور یہ قید بھی آخری:

تو میری سانس ہے!

اور سانس بھی آخری:

مجھ پے صرف تیرا اختیار ہے!

اور یہ اختیار بھی آخری:

****

شاہ جی آپکا ناشتہ۔۔۔۔علیزے کمرے میں آتی چار سالہ بیٹی کو اٹھاتی میر کو دیکھ بولی تھی۔۔۔

جی میری جان آپ اپنے ہاتھ سے کرائیں نا ہم تو بے تاب ہے ناشتہ کرنے کو۔۔۔

میر شرارت سے بولا۔۔۔

توبہ کرے میر بچی کا تو خیال کرے۔۔۔علیزے نے میر کو ایک گھوری سے نوازا

تھا۔۔۔

کیا مطلب بچی کا خیال کرو میں بھی تو بچہ ہی ہو بس وہ چار سال کی ہے لیکن میں

اٹھیسن سال کا بچہ بن گیا ہو۔۔۔میر منہ بنا کر بولا۔۔۔

اچھا اچھا بس تا ہے مجھے۔۔۔علیزے بولی۔۔۔

کیا پتا ہے۔۔۔ میر نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔

یہی کہ میرے پاس ایک نہیں دو دو بچہ ہیں۔۔۔ علیزہ مسکرا کر بولی۔۔

جی جی بلکل اب جلدی سے بڑے بچے کو ناشتہ کرائیں تاکہ ہم کام کو جائیں۔۔۔ میر ایک آنکھ ونگ کرتے علیزے کے پاس بیٹھتا بولا۔۔۔۔

نہیں آج آپ ناشتہ خود کرے مجھے مہمل کو ریڈی کرنا ہے شاہ جی۔۔۔۔ علیزے مہمل کو یونیفارم پہناتی بولی ل۔۔۔

یہ کیا بات ہوئ علیزے۔۔ میر منہ بناتے بولا۔۔۔

کیا مطلب ؟ یہ کیا بات ہوئی شاہ جی ؟ علیزے جو مہمل کو تیار کر رہی تھی اس نے نہ سمجھی سے میر سے سوال کیا تھا۔۔۔

پہلے آپ مجھے خود تیار کرتی تھی لیکن جب سے بے بی آیا ہے آپ تو مجھ پر دھیان ہی نہیں دیتی۔۔۔ میر نہ روٹھے پن سے بولا۔۔۔

شاہ جی مہمل کے اسکول جانے کا ٹائیم ہے اسکو لیٹ ہو جائیں گی۔۔۔

میرے بھی تو آفس جانے کا ٹائیم ہے نا۔۔۔ میر ضدی سے انداز میں بولا۔۔۔

اچھا مہمل بیٹا جائیں آپ جلدی سے ناشتہ کرے پھر وین والے انکل اپکو اور علی شاہ کو ساتھ اسکول لے کر کے جائیں گے۔۔۔علیزے مہمل کے بالوں کی دو پونی کرتی بولی تھی۔۔۔

جی ماما مہمل بیڈ سے اتر کر بھاگ کر باہر کی طرف بھاگی تھی کہ علیزے اسے مسکرا کر دیکھتی میر کی طرف آئ تھی جو کہ اب بغیر ناشتہ کیے ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

شاہ جی۔۔۔علیزے نے میر کی ٹائی سیٹ کرتے اسے پکارا۔۔۔

جی جان شاہ۔۔۔میر اپنے ہاتھو کا حصار علیزے کے گرد کرتے بولا۔۔۔

ناراض ہے مجھ سے۔۔۔علیزے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

جی بہت زیادہ۔۔۔میر چہرہ دوسری سمت کرتے مسکراہٹ ظبط کرتے بولا۔۔۔

ہمم پھر کیسے مانے گے اپ۔۔۔علیزے میر کی شرٹ کے بٹنو کے ساتھ کھیلتی بولی تھی۔۔۔

جب آپ پہلے جیسی علیزے بن کر مجھ سے پیار کرے گی۔۔۔میر نے جھک کر علیزے کے گال چومے تھے۔۔۔

وہ تو میں کرتی ہو۔۔۔علیزے معصوم بچہ کی طرح بولی تھی۔۔۔

جی کرتی ہے لیکن پہلے کی طرح نہیں کرتی اب آپ سارا ٹائیم اپنی بیٹی کو دیتی ہے۔۔۔میر خفگی سے بولا۔۔۔

اچھا سوری۔۔۔علیزے معصومیت سے بولی۔۔۔

ایسے نہیں۔۔۔میر نے شرارتی مسکراہٹ ظبط کرتے کہا تھا۔۔۔

پھر کیسے ؟علیزے میر کو دیکھتی بولی۔۔۔

ایسے۔۔۔میر نے اپنا گال علیزہ کے آگے کیا تھا۔۔۔علیزے نے میر کی بات سمجھ کر اسے گل پر لب رکھے تھے۔۔۔

میری ننھی سی جان اچھا اب میں چلتا ہوا اپنا خیال رکھنا۔۔۔میر نے علیزے کے بالوں پر لب رکھے تھے۔۔۔

آپ بھی۔۔۔علیزے نے مسکرا کر کہا تھا اور دونوں ایک ساتھ کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔۔۔

****

اہمہ ہو بڑی بلش کر رہی ہو۔۔۔ماہی شرارت سے بولی۔۔

ہاہاہا نہیں بلکل نہیں آپ بتاؤ کیا کر رہی ہو۔۔علیزے ڈائینگ کی کرسی پر بیٹھے ی بولی۔۔۔

کچھ نہیں بس ابھی علی اور مہمل کو گیٹ تک چھوڑنے گی تھیں زوہیب بھی افس چلے گئیں تو سوچ رہی ہو کیوں نہ ہم دونوں مال چلیں۔۔۔ماہی نے پلین بناتے کہا تھا۔۔۔

ہاں ہاں چلتے ہیں لیکن نہیں آپ پہلے بتاتی میں شاہ جی سے اکاؤنٹ لے لیتی۔۔۔علیزے اداس ہوئ تھی۔۔۔

ہاں تو اس میں کونسی بڑی بات ہے میڈم ابھی کال کر کے پوچھ لیں اپنے شاہ جی سے۔۔۔ماہی علیزے کو تنگ کرتی بولی۔۔۔

جی مجھے تو یہ خیال ایا ہی نہیں ابھی کرتی ہو۔۔۔علیزہ نے میر کو کال کی تھی جس پر دو بیل کے بعد فون اٹھالیا گیا تھا۔۔۔

جی میرا بچہ کیا ہوہے اتنی یاد آرہی تھی کہ میرے گھر سے نکلتے ہی اپ نے مجھے کال کر دی بتا دیتی میں آج چھٹی کر لیتا۔۔۔کال اٹھاتے میر اپنے زو معنی انداز میں بولا تھا کہ علیزے کا موبائیل جو ماہی نے زبردستی اسپیکر پر کروایا تھا علیزے شرم سے خود میں سمٹی تھی۔۔

یہ پیچھے کون بول رہا ہے۔۔۔میر نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔کہ علیزہ نے جلدی سے فون کو اسپیکر سے ہٹا کر کان سے لگایا تھا۔۔

ما۔ماہی ہے۔۔۔علیزے جلدی سے بولی۔۔۔

اہہ اچھا جی کیا بات تھی میرے بچہ نے کیوں یاد کیا ہے مجھے۔۔۔میر محبت سے بولا۔۔

وہ شاہ جی ماہی کہہ رہی تھی کہ میں اس کے ساتھ مال جاؤ تو آپ۔۔۔علیزے نے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔۔

آہہ اچھا میرا بچہ میرا کریڈیٹ کارڈ آپکے پاس ہے نا میری جان اپکو مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے میرا سب کچھ آپکا ہے میری ہر چیز پر آپکا پہلا حق ہے آپکا جو دل کرتا وہ آپ شاپینگ کرو لیکن اپنا بہت زیادہ سارا خیال رکھنا ہے۔۔۔ میر نے محبت سے کہا تھا کہ علیزے مسکرادی تھی۔۔۔

شکریہ شاہ جی۔۔۔

ارے ارے ے شکریہ کس بات کا جان من میں آپکا شوہر ہو آپکا اپنا ہو مجھے شکریہ مت کہا کرے بس آئی لو یو کے ساتھ ایک کس دے دیا کرے آپکے شاہ جی اتنے میں خوش ہو جائیں گا۔۔۔

شاہ جی اپکو کوئ اور کام نہیں ہے جائیں کام کرے۔۔۔علیزے کو سمجھ نہ آیا تھا کہ وہ کیا کہے۔۔۔

ویسے ہاں میں میٹینگ کر رہا تھا میری جان لیکن میری فرسٹ پیوریٹی آپ ہے وہ بعد میں ہو جائیں گی آپ بات کرے۔۔۔میر مسکرا کر بولا۔۔۔

میں نے کرلی بات آپ سے اب جائیں میٹینگ کرے آپ اپنی۔۔۔علیزے نے مسکرا کر کہتی اس نے کال کٹ کر دی تھی۔۔۔

ویسے ایک بات پوچھوں۔۔۔ماہی شرارت سے بولی۔۔۔

ہاں ہاں ضرور۔۔۔علیزے ماہی کی شرارت دیکھ نہ پائی۔۔۔

ویسے تم تو بہت ہی لکی ہو۔۔۔ماہی اپنا نیچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر بولی جب کہ علیزے سمجھ چکی تھی اس کی شرارت۔۔۔

اگر میں نے بولنا شروع ہوئ نہ تو تم نے شرم سے زمین میں چلی جانا ہے۔۔۔ علیزے بھی پھر علیزے تھی۔۔۔

اوو مجھے یاد آیا مجھے ایک بہت امپورٹینٹ کام ہے تو میں آتی ہوں زرا۔۔۔ماہی وہاں سے بھاگ گئ تھی کیونکہ کہ اسے پتا تھا اگر وہ رو کی یہاں تو علیزے نے

اسے شرمانے پر مجبور کر دینا ہے اور ماہی کے جاتے علیزے بھی مسکراتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔۔

****

جب دوسری طرف میر سب کو روکے اپنی جان سے بات کر رہا تھا فون بند ہوتے ہی وہ سب سے مخاطب ہوا

سولٹس سٹارٹ ناؤ۔۔۔ سب حیران تھے وہ ایسے ہی کرتا تھا اپنی جان کے لیے سب قربان کر سکتا تھا چاہے کچھ بھی ہو وہ تھا بھی تو میر ہادی شاہ نہ وہ سب کر سکتا تھا پر اپنی بیوی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا اہمہ ایک ایسا بندہ میں بھی ڈیزرو کرتی ہو □

****

علی شاہ اور مہمل ایک ساتھ بیٹھے تھے جب مہمل بولی بلی تم میرے دوست ہو نا۔۔۔ مہمل علی کو بلی کہتی تھی۔۔۔

جب وہ مہمل کی طرف مڑا جو کہ اب وین کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہاں کیوں کیا ہوا۔۔وہ معصومیت سے بولا۔۔۔

پھر کل سب کے سامنے یہ کیوں کہا تھا کہ تم میرے دوست نہیں ہو۔۔۔کل اسکول میں ان کی ٹیچر نے پوچھا تو علی نے صاف منع کر دیا تھا کہ وہ مہمل کا دوست نہیں ہے۔۔۔

یار میں سب کے سامنے کہتا کہ تم میری دوست ہو ایک لڑکی میری دوست ہے۔۔۔

ہاں نہ پلیز۔۔۔وہ پیار سے بولی

او کے آج کہ دوں گا۔۔۔۔وہ اس کی گال پر بوسہ دیتے بولا پکا۔۔

پکا۔۔۔ مہمل نے فورن سے ہاتھ آگے کرتے کہا۔۔۔

ہاں ہاں پکا پرومس۔۔۔۔ علی مہمل کا بڑھایا ہوا ہاتھ تھامتے مسکرا کر بولا۔۔۔

****

۴سال کیسے گزرے پتا ہی نہیں چلا تھا شاہ ہاؤس میں بہت تبدیلی اچکی تھی

بزرگ اس دنیا کو خیر آباد کہہ چکے تھے یہ وقت سب کے لیے بہت مشکل سابت

ہوا تھا لیکن سب نے ہمت اور حوصلے سے کام لیا تھا زوہیب نے اپنا اسلام آباد

والے کاروبار کو اپنے ایک بہت بھروسہ والے انسان کو سونپ کر کراچی والے

بزنس کو دیکھ رہا تھا اور سب کراچی میں شفٹ کر لیا تھا میر اور علیزے کی ضد پر وہ دونوں کزنز واپس ایک ساتھ ہو گی تھی انکی شرارتیں انکی مستیاں انکے پلین اب ساتھ بنتے تھے گھر میں رونق ہو گئ تھی زوہیب نے میر کے ساتھ پارٹنر شپ بھی کر لی تھی دونوں سالہ بہنوی۔۔۔ بہنوں جیسی دونوں کزن بھی اب ساتھ تھی۔۔۔۔ لیکن یہ خوشی کچھ پالوں کی تھی یہ کوئ نہیں جانتا تھا یہ جو شاپینگ کا پلین بنا رہی تھی کوئ نہیں جانتا کہ اب آگے ان کے نصیب میں کیا لکھا تھا۔۔۔

****

یارررربس نا میں تھک گئ ہو علیزے۔۔۔ ماہی ریسٹورینٹ کی کرسی پر بیٹھی بولی تھی۔۔۔

ہاہاہا یاررر شاپینگ کا پلین آپکا تھا اور آپ اتنی جلدی تھک بھی گئی ابھی لیا ہی کیا ہے ہم نے۔۔۔علیزے خفگی سے بولی۔۔۔

ہاں کیا کہا تم نے لیا ہی کیا ہے ؟بس کردو علیزے ہم دونوں کے دونوں ہاتھ بھرے ہوئیں ہیں اور کہہ رہی ہو لیا ہی کیا ہے۔۔۔ماہی غصہ سے بولی۔۔

ہاں تو۔۔۔کیا ہوا میرے ہاتھ صرف دو ہیں دو ہاتھ اپکے۔۔ٹوٹل چار ہاتھ اب دیکھو ہمارے ہاتھ کم ہیں اس لیے جلدی بھر گئیں ہیں لیکن شاپینگ ابھی رہتی ہے یاررر۔۔۔علیزے کچھ سوچتے بولی۔۔۔

اللہ اللہ لڑکی اس دنیا میں نارمل انسان کے صرف دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں دو سے زیادہ ہاتھ کا مطلب ہے اسپیشل انسان۔۔۔ماہی نے اسے سمجھایا تھا۔۔۔

ہاں تو اس لیے کہہ رہی ہو ہمارے صرف دو ہاتھ ہیں ہم نارمل ہیں ہمارے دو سے زیادہ ہاتھ ہوتے تو ہم بھی اسپیشل ہوتے اور زیادہ شاپینگ کر سکتے تھے ۔۔۔علیزہ شرارت سے بولی۔۔۔

نعوز باللہ نہیں بھئی میرے دو ہی ہاتھ ٹھیک ہیں اور مجھے انہی سے بہت پیار ہیں میری اس سے زیادہ کی خواہش نہیں۔۔۔ماہی نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا کہ علیزے کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔۔۔

چلواب گھر بہت دیر ہو گئ ہے بچو کے بھی آنے کا ٹائیم ہے۔۔۔ماہی کھڑی ہوتی بولی تھی۔۔۔

ہاں ہاں چلو چلتے ہیں علیزے بھی اسکے ساتھ کھڑی ہوئ تھی اور وہ دونوں گھر کی طرف روانہ ہوئ تھی۔۔۔۔

****

شاہ یہ دیکھیں یہ میں آپکے لیے لائ ہوں۔۔۔علیزے مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

اچھا جی شکریہ ہماری ننھی سی جان کا لیکن ہمیں خوش کرنے کے لیے آپکا تحفہ نہیں بلکہ آپکی ایک کس ہی کافی ہوتی ہے۔۔۔ میر شرارت سے بولا تھا۔۔۔

آف میر توبہ ہے آپ کی۔۔۔ آپ اور آپ آپکا کبھی نہ ختم ہونے والا رومینس علیزے میر کو خود سے دور کرتی بولی تھی کہ اتنے میں ان دونوں کی پری بھی وہاں اگئ تھی۔۔۔

پاپاپاپاماما مہمل کہتی دونوں کو مخاطب کرتی میر کی گود میں سوار ہو چکی تھی۔۔۔

جی پاپا کی جان... میر مسکرا کر بولا۔۔۔

پاپا یہ دیکھیں مجھے زوہیب ماموں نے گفٹ دیا۔۔ مہمل اپنی چلنے والی ڈول اپنے بابا کو دکھائی تھی۔۔۔۔

ہمم یہ تو بہت پیاری ہے میر نے مہمل کے گال چومے تھے کہ علیزے اب غصہ سے شاپنگ سمیٹ رہی تھی۔۔۔۔

ارے میری جان کو کیا ہوا ہے زرا سی میری اٹینشن کہیں اور جاتی نہیں میری ننھی سی جان غصہ ہو جاتی ہے۔۔۔۔ میر شرارت سے کہتا مہمل کو بیڈ پر بیٹھا کر علیزے کے پاس آیا تھا جو الماری میں اپنے ڈریس سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔

آپ نے میری شاپنگ نہیں دیکھی شاہ جی۔۔۔علیزے آنکھو میں آنسو بھرے بولی تھی۔۔۔

تو میری جان اس میں رونے والی کیا بات ہے ابھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔آپ اپنی شاپنگ واپس سے بیڈ پر سیٹ کرو میں مہمل کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر آتا ہو۔۔۔میر مسکرا کر کہتے مہمل کو گود میں لیے اپنے کمرے کے برابر والے روم میں آیا تھا مہمل کو بیڈ پر لٹاتے اس کے آگے پیچھے اس نے تکیہ رکھے تھے اور اس کے منہ میں فیڈر ڈالتے اسے بوسہ دیتے اسے سونے کا کہا تھا۔۔۔

چلو میری لٹل فیری اب جلدی سے آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ صبح آپ نے اسکول بھی جانا ہے۔۔۔میر مسکرا کر بولا تھا کہ وہ اوکے پاپا کہتی آنکھیں موند گئیں تھی۔۔۔

****

یہ ڈریس کیسا ہے یہ میں نے لیا ہے۔۔۔ماہی زوہیب کو اپنے ڈریس دیکھا رہی تھی۔۔۔

بہت اچھا ہے میری جان زوہیب۔۔۔لیپ ٹاپ پر کام کرتے بولا تھا۔۔

زوہیب آپکی کیا چار آنکھیں ہیں جو آپ بنا مجھے دیکھیں سب بتا دیتے ہیں دیکھیں تو سہی ایک بار ڈریس کو۔۔۔ماہی خفگی سے بولی تھی۔۔۔

جی جی میری جان بہت اچھا ہے۔۔۔ علی صاحب اپنا گفٹ لے کر کہا چلیں گئیں ہیں۔۔۔؟ زوہیب نے کمرے میں خاموشی دیکھ پوچھا۔۔۔

سولا کر آئی ہوا سے صبح اس نے اسکول جانا ہے ورنہ تنگ کرے گا صبح اٹھنے میں۔۔۔ماہی اور زوہیب کے برابر والے کمرے میں علی کا کمرہ تھا۔۔۔

اچھا جی آجائیں پھر آپ ہمارے پاس۔۔۔زوہیب نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا تھا ماہی کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھا یا تھا اور اسکی گود میں سر رکھے وہ پر سکون محسوس کر رہا تھا۔۔۔ماہی زوہیب کے بالوں میں انگلیاں چلاتی اسے آرام دے رہی تھی۔۔۔۔

****

ارے یہ پہن کر تو دکھائیں ورنہ مجھے کیسے پتا چلے گا میری جان پر کیسا لگ رہا ہے یہ ڈریس۔۔۔میر مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

شاہ یہ ڈریس نہیں ساڑھی ہے۔۔۔علیزہ مصنوعی غصہ سے بولی تھی۔۔۔

ہاہاہا جی ساڑھی پہن کر تو دکھائیں۔۔۔میر نے ہنستے ہوئیں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

ابھی؟علیزہ کنفیوز ہوئ تھی۔۔۔

جی بلکل ابھی۔۔۔میر شرارتی آنکھوں سے بولا تھا جب علیزے میر کی بات سن کر چینجیگ روم میں گئی تھی اور پندرہ منٹ بعد وہ باہر آئی تھی کہ میر اسے دیکھ کر آنکھیں جھپکانا بھول گیا تھا علیزے اس بلیک ساڑھی میں اسے کیسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

وہ بلیک ساڑھی تھی جسکا سلک کا بلاؤز تھا اور نیٹ سے پوری کور کی گئ تھی علیزے نے اپنے بال آزاد چھوڑے تھے علیزے کی دودیار نگت اس میں کھل رہی تھی میر سیکینڈ کی دیر کیے بغیر علیزے کے پاس آیا تھا اسکا ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔

بہت بہت حسین لگ رہی ہیں اگر اجازت ہو اپنے طریقہ سے تعاریف کر سکتا ہو میں۔۔۔میر علیزے کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو اب بلش کر رہا تھا میر کی بات پر میر نے علیزے کے گال پھر آنکھیں اور پھر اسکی شہ رگ پر لب رکھے تھے جب علیزہ کی سسکی نکلی تھی اور کرتے ہی کرتے میر ہر حد پار کرتے آج علیزے کو اسی خوبصورتی کی تعاریف ایک نے انداز سے کر رہا تھا علیزہ میر کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔۔۔۔میر سارے پردے گراتا کمرے کی لائٹ اوف کر چکا تھا اور پھر ہر حد پار کرتے چاند تاروں کو شرمانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

****

اگلے دن کی صبح بہت خوشگوار ہوئی تھی شاہ ہاؤس کے مکین اٹھ چکے تھے بچے اپنے اسکول جا چکے تھے۔۔۔میر اور زوہیب آفس کے لیے چلیں گئے تھے

۔۔۔ماہی اور علیزے نے کچن کا رخ کیا تھا وہ دونوں ہنسی مزاق کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ دوپہر ہو چکی تھی جب انکے گھر کی ملازمہ سمیرا بی نے علیزے کا بجتا فون اسے لا کر تھمایا تھا۔۔۔

بی بی جی آپکا فون بج رہا ہے۔۔۔

آہہ کون ہے۔۔۔؟علیزہ نے ملازمہ سے فون لیتے کان سے لگایا تھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔!

چندہ۔۔۔میری ایک فائیل گھر میں رہ گئ ہے اپ اسے نکال کر کھیں میں ۲ بجے تک گھر آتا ہو۔۔۔

جی اچھا شاہ جی میں ڈھونڈھتی ہو۔۔۔علیزے نے اتنا کہتے فون بند کیا تھا۔۔۔

****

ماموامی۔۔۔ مہمل !!! مہمل تو توئ لے گیا اپنے ساتھ گاڑی میں ڈال کر ۔۔۔ علی بھاگتا ہوا گھر میں آیا تھا میر جو اپنے آفس کی فائیل لینے گھر آیا ہوا تھا علی کی بات پر چونکا تھا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو علی آپ مزاق کر رہے ہیں نہ مہمل کہا ہے یہ کیسا مزاق ہے۔۔۔میر مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نی ماموں میں سچ کہہ رہا ہو مہمل کو کوئی لے گیا ماموں۔۔ علی اپنی اوپر نیچے ہوتی سانسوں کے ساتھ بولا تھا۔۔۔ علی اپنی اوپر نیچے ہوتی سانسوں بہتے آنسوں کے ساتھ بتا رہا تھا کہ علیزہ سدمہ سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔

واٹ ! میر نے اپنی جیب سے فون نکالا تھا اور پولیس اسٹیشن کال کی تھی۔۔۔

اور ان کو سب بات سے آگاہ کرتے وہ علیزے کی طرف متوجہ ہوا تھا جو ہچکیوں سے رو رہی تھی ماہی اور زوہیب بھی انکے پاس آ چکے تھے۔۔۔

شاہ۔۔۔شاہ جی مجھے مہمل لا کر دیں۔۔۔مجھے میری بیٹی چاہیے کہاں ہے ؟وہ کون لے کر گیا ہے اسے !؟پلیز مجھے بتائیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ تو اسکول گئی تھی نہ ۔۔۔علیزے روتے ہوئیں بولی تھی۔۔

میری جان مجھے نہیں پتا میں کچھ کرتا ہو۔۔۔میر نے اسے حوصلہ دیتے کہا تھا۔۔۔

ایسے کیسے نہیں پتا ہے اپکو۔۔مجھ۔۔مجھے میری بیٹی چاہیے مجھے میری مہمل لا کر دیں میر۔۔۔علیزے نے میر کو خود سے دور جھٹکا تھا کہ میر اسکی حالت کو سمجھتے اس دور ہو چکا تھا۔۔۔

علیزہ میری جان مل جائیں گی مہمل اسکو کچھ نہیں ہو گا بھائی ڈھونڈھ لیں گے اسے پریشان نا ہو۔۔۔ماہی اسے سمجھاتے بولی تھی۔۔۔

کیسے ڈونڈھے گے یہ انہوں۔۔۔انہوں نے تو خود کہا تھا کہ میں اپنی بیٹی کی وجہ سے انکو ٹائیم نہیں دے پاتی کاش وہ نہ ہوتی ہمارے ساتھ ہمیں اتنی جلدی پلین نہیں کرنا چاہیے تھا یہ خود کہہ رہے تھے اور مجھے پتا ہے انہوں نے ہی کچھ۔۔۔

چٹاخ! شٹ اپ۔۔۔شٹ آپ علیزے بکواس بند کرو اپنی۔۔۔میر نے غصہ سے کہتے اسکے منہ پر تھپڑ مارا تھا کہ علیزے کے چہرے پر میر کی پانچوں انگلیاں چھپ چکی تھی۔۔۔

میر۔۔۔بیہو تم بھابھی کی حالت تو دیکھو اس میں تم بھی بھابھی کے ساتھ یہ بیہوہ رکھو گے تو کیسے ہو گا زوہیب نے میر کو علیزے سے دور کرتے غصہ سے کہا تھا ۔۔۔

تم اسکی باتیں نہیں سن رہے وہ میری جسٹ ایک مزاق میں کی گئیں بات کو کہاں لے گئی ہے یہ سوچ بھی کیسے سکتی کہ میں اپنی بیٹی مجھے کہتے ہوئیں بھی شرم آرہی ہے اور یہ اسکو زرا خیال نہ ایا۔۔۔میر چلایا۔۔۔

اچھا اچھا تم باہر چلو کچھ کرتے ہیں۔۔۔کچھ سوچتے ہیں۔۔۔زوہیب میر کو اپنے ساتھ باہر لے آیا تھا کہ علی اپنی ماں کے ساتھ لگا رو رہا تھا۔۔۔علیزے اپنا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ہچکیوں کو ظبط کر رہی تھی۔۔۔

علی آپ روم میں جائیں میرا بچہ سمیرا بی سے بولیں کھانا دے گی اپکو وہ۔۔میں مامی کے پاس ہو اوکے۔۔۔ماہی نے علی کا چہرہ تھپتھپاتے کہا تھا کہ وہ اپنے آنسو صاف کرتا اپنے روم میں چلا گیا تھا۔۔

علیزے میری جان بھای نے بس ایک بات کی تھی تم زیادہ سوچ رہی ہو ضرور کوئ دشمن ہو گا جس نے یہ گھانونی حرکت کی ہے بھائی دیکھ لیں گے اسے تم پریشان نہ ہو۔۔ماہی نے علیزہ کو خود سے لگایا تھا۔۔۔

نہیں نہیں یہ سب انہوں نے ہی کیا ہے۔۔۔وہ روتی ہوئی بولی وہ پریشان تھی اسی لیے ایسا بول رہی تھی۔۔۔

نہیں علیزے تم ایسامت سوچو پلیز۔۔۔ماہی پیار سے اسے سمجھاتے بولی جب علیزے اس سے دور ہوتی بولی۔۔۔

اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں سب تباہ کر دوں گی مجھے میری بیٹی چاہیے۔۔۔۔

ہاں ہاں ہم مل کر دعا کرتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھتی بولی جب علیزے نے صرف ہممم کہا تھا اور خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

****

میر اگر تم ایسے بیہو کرو گے تو کیسے چلے گا یار تم کنڑول کرو خود پر مل جائیں گی مہمل۔۔۔زوہیب نے میر کو سمجھایا تھا جو صوفہ پر بیٹھا اپنی پیشانی کو مسل رہا تھا۔۔۔

نہیں اب دیکھنا میں کیا کرتا ہو بچکانہ حرکتے ختم ہی نہیں ہوتی اسکی کچھ تو سوچ کر بولا کرے یہ سب باتیں ایک طرف لیکن لیکن علیزے نے مجھے میری ہی اپنی بیٹی کا گڈنیپر سمجھ لیا ہے۔۔۔میر اتنا کہہ کر وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا تھا کہ زوہیب بھی اسی کے پیچھے نکلا تھا۔۔۔

وہ دونوں پولیس اسٹیشن پہنچتے کیس فائیل کیا تھا جس پر پولیس نے فورن سے ایکشن لیتے کام شروع کر دیا تھا۔۔۔

****

ایک ہفتہ گزر چکا تھا مہمل کا کچھ اتا پتا نہ تھا میر اور علیزے بھی ایک دوسرے کو نہ بولا رہے تھے پتا نہیں لوگ کیسے کیسی کا بچا اگوا کر لیتے ہیں کیا انکے دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔۔۔

دیکھا۔۔۔ دیکھا ماہی آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے میری بیٹی مجھے نہیں ملی اور اور شاہ جی بھی اسکا پتا نہیں کروا رہے۔۔۔ علیزے روئی روئی سوجی انکھوں سے بولی۔۔۔

بھائی پتا کروا رہے ہیں تم کھانا کھاؤ میری جان۔۔۔ ماہی اہستہ سے بولی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں کھانا کھانا مجھے میری بیٹی چاہیے جب تک وہ مجھے نہیں ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤ گی اور جس بھائی کی بات تم کر رہی ہو ناوہ اس ایک ہفتہ میں ایک دفع بھی میرے پاس نہیں آئیں تمہیں کیا لگتا ہے وہ میری بیٹی کو ڈھونڈ رہے ہیں نہیں ماہی مرد کی محبت ایک دن ختم ہو جاتی ہے اور ان کی بھی ہو گئی میں کبھی کسی کو معاف نہیں کروں گی۔۔۔وہ غصہ میں روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

تم غلط سمجھ رہی ہو علیزے۔۔۔ماہی اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں نہیں میں بلکل ٹھیک سمجھ رہی ہوں۔۔۔علیزے بولی۔۔۔

اب ماہی کچھ نہ بولی بس اسے گلے لگا گئی۔۔۔

اس ایک ہفتہ میں میرنے مہمل کو ڈھونڈنے میں ہر نہ ممکن کوشش کرلی تھی لیکن مہمل کا کہیں اتا پتا نہیں تھا علیزہ اپنی صحت خراب کر چکی تھی میرنے اب گیسٹ روم میں رہنے لگ گیا تھا اس نے علیزے سے بات کرنی بلکل ختم کردی تھی۔۔۔

****

ماما مہمل کہاں ہے وہ کب ملے گی۔۔۔ علی معصومیت سے بولا تھا۔۔۔

میری جان مل جائیں آپ دعا کرو آپکو پتا ہے اللہ تعالیٰ بچو کی دعا زیادہ جلدی سنتے ہیں۔۔۔ماہی نے پیار سے اپنے چار سالہ علی کو سمجھاتے کہا تھا۔۔

ماما آپ تو پتا ہے میں روز دعا کرتا ہو مہمل ٹھیک ہو اور جلدی سے واپس مل جائیں پھر میں کبھی اس سے نہیں لڑو گا۔۔۔ علی ڈوبڈوبائی آنکھوں سے اپنی ماں کی گود میں سر رکھے بولا تھا کہ ماہی کو اپنے بیٹے پر آج بہت پیار آیا تھا۔۔

انشاللہ میر بیٹا مل جائیں گی مہمل اللہ تعالیٰ آپکی دعا ضرور سنے گے چلو اب سو جاؤ اپ۔۔۔ماہی نے کہتے علی کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا کہ وہ آنکھیں موند گیا تھا۔۔

****

میرا اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ اسکے زہن میں ایک خیال اُمڈ آیا تھا اس نے بے اختیار دبئی کال کی تھی اور اپنے زہن میں آنے والے خدشہ کی تصدیق چاہی تھی۔۔۔۔

شٹ شٹ شٹ! ایسے کیسے ہو گیا میں یہ کیسے بھول گیا افف میرے خدایا۔۔۔۔

اس کال کے بعد اسے پتا چل چکا تھا کہ وہ جو سوچ رہا تھا وہ درست تھا اب اس نے اسکے پلین کو فیل کرنے کے لیے اپنا ایک منصوبہ بنایا تھا۔۔۔

اور اس نمبر کو اپنے واٹس ایپ لسٹ میں ڈوھنڈتے اس نے اسے میسج ٹائیپ کیا تھا۔۔۔

ہیلو میر ہادی شاہ کیسی ہو میں جانتا ہو تم واپس آ گئ ہو کراچی آئ ایم سو ہپی کے میری ایک کال پر انہوں نے تمہیں آزاد کر دیا میں بہت شر مندہ ہو لیکن مجھے اب احساس ہوا ہے جتنا تم مجھ سے پیار کرتی تھی اس سے کہی زیادہ پیار میں تم سے کرنے لگا ہو۔۔۔علیزے سے نفرت ہے مجھے انتہا کی نفرت وہ میری محبت کے قابل تھی ہی نہیں۔۔۔میں تم سے ملنا چاہتا ہو تم سے مل کر محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہو۔۔۔اگر تم نے بھی مجھے معاف کر دیا ہے تو کیا ہم مل سکتے ہیں؟میر نے میسج کیا تھا جس کا ریپلائے دوسری طرف سے فورن سے آیا تھا۔۔۔

آہہ تو تم نے مجھے آزاد کرایا ہے شکریہ ہادی میں جانتی تھی تمہیں ایک دن ضرور پتا چلے گا کہ تمہارا عشق میں تھی علیزے بس ایک غلطی تھی۔۔۔ہاں ہم کل ملتے ہیں سی ویو کے پاس وہی باتیں کرتے ہیں۔۔

میر نے او کے کا ریپلائیں دیتے ساتھ ایک اسمائلی فیس ایموجی سینڈ کیا تھا اور فون بند کرتے وہ کل کے بارے میں سوچنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

****

اس انسیڈینٹ کے بعد بھائی اور علیزے میں بہت گیپ آ گیا ماہی نے اداسی سے کہا تھا۔۔۔

ہاں لیکن دونوں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہے میں نے میر کو کوشش کی ہے سمجھانے کی لیکن وہ سننے کو تیار ہی نہیں ہے۔۔۔اللہ سب بہتر کرے گا زوہیب نے ماہی کو دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

ہاں میں نے بھی علیزے کو سمجھایا ہے اسے اپنی غلطی کا احساس ہے اس نے کل سوری کرنی ہے بھای کو آئ وش وہ مان جائیں۔۔۔

انشاللہ مان جائیں گا تم پریشان نہیں ہو۔۔۔زوہیب نے مسکرا کر کہتے ماہی کو خود سے لگایا تھا۔۔۔

کون جانتا تھا کل کیا ہو گا کل آئ کس نے دیکھی ہے کبھی کبھی زندگی ہمارے لیے اتنے مشکل فیصلہ کرتی ہے کے ہمیں سمجھ نہیں آتا ہمیں اس سے مقابلہ کرنا ہے یہ مر جانا چاہیے ایسا ہی کچھ علیزے کے ساتھ ہونے والا تھا۔۔۔۔

****

ارے واہ کیا بات ہے آج تو کچن میں سے اتنی اچھی خوشبوں آرہی ہے کیا بن رہا ہے بھئ۔۔۔ماہی کچن میں آتی مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

شاہ جی کی پسند کا کھانا بنا رہی ہو وہ ناراض ہے مجھ سے مجھے اپنی غلطی کا اندازہ ہو گیا ہے شاہ جی کی کا قصور نہیں ہے مہمل جیسی میری بیٹی ہے ویسی شاہ جی کی ہے بلکہ

وہ تو مجھ سے زیادہ پیار کرتے تھے پتا نہیں میں نے کیوں انکے ساتھ ایسے

کیا۔۔۔علیزے کی آنکھوں میں انسو آئیں تھے جیسے ماہی نے آگے بڑھ کر صاف

کیا تھا۔۔۔

میری جان تمھیں اپنی غلطی کا اندازہ ہوا ہے اللہ کا شکر ہے اور دیکھنا بھائی بھی

خوش ہو جائیں گے اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔ماہی نے مسکرا کر کہا تھا جس پر

علیزے بھی ہاں میں سر ہلاتی مسکرادی تھی۔۔۔

اچھا اب جلدی سے بتاؤ میرے لیے کوئی کام دادی اما۔۔۔ماہی نے علیزے کو

ایک دم گھریلو انداز میں کھانا بناتے دیکھ کہا تھا جس پر پہلے دونوں نے ایک

دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر کچن میں قہقہہ گونجا تھا یہ بات الگ تھی کہ علیزے

کے قہقہہ کی گونج میں وہ خوشی نہیں تھی جو ہوا کرتی تھی۔۔۔

نہیں میں نے سب کر لیا ہے بس سلاد بنا رہی ہو شاہ جی کا انتظار ہے مجھے بس۔۔۔علیزے نے پیاز کاٹتے جواب دیا تھا کہ ماہی اب بریانی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

****

میر بتائی گئی جگہ پر پہنچ چکا تھا وہ اس لڑکی کا انتظار کر رہا تھا جب کچھ دیر بعد ایک گاڑی اس کے سامنے رکی اس میں سے ایک لڑکی نکلی جس نے سفید رنگ کا سوٹ پہنا تھا۔۔۔جب میر اسے دیکھ مسکرایا۔۔۔

ویلکم بیک مئے لو۔۔۔میر مسکرا کر بولا

شکریا۔۔وہ بھی مسکرائی۔۔۔

جب میر نے اپنی جیب سے ایک باکس نکالا

ویل یو میری می۔۔۔میر نے گوٹنوں کے بل بیٹھتے کہا تھا جس پر مقابل لڑکی نے پہلے میر کو دیکھا تھا اور خوشی سے اچھل کر ہاں کری تھی جس پر میر نے اسکا ہاتھ تھامتے اسکے ہاتھ پر رنگ پہنای تھی۔۔۔

چلو آجاؤ آج ہی نکاح کر لیتے ہیں۔۔۔ ہیرا نے میر کا ہاتھ تھام کر خوشی سے کہا

تھا۔۔۔

۔ا۔۔۔آ۔۔۔اج۔۔۔۔؟ میر نے نہ سمجھی سے پوچھا لیکن لجہ حد درجہ بہتر تھا

۔۔۔۔

ہاں نا آج۔۔۔اچھے کام میں دیر کیسی۔۔۔ہیرا نے مسکرا کر کہا۔۔۔

ہاں چلو کر لیتے ہیں میر کے کہنے پر وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے پہلے وہ شاپنگ

مال سے ہیرا کو برائیڈل ڈریسز پہناتا اور سیدھا کورٹ آئیں تھے۔۔۔ جہاں میر

نے وکیل کو آنکھ دکھائ تھی جس پر اس وکیل نے سر کو تھوڑا سا خم کرتے مسکرا

کر انکے سامنے پیپرز رکھے تھے ہیرا نے بنا پیپرز کو دیکھے ان پر سائین کیے تھے۔۔۔

مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔۔وکیل نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔جس پر ہیرا نے مسکرا کر میر کو دیکھا تھا۔۔۔

شکریہ میر تم بہت اچھے ہو۔۔۔ہیرا نے میر کو ہگ کیا تھا جس پر میر نے اپنے دونوں ہاتھ ہیرا کے کندھے پر رکھتے مسکرا کر اسے مبارک باد دی تھی۔۔۔

****

اچھا سنو۔۔۔وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔۔۔۔جب ہیر انے اسے آواز لگائی تھی۔۔۔

ہمم ہاں بولو۔۔۔!!!میر نے اپنے چہرے پر ایک مسکراہٹ سجاتے بغور اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میں تمہیں شاہ جی بلایا کرو میر۔۔۔یا پھر ہادی۔۔۔؟علیزے میر کو دیکھتے مسکرا کر بولی۔۔۔

ہادی۔۔۔!!!میر نے یک لفظ جوب دیا تھا۔۔۔

لیکن میں تمہیں علیزے کی طرح شاہ جی اور میر کے نام سے مخاطب کرنا چاہتی ہو۔۔۔

اس خوشی کے موقع پر پلیز تم اس کا نام مت لو مجھے چڑ ہے علیزے سے اور جس نام سے وہ مجھے بلاتی تھی ان سب سے بھی چڑ ہو گئی ہے بے انتہا کی نفرت ہو گئی ہے اس لیے تم مجھے ہادی کہا کرو۔۔۔۔ میر نے علیزے کا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔۔۔

او کے ہادی ہم آئسکریم کھائیں۔۔۔؟ ہیرا نے اپنے ہاتھ پر میر کا ہاتھ دیکھ کہا۔۔۔

کیوں نہیں سوئٹ ہارٹ ضرور۔۔۔ میر اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتے کہتا گاڑی اسیکریم پالر کے پاس روکی تھی میر ویٹر سے کہتے آئسکریم کا آڈر دیا تھا جسے

ویٹر پانچ منٹ میں لا کر انہیں دے چکا تھا جیسے میر نے کچھ ٹپ اور شکریہ ادا کے ساتھ روانہ کرتے دونوں نے اسکریم کھائ تھی اور گاڑی گھر کی طرف ڈوڑائ تھی۔۔۔

****

لگتا ہے شاہ جی آ گئیں۔۔۔علیزے ڈائیو نگ کی کرسی سے اپناڈوبٹہ اٹھاتے لاؤنج میں آئ تھی جہاں سے میر اندر آرہا تھا۔۔۔

شاہ جی آپ آگئیں۔۔۔علیزے نے میر کو آتے دیکھ مسکرا کر پوچھا۔۔وہ اسکو ہگ کرنے کے لیے قریب ہونے لگی تھی کہ میر نے اسے ہاتھ کہ اشارے سے روکا تھا۔۔

ہمم۔۔۔میر نے ہاتھ بڑھا کر ایک لڑکی کو اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ علیزہ کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئ تھی اسکے قدم لڑکھڑائے تھے انکھوں میں پانی جما ہوا تھا۔۔

ش۔۔شا۔۔شاہ آ۔۔اپ ایسے نہیں کر سکتے۔۔۔علیزہ ہچکیوں سے روتی ہوئ بولی تھی۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا میں ایسے نہیں کر سکتا مرد ہو مرد کو اسلام چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے اگر میں نے دوسری کرلی تو کونسا قیامت آگئی ہے پلیز علیزے مجبور ہو جاؤ۔۔۔

ش۔۔ شاہ جی اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی آپ کیسے بھول سکتے ہیں پلیز شاہ جی۔۔۔

ہاں تو تم کونسا مر گئیں اس نے جو کیا میری محبت میں کیا تھا اس نے مجھ سے معافی مانگی اور میں نے معاف کر دیا ہے اسے تم بھی کر دوں اب اپنی ساری محبت تم پر تو نہیں لٹا سکتا نا تم سے دل بھر گیا تو کرلی میں نے دوسری شادی اور پلیز مجھے رونا دھونا نہیں پسند اس لیے سائیڈ ہٹو۔۔۔ میر نے علیزے کو دھکا دیتے کہا تھا اور

اپنے ساتھ کھڑی لال جھوڑتے میں ملبوس لڑکی کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں لے جا کر کمرے کا دروازہ بند کر چکا تھا۔۔

علیزہ پیچھے اپنے شاہ جی کی بے وفائی پر ہچکیوں سے آنسو بہاتی رہ گئ تھی۔۔۔اور اوپر نیچے ہوتی سانسوں کے ساتھ علیزے کو پینک اٹیک آیا تھا میر ہادی شاہ کی دوسری شادی اور اسکے منہ سے اس طرح سے اطراف سننے پر وہ وہی بے ہوش چکی تھی۔۔۔۔

زوہیب اور ماہی فورن سے آگے بڑھتے علیزے کو ہاسپٹل لے کر بھاگے تھے آنسو ماہی کی آنکھوں سے بھی جاری تھے اس نے اپنے بھائی سے اس قسم کی امید کبھی نہیں لگائ تھی وہ ایسی امید لگا ہی۔۔۔ نہیں سکتی تھی اور آج اسکا بھائی کیسی دوسری عورت کو اٹھا کر علیز علیزے کی جگہ دینے چلا تھا۔۔۔۔

****

میر نے کمرے میں اتے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاے ہیر اکا ہاتھ تھامتے اپنے ہونٹوں سے لگاتے محبت پاش لہجہ میں بولا۔۔۔ائ لو یو سوئٹ ہارٹ۔۔۔

اور میر کے منہ سے اظہار محبت سنے ہیر امیر کے سینے سے لگی تھی۔۔۔لو یو ٹو۔۔۔

****

اللہ میاں جی میلی مامی کو ٹھیک کر دو اور اس گندی آنٹی کو آپنے پاس بلا لو انکی وجہ سے ماموں نے مامی کو ڈانٹا ہے اللہ جی میلی کزن کو میکو دے دو میں پکہ پرومس کرتا ہو میں اس سے نہیں لڑو گا اللہ جی ماما کہتی ہے آپ بچو کی دعا قبول کرتے ہیں پلیز اللہ میاں جی میں روز نماز پڑھو گا آپ پلیز سب ٹھیک کر دو۔۔۔وہ چھوٹا سا بچہ اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا تھا۔۔۔

****

ماہی۔۔۔۔زوہیب۔۔۔۔سب کہاں ہو بھئی بھوک لگ رہی ہے ہمیں کوئی کھانا کا پوچھے گا یا نہیں۔۔۔۔میر جب کمرے سے باہر آیا تو کیسی کو گھر میں نہ دیکھ کر اس نے آوازیں لگانا شروع کی تھی۔۔۔اور کچھ سوچتے وہ علی کے کمرے میں گیا تھا جہاں علی بیٹھا رو رہا تھا۔۔۔۔

بیٹا کیا ہوا ہے تو کیوں رو رہے ہو کیسی نے کچھ کہا ہے آپ سے ۔۔ میر علی کو روتا دیکھ فورن سے اسکے پاس گیا ۔۔۔

نہیں مامو ۔۔۔ علی نے آنسو صاف کرتے کہا ۔۔

پھر رو کیوں رہے ہو ۔۔۔ میر نے علی کو دیکھ سوال کیا ۔۔۔

مامومامی کو کو کچھ ہو تیا ہے ماما پاپا انکو ہاسپٹل لے تر گے ہے ۔۔۔ علی نے میر کو اپنی توتلی زبان میں بتایا تھا ۔۔۔

کیا ہوا ہے آپکی علیزے مامی کو۔۔۔میر پریشانی سے بولا۔۔۔

پتا نی مامو۔۔۔علی نے اپنا انسو صاف کیے تھے۔۔۔

اچھا!!!میر اپنی پیشانی مسلتے علی کے کمرے سے باہر آ چکا تھا وہ کشمکشِ میں پس کے رہ گیا تھا وہ جانتا تھا یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا تھا لیکن وہ اس وقت کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ وہی باہر لاونج کے صوفہ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

****

ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر علیزے کیسی ہے۔۔۔ماہی اور زوہیب فورن سے ڈاکٹر کے پاس پہنچے تھے جو علیزے کے کمرے سے باہر آرہا تھا۔۔۔

انکو بہت بڑا اسدمہ لگا ہے انہوں نے کتنے دنوں سے کچھ کھایا نہیں ہے آپ لوگ اتنے کیر لیس کیسے ہو سکتے ہیں وہ پہلے ہی اتنی کمزور ہے نہ کچھ کھایا ہے نہ پچھ پیا ہے اور پھر نا جانے انکو کونسا سدمہ ہوا ہے آپ بس دعا کرے وہ ٹھیک ہو جاے ورنہ ایسی حالت میں مریض پاگل بھی ہو سکتا ہے ڈاکٹر کہتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

زوہیب بھائی کو فون کرے انکو بتائیں علیزے کی طبیعت کا۔۔۔ماہی روتے ہوئیں بولی تھی۔۔

ہاں ہاں بتا رہا ہو پلیز تم تو رونا بند کرو۔۔۔ زوہیب نے ماہی کو خود سے لگاتے میر کو کال کرنا شروع کی تھی جس پر دو بیلز کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔

ہاں بولو کیا بات ہے۔۔۔ میر نے فون اٹھاتے سوال کیا تھا۔۔۔

بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے انکو اس وقت تمہاری ضرورت ہے میر۔۔۔

تمہاری بھابھی اس وقت میرے ساتھ ہے اور بلکل ٹھیک ہے اس لیے مجھے فون کر کے پریشان مت کرو۔۔۔

آہہ شٹ اپ۔۔۔۔میر جسٹ شٹ اپ ! تم اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہو بھابھی پہلے ایک ٹرامہ سے باہر نہیں نکلی تھی تم نے دوسرے ٹرامہ میں ڈال دیا ہے انکو تم سیسریلی وہ میر نہیں ہو جو ہوا کرتے تھے مجھے غصہ آرہا ہے تم پر۔۔۔ زوہیب چلایا۔۔۔

آواز نیچے ! ایسا بھی کچھ نہیں کیا میں نے سمجھے ہر مرد کرتا ہے دوسری شادی میں نے بھی کرلی۔۔۔میر ڈھیٹائی سے بولا۔۔۔

اچھا اگر ہر مرد کرتا ہے اور کر سکتا ہے تو میں بھی کرلو؟ ہاں میں بھی کرلیتا ہو ! میں بھی تو مرد ہو نا۔۔۔زوہیب غصہ سے بولا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی تم نے اگر ایسا کیا تو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا تمہیں۔۔۔میر نے کہتے فون بند کیا تھا۔۔۔زوہیب پریشانی سے پیشانی مسل کر رہ گیا تھا۔۔۔

آپ بھی۔۔۔؟ماہی نے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔۔

نہیں میری جان میں ایسا کیوں کرو گا میر جو اتنی دیر سے مرد مرد کی رٹ لگائے ہوئے ہے اسے حقیقت دکھانی تھی اور کچھ نہیں پریشان نہیں ہو آپکا زوہیب کبھی اس حد تک نہیں گرے گا۔۔۔زوہیب نے ماہی کی پیشانی پر لب رکھا تھا۔۔۔

****

آپکی پیشینٹ کو ہوش آگیا ہے آپ مل سکتے ہیں۔۔۔نرس نے ان دونوں کو آکر بتایا تھا جس پر ماہی آنسو صاف کرتی علیزے کے پاس گئ تھی۔۔۔۔اور زوہیب اسکے ڈسچارج پیپر بنانے کاؤنٹر پر چلا گیا تھا۔۔۔

****

ماہی جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی علیزے بیٹھی تھی اس کی آنکھیں کھالی تھی نہ آنسوں تھے نہ کچھ تھا وہ ایک زندہ لاش لگ رہی تھی جب ماہی اس کے پاس آکر بیٹھتے اسے اواز لگائ تھی۔۔۔

علیزے۔۔۔!

ہمم۔۔۔علیزے نے صرف ہمم کہا تھا۔۔۔وہ شاید کچھ سوچ رہی تھی ہاں وہ کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے علیزے پلیز کچھ تو بات کرو۔۔۔ماہی نے علیزے کو دیکھ اپنے انسو صاف کرتے کہا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا اور بتاو کیا بات کرو اب بات کرنے کو رہ کیا گیا ہے۔۔۔؟علیزے ماہی کو دیکھتی بولی۔۔۔

ہمم پلیز اداس نہیں ہو علیزے۔۔۔ماہی علیزے کے کہندے پر ہاتھ رکھتی بولی

۔۔۔

میں اب اداس نہیں بدلہ لوں گی اور کچھ نہیں۔۔۔۔علیزے نے کچھ سوچتے

جواب دیا تھا۔۔۔ماہی جانتی اس وقت اس سے بات کرنا فضول ہو گا اس لیے

چپ ہو گئی۔۔۔۔

****

صبح کا وقت تھا سب ڈائیو نگ پر موجود تھے سوائے علیزے کے ڈائیو نگ کے

سامنے والی کرسی پر ماہی اور اسکے ساتھ اسکا چھوٹا سا بیٹا چار سالہ علی بیٹھا تھا اور

اسکے ساتھ زوہیب پر سکون ماحول میں کھانا کھا رہے تھے۔۔۔میر کے ساتھ ہیرا بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی میر کی جانچتی نظرے

کیسی کی منتظر تھی۔۔۔

ہادی تم کھانا کیوں کھا رہے کھانا کھاؤ۔۔۔ہیرا نے بریڈ کا سلائیس میر کے منہ کے آگے کرتے کہا تھا جسے میر نے اس سے پکڑتے اپنی پلیٹ میں رکھا تھا آج میر کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا اسکا دل بے چین تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بس اٹھ کر علیزے کے پاس چلا جائیں وہ بس بوجھے دل کے ساتھ بیٹھا تھا جب اسے اپنے پاس سے خوشبو محسوس ہوئی تھی اس نے چہرہ اٹھا کر اپنے برابر دیکھا تھا جہاں علیزے بہت پر سکون طریقے سے آکر بڑے حق سے بیٹھ چکی تھی۔۔۔ میر نے اسے بغور دیکھتے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہا تھا۔۔۔اسکے بے چین

دل کو سکون آیا تھا علیزے کو صحیح سلامت اپنے پاس اپنے سامنے دیکھ کر اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ علیزے کو

اپنے سینے سے لگا لے علیزے کی سوجی ہوئ روئ روئ آنکھیں اسے تکلیف دے رہی تھی میر کا دل کر رہا تھا کہ علیزے کی آنکھو پر اپنے لب رکھ کر اسے مان بخشتا اسے بتاتا اسکا شاہ بے وفا نہیں ہے اسکے شاہ نے اس سے بے وفائی نہیں کی لیکن علیزے کا میر کو نظر انداز کرنا اسکا

دل جلا رہا تھا میر نے علیزے کے ہاتھ پر رکھا تھا جسے اس نے بہت بے رحمی سے جھٹکا تھا اور ایک نفرت بھری نگاہ اس پر اور پھر ہیر اپر ڈالی تھی جیسے اسے بتانا چاہ رہی ہو جسے اپنی دوسری بیوی بنا کر لائیں ہیں اس کے ساتھ یہ سب کرے۔۔۔ علیزے اٹھ کر جانے لگی تھی جب میر نے اسے روکا تھا۔۔۔

علیزے کیسی طبیعت ہے آپکی۔۔۔؟

جیسی ہے آپکے سامنے ہے زندہ سلامت کھڑی ہو جس دن مر جاؤ گی دفنا آ یئے گا اور خبردار جو کبھی میرا ہاتھ پکڑا جان لے لوں گئی میں آپ کی۔۔۔علیزے کی بات سے میر کے دل کو کچھ محسوس ہوا تھا جیسے کیسی نے اسکی دل پر خنجر مارا ہو۔۔۔

علیزے ایسے کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔میر نرم لحجہ میں بولا۔۔۔

میر کیا ہو گیا ہے تم اس لڑکی سے بات کیوں کر رہو۔۔۔ہیرا نے میر اکا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔۔۔

تم تو بکواس بند رکھو اپنی مس ہیر اافریدی۔۔۔علیزے غصہ سے بولی تھی۔۔۔

کیوں تمہیں برا کیوں لگ رہا ہے ہادی اب میرا ہے۔۔۔۔ہیرا نے دبدو جواب دیا تھا۔۔۔

دو منٹ تم چپ نہیں ہو گی ہیرا میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہو پلیز اپنی زبان بند رکھو۔۔۔ میر نے غصہ سے ہیرا کو کہا تھا کہ وہ منہ بناتی پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔

علیزے میری مجبوری کو سمجھیں پلیز۔۔۔میر علیزے کو دیکھتے خود کو بے بس سا محسوس کرتے بولا اسے تکلیف دے رہا تھا علیزے کا لہجہ۔۔۔

مجبوری اور وہ بھی آپ کی ہاہاہاواہ میر ہادی شاہ واہ کیا بات کرتے ہیں آپ۔۔۔

علیزے نے بے رونق قہقہ لگایا تھا۔۔۔

علیزے مجھے تکلیف ہو رہی ہے پلیز خود کو پہلے جیسا کر لو۔۔۔ میر اگے بڑھتے بولا

میں جیسی ہو ٹھیک ہو اپکو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنا دل بہلانے کے لیے جسکو لائیں ہیں وہ ناراض ہو کر جا چکی ہے جا کے اسکو منائیں مجھے نہیں ۔۔۔علیزے کاٹ دار لہجہ میں کہتے وہاں سے واک اوٹ کر گئ تھی۔۔۔

علیزے۔۔۔میر نے اسکو آواز لگائی تھی لیکن وہ جاچکی تھی۔۔۔میر نے زوہیب اور ماہی کو دیکھا تھا جو میر کو نفرت بھری نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

بھائی میں آپ سے اسکی امید نہیں رکھتی تھی۔۔۔ماہی بہت افسوس سے بولی تھی اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی اور ساتھ ہی زوہیب بھی اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔۔۔

****

ماہی اپنے کمرے میں جارہی تھی جب ہیر افورن سے سکے سامنے اتی بولی۔۔۔

میری بات کان کھول کر سنو۔۔۔ابھی اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ ماہی بولی۔۔۔

تم بھی میری بات کان کھول کر سنو میں تمہاری جان نکال دوں گی اگر میرے سامنے اپنی آواز اونچی کی۔۔۔اور اسے بازو سے پکڑ کر سائیڈ پر کرتی اپنے کمرے کا دروازہ کھول اندر چلی گئ تھی پیچھے ہیرا کا دل جل کے رہ گیا تھا۔۔۔

ماہی کمرے میں آئی تو زوہیب نے اسے اہستہ سے تھامتے اپنے ساتھ اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

ماہی میری جان دیکھو اس وقت تمہیں علیزے کے پاس جانا چاہیے نہ کہ خود ہارنا چاہیے میری جان اگر خود ہار جاوگی تو علیزے کو کون سنبھالے گا۔۔۔زوہیب بہت ہی پیار سے بولا تھا

زوہیب آپ نے دیکھا ہیرا کو۔۔۔ماہی آنکھوں میں نمی لیے بولی۔۔۔۔

ہاں میں نے دیکھا پر تم جاؤ علیزے کے پاس۔۔۔میر نے ماہی کے انسو اپنے ہاتھوں کے انگلی کی پوروں سے صاف کرتے کہا۔۔۔ماہی سر اثبات میں ہلاتی مسکرادی تھی۔۔۔

****

علیزے اپنے کمرے میں آئی تھی اور اتے ساتھ ہی اس نے اپنے کمرے میں لگی اپنی شادی کی ساری تصاویر بغیر سوچے سمجھے زمین پر دے ماری تھی جب اچانک اس کا دروازا کھولا تھا اندر انے والی ماہی تھی ماہی فوراً اس کے پاس آتی پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اسکو ٹھیک فیلھ ماہی نے شکر کا سانس لیا تھا اور پھر وہ اسے لیے بیڈ پر آئی تھی اور اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔علیزے خاموش تھی بے حد خاموش جب ماہی نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔۔۔

علیزے۔۔۔ماہی نے بہت پیار سے اسے بلایا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔علیزے نے روئی روئی انکھوں سے جواب دیا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے علیزے میری جان تم کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو۔۔۔ماہی علیزے کی حالت دیکھ پریشانی سے بولی۔۔۔

یہ دیکھو یہ ہوا ہے۔۔اس نے اپنے دل کے مقام پر ماہی کا ہاتھ رکھا۔۔۔یہ دیکھو یہ دھڑک تو رہا پر زندہ نہیں ہے۔۔۔اور ماہی کے سینے سے جا لگی ماہی کہتے ہیں ہے نہ عشق بہت بری چیز ہے نہ ہی کرو تو بہتر ہے لوگ کہتے ایک شخص ہی تو تھا کیا ہوا اگر چھوڑ دیا لیکن ماہی نہیں جب وہ ایک شخص پوری دنیا ہوتا ہے من پسندیدہ شخص کے ٹھکرائیں جانے کی تکلیف بہت ہوتی ہے۔۔۔بس روح نہیں نکلتی لیکن انسان مر جاتا ہے دل خالی ہو جاتا ہے دنیا کی ہر رونق سے اُچاٹ ہو جاتا ہے اور میں بھی ایک زندہ لاش کی طرح بن گئی ہو جب جب میں شاہ جی کو اس

عورت کے ساتھ دکھتی ہو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کیسی نے میرا سب کچھ چھین لیا ہو جیسے شاہ جی مجھ سے میرے جینے کی وجہ چھین لی ہو۔۔۔

****

رات ہو چکی تھی ہیرا اپنے کمرے میں غصہ سے بیٹھی تھی جب کمرے میں کوئی داخل ہوا ہیرا نے ہادی کو دیکھ منہ دوسری سمت کیا تھا جب ہادی اس کے پاس آ کر بیٹھا۔۔۔

ہیرا۔۔ہادی نے اسے بہت پیار سے بولایا۔۔۔ہیرا نے اس کی طرف بھی نہ دیکھا۔۔۔

ہیرا یاررر سوری وہ سچیویشن ایسی تھی۔۔۔تم تو جانتی ہو مجھے طلاق دینی ہے علیزہ کو اور اس سب سے پہلے مجھے اسکو اس قابل کرنا ہو گا کیوں کہ اگر وہ مر مرا گئی تو اسکا الزام بھی میرے اور تمہارے سر آئیں گا پلیز سمجھو۔۔۔میر ہیرا کو سمجھاتے بولا۔۔۔

او ٹھک بھیٹک کرو میرے سامنے۔۔۔ہیرا نے فرمائیش کی تھی جس پر وہ اسکے پاس گیا تھا۔۔۔

یار یہ سب میں نہیں کر سکتا میچور ہو جاؤ آجاؤ اسئیکریم کھانے چلتے ہیں تمہیں شاپینگ بھی کراؤ گا بہت ساری۔۔۔میر ہیرا کے پاس بیڈ پر بیٹھتے بولا۔۔۔

پکہ۔۔۔ہیرا نے تصدیق چاہی تھی۔۔۔

ہاں ہاں پکہ۔۔۔۔میر نے مسکرا کر کہا تھا جس پر وہ دونوں ریڈی ہو کر گاڑی میں بیٹھتے اپنے سیر کو نکل چکے تھے۔۔۔

****

علیزے تو کمرے میں بیٹھی پاگل ہو رہی تھی یہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس کا شاہ اب کسی اور کا تھا جب اس نے اپنی آنکھیں بند کی اور اس کے ذہن میں وہ وقت ایا جب وہ اپنے شاہ جی کے پاس تھی وہ مر رہی تھی اس نے جلدی اپنی آنکھیں کھولی تھی

کسی کو معاف نہیں کروں گئی۔۔۔۔

****

دوپہر کا وقت تھا علیزے گارڈن میں بیٹھی تھی ہیرا اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

کیسی ہو بد صورت عورت۔۔۔۔ ہیرا ایک شاتر مسکراہٹ لیے بولی۔۔۔۔

جیسی بھی ہوں تم سے بہتر ہوں کم از کم کسی کے شوہر پر نظر تو نہیں رکھتی نہ۔۔۔علیزے نے مسکرا کر جوب دیا تھا۔۔۔

ہمم کہہ لو کر لو اپنا دل ہلکا ویسے بھی کچھ دیر بعد میر ہادی شاہ میرا ہو جائے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی بھر کے لیے وہ تمہیں تلاق دے رہا ہے مس علیزے ۔۔۔۔

علیزے کو لگا کہ کسی نے اس کی سانس روک لی ہے اسکا دل ڈھلنا بھول گیا تھا۔۔۔میر جو باہر سے ارہا تھا علیزے کو دیکھا اور اچانک اس کے کان میں ایک آواز گھنجھی تھی۔۔۔

ہیرا کمرے میں آو۔۔۔میر ہادی شاہ غصہ سے غرایا اور ہیرا کا ہاتھ پکڑ کے کمرے کی طرف لے گیا۔۔۔

علیزے نے پیچھے مڑ کر اپنے شاہ جی کو دیکھا تو ہیرا فورا اُسے ہادی کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

اپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے شاہ جی اپ بہت برے ہو میں اپکو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اسکی انکھوں سے انسو مسلسل جاری تھے۔۔۔۔۔

****

ہیرااور ہادی کمرے میں آئے تو ہادی نے جھٹکے سے ہیرا کا ہاتھ چھوڑتا ہیرا پر چلایا تھا۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو ہاں بتاؤ تم اسے سب کچھ بتانے چلی تھی منع کیا تھا نا اسے کچھ بھی مت بتانا اگر اس نے خود کو کوئی نقصان پہنچایا تو دیکھ لینا قتل کر و گا میں تمھارا ہیرا۔۔۔ میر ہیرا کو ورن کرنے والے انداز میں بولا۔۔۔

ہادی میں تو بس۔۔۔اس سے پہلے ہیرا بولتی ہادی نے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

بس ہیرا جو سننا تھا سن لیا اب اور کچھ نہیں سننا۔۔۔ میر اتنا کہتے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔

ہیرا بس اسے جاتا دیکھ رہی تھی وہ جو کرنا چاہ رہی تھی وہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

****

رات کا وقت تھا سب کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے سوائے علیزے کہ ہادی نے میر کو نا دیکھ کر سوال کیا تھا۔۔۔

علیزے کہاں ہے؟

کمرے میں ہے کہ رہی تھی کھانے کا دل نہیں۔۔۔ماہی نے نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دیا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔میر ہادی شاہ اٹھا اور علیزے کے کمرے کی طرف اپنے قدم بڑھا دیے تھے۔۔

ہیر امیر کے پیچھے جانے لگی کہ ماہی نے روکا تھا۔۔۔

کہاں جارہی ہو۔۔۔

جہاں میرا دل کرے گا وہاں جاو گی۔۔۔ ہیر اڈ ہیٹای سے بولی۔۔۔۔

بکواس بند رکھو اپنی ہیرا تم جیسی لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔۔۔ ماہی غصہ سے بولی۔۔۔

ہمم دیکو گی بھی نہیں۔۔۔۔ ہیر اسب کو اگنور لرتی میر کے پیچھے چلی گئ تھی۔۔۔۔

اس گندی آنٹی کو تو میں بتاؤ گا۔۔۔۔ ایک معصوم آواز آئی۔۔۔۔

ماہی نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور مسکرائی اب ماہی کے زہن میں کچھ چل رہا تھا۔۔۔

****

علیزے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی کہ اچانک اس کے کمرے میں کوئی داخل ہوا اس نے آنکھیں اٹھا کر مقابل کو دیکھا۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ علیزے غصہ سے بولی۔۔۔

اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ میر مسکرا کر بولا۔۔۔

چپ بلکل چپ اب میں آپ کی بیوی نہیں ہوں جائیں جا کر اس ہیرا کو اپنے سر پر بیٹھاییں۔۔۔میر علیزے کو خود سے دور کھٹکتی بولی تھی۔۔۔

علیزے پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔وہ علیزے کے پاس آتا اسے بازوں سے تھامتا بولا۔۔۔۔

کیا سمجھوں میں ہاں۔۔۔۔یہی کہ میرے شوہر نے مجھے نقصان پہنچانے والی سے شادی کرلی اور اب مجھے تلاق دے رہا ہے۔۔۔۔وہ چلائی تھی۔۔۔۔

میر اسے محبت سے سمجھانے کے لیے اس کے اگے بڑھا تھا لیکن دروازہ کے پاس کیسی کا عکس دیکھ کر میر بھی اسی کہ انداز میں اس کے بالوں کو پکڑتا چلایا۔۔۔

بکواس بند رکھو اپنی سمجھی۔۔۔اور اسے دھکا دیتا باہر کی طرف بھڑ گیا جب علیزے کا سر جا کر سائیڈ ٹیبل سے لگا اور سر سے خون نکلنے لگا۔۔۔۔

میر باہر آیا تو سامنے ہی ہیرا کھری تھی وہ اسے اگنور کرتا آگے لان والی سائیڈ پر چلا گیا تھا جب پیچھے سے ہیرا مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

****

علیزے وہیں بے ہوش ہو گئی تھی ماہی کچھ دیر بعد اس کے لیے کھانا لے کر آئی تو اسے یوں زمین پر پڑا دیکھا ٹرے اس کے ہاتھوں سے گری اور فوراً اس کے پاس آئی۔۔۔

علیزے علیزے۔۔۔وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتے بولی پر وہ جواب نہیں دے رہی تھی ماہی نے فوراً سے زوہیب کو آواز دی تو وہ ماہی کی اتنی تیز آواز سنتا فوراً کمرے میں ایا اور سامنے کا منظر دیکھ پہلے تو وہ پریشان ہوا پھر اسے لیے وہ دونوں ہاسپٹل پہنچے تھے چھ دیر بعد ڈاکٹر روم باہر ایا تھا۔۔

ڈاکٹر کیسی ہے علیزے۔۔۔۔زوہیب نے پوچھا۔۔

ٹھیک ہیں اب آپ ان سے مل سکتے ہیں پر انہیں بہت کمزوری ہو چکی ہے تو آپ ان کا خیال رکھیے گا۔۔۔یہ کہتا ڈاکٹر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ماہی علیزے کے پاس گیئ تھی اور زوہیب جا کر اس کے ڈیسچارج پیپر لینے لگا۔۔۔

****

صبح کا وقت تھا سب بیٹھے تھے سوائے علیزے کے ہیرا تو خوشی سے جھوم رہی تھی کیوں کہ رات کو میر نے علیزے کو ڈانٹا جو تھا۔۔۔

علی ضد کرنے لگا کہ وہ ہیرا کے پاس بیٹھے گا ہیرا نے اس اپنے ساتھ بیٹھا لیا کہ ہادی بھی اس سے اور محبت کرے گا ہادی اسے اگنور کرتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔

علی ہیرا کی گود میں بیٹھا جوس پی رہا تھا کہ اچانک وہ جوس ہیرا پر گھرا جب ہیرا چینخی۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے یہ کیا ہے۔۔۔۔

کچھ نہیں گندی آنٹی یہ آپ کی سزا ہے۔۔۔۔۔وہ بہت معصومیت سے بولا ہیرا اس کی اس بات پر اس کے اوپر ہاتھ اٹھانے لگی تو کسی نہ اس کا ہاتھ روکا تو اس نے اس شخص کو دیکھا وہ علیزے تھی جو ابھی نیچے آئی تھی۔۔۔

اپنے ہاتھوں کو لگام دو ورنہ کاٹنے آتے ہیں مجھے سمجھی۔۔۔۔علیزے غصہ سے بولی۔۔۔ہیرا نے اپنا ہاتھ چھوڑا جا تھا۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی ہاں۔۔۔۔ہیرا چلائی

میں علیزے میر ہادی شاہ۔۔۔۔علیزہ فخر سے بولی۔۔۔

اوو تو ابھی بھی تم خود کو ہادی کی بیوی سمجھتی ہو ہاں اس نے تمہیں رات کو خود بتایا تھا کہ وہ تمہیں تلاق دے گا۔۔۔۔۔

شٹ اپ ہیرا۔۔۔پیچھے سے میر کی آواز آئی تھی۔۔۔

اپنی بکواس بند رکھو اس سے پہلے کہ میں علیزے کی جگہ تمہیں طلاق دے دوں وہ میری بیوی ہے علیزہ میر ہادی شاہ ہے تمیز سے بات کیا کرو۔۔۔میر غصہ سے بولا۔۔۔

ہیرا تو جیسے جل کر راکھ ہوئی تھی میر کے جملے پر وہ اپنا پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

علیزے کو لگا کہ وہ غلط ہے اس کا میر آج بھی اس کا ہے میر کو علیزے کی چوٹ دیکھ کر پہلے تو صدمہ ہوا تھا پھر اسے خود پر غصہ آیا کیونکہ یہ چوٹ اس کی وجہ سے لگی لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ بے بس تھا وہ ابھی اس وقت بے بس تھا میر

علیزے کو ایک نظر دیکھتے ہادی بھی ہیرا کے پیچھے ہیرا ہیرا کرتا چلا گیا جب پھر سے علیزے کو میر ہر بے حد غصہ ایا تھا۔۔۔

مطلب رات کو تمہارا پاؤں نہیں پھسلا تھا۔۔۔۔۔زوہیب کو جب ساری بات سمجھ آئی تو بولا علیزے نے سب کو بتایا تھا کہ اس کا پاؤں پھسلا ہے اس نے کسی کو سچ نہیں بتایا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔ابھی وہ کچھ بولتی کہ زوہیب بولا۔۔۔

علیزے گڑیا خود کو اکیلا مت سمجھو میں ہوں تمہارے ساتھ تمہارا بھائی ہمم۔۔۔وہ بہت پیار سے علیزے کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا۔۔۔

ہمممم۔۔۔وہ بھی مسکرائی تھی۔۔۔

میں نے اچھا کیا نہ مامی۔۔۔۔ علی معصومیت سے بولا۔۔۔

ہمممم بہت اچھا۔۔۔علیزے مسکرا کر کہتی ڈائینگ کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔

****

ہیرا اپنے کمرے میں منہ باسورے کھڑی تھی جب میر کمرے میں انٹر ہوا تھا ہیرا کو سامنے کھڑا دیکھ اس کے پاس ایا تھا۔۔۔

ہیرا ہیرا پلیز میری بات سنو۔۔۔۔ میر ہیرا کو پیچھے سے تھامے بولا۔۔۔

ہادی مجھے چھورو جاؤ تم اس علیزے کے پاس۔۔۔۔ ہیرا غصہ سے بولی۔۔۔

مجھے نہیں جانارات کو تمہاری وجہ سے میں نے اسے اتنی زور سے دھکا دیا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔۔۔ میر علیزے کا سوچتے بولا۔۔۔

ہادی پلیز۔۔۔۔ ہیرا غصہ سے بولی۔۔۔۔

اچھا پلیز نا مجھے معاف کر دو پلیز نا کر دو معاف۔۔۔میر التجا یا بولا۔۔۔۔

ایک شرط پر۔۔۔ہیر امیر کو دیکھتی بولی۔۔۔

وہ کیا تمھاری ہر شرط منظور ہے؟میر مسکرا کر بولا۔۔۔

یہی کہ تم کبھی پھر ایسا نہیں کرو گے۔۔۔۔ہیر امنہ بنا کر بولی۔۔۔۔

ہمم اوکے پکہ پھر ایسا نہیں کروں گا۔۔۔میر مسکرا کر بولا تھا کہ ہیر ا مسکرا کر میر کے سینے سے جالگی تھی۔۔۔۔

****

میری ماما کہاں ہے پاپا ماما مجھے انکے پاس جانا ہے آنٹی میں اچھی بچی ہو مجھے جانے دو

۔۔۔

مہمل رو رہی تھی اسکی انکھوں سے انسو مسلسل جاری تھے وہ چھوٹی سی بچی جس کو اپنی غلطی کا بھی نہیں پتا تھا وہ اپنی معصومیت بھری اواز میں اپنے والدین کو پکار رہی تھی۔۔۔۔

منہ بند رکھو چھوٹی بچی زیادہ رونا دھونا کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ یہ دیکھ رہی ہو اسکی ساری گولیاں تمھارے اس ننھے سے دماغ میں ڈال کر تمہیں مار دوں گا اور ندی میں پھینک دونگا پھر کبھی تمھارے گھر والے تمہیں ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔۔۔وہ کالا آدمی آنکھیں دکھا کر بولا تھا جس سے وہ ڈر سے خود میں اور سمٹی تھی اسکے والدیں نے تو کچھ ایسے نہیں چاہا تھا وہ اج کہاں تھی کیسی کو پتا نہیں تھا اس کے والدین نے تو اسے پرینسز کی طرح رکھا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔تھری پیس سوٹ پہنے کھولے بال بلیک کلر کی ہیلز پہنے وہ اپنے ازلی مغرورانا انداز میں بولی تھی۔۔۔

میڈم اس بچی نے میرا دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے کب تک رکھنا ہے اسے یہاں میرا امیٹر شوٹ ہو رہا ہے کیسی دن میں نے اپنی گن کی ساری گولیاں اس

کے سر میں ڈال دینی ہے۔۔۔کالا ادمی غصہ سے گن کی نوک سے اپنی پیشانی مسلتے بولا۔۔۔

بس میں کوئ پارٹی دیکھتی ہو پھر اسے اسی کے حوالے کر دے گے پھر میرے دماغ میں ایک اور شیطانی آئیڈیا ہے جیسے ہم چاہ رہے تھے بلکل اسی طرح سے سب ہو رہا ہے اس نے اپنی بیٹی کو ڈھونڈنا چھوڑ دیا ہے اور اپنی بیوی سے بھی بیزار ہو چکا ہے اسکی بیوی کی بھی کہیں ڈیل لگا کر اسے بیچ دے گے پھر وہ صرف میرا ہو گا میر ہادی شاہ ہیر اافریدی کا ہو گا۔۔۔ہادی اور میں ہو نگی ہمارے بیچ کوئ تیسرا نہ آئیں گا۔۔۔نہ میں آنے دوں گی۔۔۔وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔۔

****

کہاں تھی تم میری جان۔۔۔میر جو کب سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا ہیرا کو آتا دیکھ سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔

ہاں بس کچھ شاپینگ کرنی تھی وہی کرنے گیٔ تھی تم آج جلدی آ گئیں آفس سے۔۔۔ہیرا نے میر کی گردن کے گرد حصار کیے تھے۔۔۔

ہاں بس تمھاری یاد آرہی تھی تو سوچا گھر چلا جاؤ تم سے ملو تم سے باتیں کرو پیار کرو۔۔۔میر بھی اسی کے انداز میں ہیرا کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتا بولا۔۔۔

واہ کیا بات ہے اب تو تم میرے بغیر ایک منٹ بھی نہیں رہتے کیا اتنی محبت کرنے لگے ہو مجھ سے ہادی۔۔۔ہیرا نے میر کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا۔۔۔

ہاں نا مصیبت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔۔۔میر منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ہیرا نے میر کے گال پر لب رکھے تھے جیسے میر نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا۔۔۔

جان میں ایک سیکینڈ بھی تم سے دور نہیں رہ سکتا تمھاری موجودگی مجھے سکوں بخشتی ہے ہیر میں میں محبت نہیں انتہا کا عشق کرنے لگا ہو تم سے۔۔میر نے ہیرا

کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

باہر سے گزرتی علیزے کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر زمیں بوس ہوا تھا علیزے کے قدم لڑکھڑاے تھے اسکی انکھوں سے ایک انسو بغاوت کرتے اسکے گال پر پھسلا تھا۔۔۔ میر سیکینڈ کی دیر کیے بغیر ہیر اسے دور ہوا تھا۔۔۔

شرم نہیں آتی تمہیں ایک کپل کے کمرے میں جھانکتے ہوے۔۔۔ ہیر اغصہ سے کمرے سے باہر اتی بولی تھی میر بھی اسکے پیچھے ایا تھا۔۔۔

شرم تمہیں انی چاہیے دوسروں کے شوہر چھینتے ہوئیں۔۔۔علیزے نے بھی دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔

تم۔۔ہیرا نے آگے بڑھانا چاہا تھا کہ میر نے اسے روکا تھا۔۔

چھوڑو نا جان تم کیوں موڈ خراب کر رہی ہو اپنا آجاؤ کہیں باہر چلتے ہیں میں افس سے جلدی صرف تمھارے لیے ایا ہو۔۔۔میر ہیرا کو دیکھ محبت سے بولا

ہاں چلو چلتے ہیں۔۔۔ہیرا کہتے ہی ایک تنظیہ مسکراہٹ سے علیزے کو دیکھتے باہر کو چلی گئیں تھی۔۔۔جیسے اسے بتانا چاہ رہی ہو کہ جس کے نام پر تم اتنی اکڑ رہی تھی اور اکڑ رہی ہو وہ اب صرف میرا ہے صرف اور صرف ہیرا افریدی کا۔۔۔۔

دیکھو میں تمھارے علاوہ باخدا کیسی کا نہیں ہو نہ ہو سکتا ہو میرے سینے میں دل آج بھی اپکے لیے ڈھڑکتا ہے۔۔۔ میر نے علیزے کے گال پر لب اور پھر اسکی آنکھوں پر لب رکھے تھے اور وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

ہمم نفرت ہے مجھے آپ کے ان الفاظوں سے اور لمس سے۔۔۔ علیزہ نے اپنے گال کو۔۔۔ غصہ سے صاف کیا تھا۔۔۔

'اپنی بیوی کی آنکھوں کو تب چومنا جب وہ بے شمار اندیشوں کا شکار ہو ڈر اور خوف سے اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھر جائیں تو اسکے آنسوں کو اپنے انگلیوں کی پوروں سے صاف کرنا اپنے ہونے کا احساس دلانا یہی محبت ہے۔۔۔''

****

کیا ہوا ہے کن سوچو میں گم ہو۔۔۔ماہی علیزے کے پاس آتی بولی تھی اس کے پوچھنے پر علیزے نے کل رات ہونے والی ساری بات ماہی کو بتائ تھی جس سے ماہی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

علیزے ہو سکتا ہے بھای یہ سب کیسی پلین کے تحت کر رہے ہو۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی۔۔۔

تمہیں ابھی بھی یہ لگ رہا ہے وہ دونوں رات میں ایک دوسرے کے ساتھ۔۔ففف ماہی تمہیں پتا ہے مجھے کتنی تکلیف ہوئی۔۔۔علیزے کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔۔۔

میری جان بھای ہو سکتا ہے مہمل کو پتا کروانے کے لیے یہ سب کر رہو ہو دیکھنا سب ٹھیک ہو جائیں گا پریشان نہیں ہو اور جو تم نے مجھے بتایا ہے اس سے یہی پتا لگتا ہے بھای کیسی پلین کے تحت کر رہے ہیں۔۔۔ماہی نے علیزے کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے محبت سے سمجھایا تھا۔۔

ہمم شاید لیکن مجھے تکلیف ہوتی ہے شاہ جی کو اس عورت کے ساتھ دیکھ کر ماہی میں اندر ہی اندر ختم ہو رہی ہو علیزے صرف اتنا ہی کہہ سکی تھی اور اسکے انسو ہچکیاں بند گی تھی کہ ماہی نے اسے خود سے لگایا تھا۔۔۔

-------------------تین ہفتہ چھ دن

بعد-------------------

وہ آؤٹ سائیڈ پہنچا تھا جہاں اسے گھر سے پہلے ایک لڑکی کی آواز آئی تھی اور پھر بولی کی اور پھر ایک بچہ کی جو ہچکیوں سے رو رہی تھی پاپا پاپا چلا رہی تھی---

وہ ہیرا کا پیچھا کرتے کرتے ایک گودام میں آیا تھا جہاں صرف اور صرف اندھیرا تھا وہ دبہ دبہ قدم سے وہ اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور سامنے اپنی بیٹی کو اتنے برے حال میں دیکھ اس کا دماغ شاٹ ہوا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہیرا کا قتل کر ڈالے وہ آج اسکی بچی کو بیچنے والی تھی اسکی اتنی ہمت کے وہ اسکی بچی کو بیچے گی---

اس نے ایک مسل بیل زوہیب کو دی تھی جس پر زوہیب نے اپنے ساتھ کھڑی پولیس کو اشارہ کیا تھا اور وہ سب گودام میں پہنچے تھے اور پولیس نے اپنی گنز نکالتے ان سب پر تانی تھی ہیر امیر کو پولیس کے ساتھ دیکھ اسکی آواز گم ہوئ تھی میر نے فورن سے آگے بڑھتے اپنی بیٹی کو اٹھایا تھا جو رو رہی تھی زوہیب علیزے کو اپنے ساتھ لایا تھا علیزے میر اور مہمل کو دیکھ ڈوبڈوبائ آنکھوں سے اسکے پاس پہنچی تھی مہمل کو میر کی گود سے لیتے علیزے نے مہمل کو خود میں بھینچا تھا میری بیٹی ماما کی جان پتا ہے ماما نے کتنا مس کیا ہے اپنی جان کو علیزے مہمل کے گال چومتے روتے ہوئیں بولی تھی۔۔۔

م۔۔می۔میر میر سنو میر اسکو میں نے نہیں گڈنیپ کیا یہ تو مجھے ملی۔۔۔ہیر امیر کے پاس اتی بولی تھی۔۔

چٹاخ!!! میر نے ہیرا کے گال پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔

میں تم پر کبھی ہاتھ نہ اٹھاتا لیکن تم نے مجھے مجبور کیا ہے خود پر ہاتھ اٹھانے کے لیے پولیس سب کو لے جا چکی تھی وہاں زوہیب علیزے میر تھے میر نے جاتی پولیس لیڈی کانسٹیبل کو روکا تھا۔۔۔

اسکو بھی ساتھ لے کر جائیں اپنے اور اسکی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہونی چاہیے ورنہ میں خود اسکو اپنے ہاتھوں سے مارو گا۔۔۔ میر غصہ سے غرایا تھا۔۔۔

می۔۔۔میں کیسے میں تمھاری بیوی۔۔۔اس سے پہلے ہیرا کچھ اور بولتی میر بول پڑا تھا۔۔۔

ہاہاہا بیوی تم اور میری بیوی وہ سب ایک ڈرامہ تھا سمجھی صرف ایک ڈرامہ وہ نکاح کے پیپرز نہیں تھے وہ ایک کنڑیک کے پیپیر تھے جس کے لیے نکاح ضرور ہوا تھا لیکن اس کنٹریکٹ میں یہی لکھا تھا کہ ہم دونوں شادی تو کر رہے ہیں لیکن ایک ماہ کے لیے اور ایک ماہ کے بعد تمھاری اور میری تلاق خود بخود ہو جائیں گی۔۔۔ اور جبکہ کل پورا ایک مہینہ ہو جاے گا تو میں زیادہ انتظار نہیں کرواتا آج ہی طلاق دے دیتا ہو کیوں سہی ہے نا مس ہیرا افریدی۔۔۔

ن۔۔۔نہ۔۔۔نہیں۔۔۔میر۔۔۔ہیرا نے اگے بڑھنا چاہا تھا جب پیچھے سے لیڈی کانسٹیبل نے اسے پکڑا تھا۔۔۔

میں میر ہادی شاہ ہیر اآفریدی کو اپنے پورے ہو شو حواس میں سب کی موجود گی میں طلاق دیتا ہو۔۔۔طلاق دیتا ہو طلاق دیتا ہو۔۔۔لے جائیں اس عورت کو میرے سامنے سے میر غصہ سے غرایا تھا کہ پولیس اسے لے جا چکی تھی۔۔۔میر علیزہ کی طرف ایا تھا۔۔۔

میری جان آپکا شاہ جی کبھی آپکے ساتھ بے وافائ نہیں کر سکتا مجھے اپکو سب بتانا تھا لیکن آپ مجھ سے اتنی بد گمان تھی کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھی ورنہ میں کبھی اپکو تکلیف نہ دیتا میر نے مہمل اور علیزیے کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

گھر چلے ماہی انتظار کر رہی ہے۔۔۔زوہیب نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔میر نے مہمل کو علیزے سے لیتے علیزے کو اپنے ساتھ لگاتے آگے لے کر بڑھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زوہیب میری بات سن۔۔۔میر نے اسے آواز دی تھی جو اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔

نہیں مجھے نہیں سننی۔۔۔زوہیب نے غصہ سے میر کو دیکھتے کہا تھا۔۔

لیکن مجھے سننانی ہے تجھے۔۔۔ میر بولا۔۔۔

میر دیکھ مجھے الریڈی بہت غصہ ہے اس دن کے بعد سے تواب آیا ہے میرے پاس میں اس رات تیرے کمرے میں آیا تھا جب دستک دینے لگا تبھی مجھے کہتے ہوئیں بھی شرم آرہی ہے دیکھ تونے بھابھی کی جگہ کیسی اور دی ہے لیکن علیزے کو میں نے صرف بہن بولا نہیں ہے مانا بھی ہے دل سے اس لیے اگر مجھے اسکے انصاف کے لیے کوٹ بھی جانا پڑا تو میں جاؤ گا۔۔۔ زوہیب غصہ سے بولا تھا

ابے اوو پاگل وہ اس دن ہیرا نے کمرے میں فلم لگائ ہوئ تھی میں تو دیکھ بھی نہیں رہا تھا سو گیا تھا وہی دیکھ رہی تھی اپنے گندے زہن کو صاف کر اور تجھ سے اسی سلسلے میں بات کرنی ہے۔۔۔ میر زوہیب کو سمجھاتے بولا۔۔۔

کیا بات کرنی ہے۔۔۔زوہیب غصہ سے بولا۔۔۔

یہی کے ہیرا اور میرا کوی کنیکشن نہیں ہے یہ سب میرا پلین ہے اور مجھے تیری ضرورت ہے ابھی اور اسی وقت۔۔۔

کیا پلین ہے تیرا کیسی ضرورت ہے۔۔۔زوہیب نے میر کو دیکھتے کہا تھا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

دیکھ میں نے نکاح کیا ہے لیکن صرف ایک کنڑیکٹ کے زریع مطلب جیسے ہی میری بیٹی مجھے ملے گی ویسے ہی ہیرا کو طلاق ہو جائیں گی اور مجھے ہیرا پر شک ہے

مجھے شک نہیں یقین ہے میری بیٹی اسی کے پاس ہے میں اسکے پیچھے جارہا ہو تم بھی علیزے اور پولیس کو لے آؤ میں جیسے ہی مس بیل دوں گا ویسے ہی تم پولیس کو لے کر اندر آجانا۔۔۔میر نے اسے ساری بات بتاتے سارے پلین کا بتایا تھا جس پر وہ ہاں میں اثبات میں سر ہلاتے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔۔اور دونوں اگے پیچھے گھر سے نکلے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔

شکر ہے آج سب ایک ساتھ ہے ماہی خوشی سے بولی تھی۔۔۔

ہاں بھئی ورنہ یہ گھر گھر کب لگ رہا تھا ہر جگہ اداسی پھیل گئی تھی۔۔۔زوہیب مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

ماما علی ڈانٹ رہا ہے مہمل منہ بنا کر بولی۔۔۔

علی بری بات آپ نے پرومس کیا تھا آپ مہمل کو کچھ نہیں کہو گے۔۔۔ماہی علی کو اپنے ساتھ بیٹھاتی بولی تھی۔۔۔

ماما ڈانٹ نہیں رہا تھا میں اسکو بتا لا تھا کہ اب میلے ساتھ ساتھ لے یہ پہلے مجھ سے دور دور رہتی تھی نہ اس لیے گندی آنٹی اٹھا کر لے گئیں تھی اب جب میلے ساتھ لے گی تو کوئی اسکو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔۔۔ علی بولنے پر آیا تو خاموش نہ ہوا تھا۔۔

ابے اووو چھوٹے آدمی تو میری بیٹی کو لائن مار رہا ہے وہ بھی اس کے باپ کے سامنے۔۔۔میر تھوڑا روعب میں بولا۔۔

ارے ماموں لائن کو مالو گا میں یہ تو میری ہی ہے سیدھا شادی کلو گا میں اس سے۔۔۔علی ایک آنکھ ونگ کرتے بولا تھا کہ اس چھوٹے ادمی کی بات پر سب کا قہقہہ بلند ہوا۔۔

****

ارے میری جان کیا ہوا ہے صبح سے دیکھ رہا ہو جب جب آپ سے بات کرنے کے لیے آپکے پاس آتا ہو آپ چلی جاتی ہو میرے پاس سے ہوا کیا ہے میرے بچہ کو!؟ میر علیزے کو اپنے سامنے کھڑے کرتا اسکا ہاتھ تھام کر بولا تھا جو اتنے ٹائم سے اسے اگنور کر رہی تھی۔۔۔

مجھ سے بات مت کرے شاہ جی۔۔۔ علیزے اپنا ہاتھ میر کے ہاتھ سے چھڑایا۔۔۔

میرا بچہ مجھ سے ناراض ہے منانا پڑے گا۔۔۔ میر مسکرایا تھا۔۔

نہیں! میں نہیں ہو ناراض اور پلیز نا آپ منانے کی کوشش کر رہے گا میں نہیں مانو گی۔۔۔علیزے خفگی سے بولی۔۔۔

آہہ کافی سیریس میٹر لگ رہا ہے کیا ہماری سرکار ہمیں بتا سکتی ہے ناراضگی کی وجہ کیا ہے۔۔۔میر مسکراہٹ ظبط کرتے کہا۔۔۔

مجھے سرکار مت کہیں۔۔۔علیزہ غصہ سے بولی۔۔۔

اہل اچھا میری محترمہ۔۔۔میر محبت سے بولا۔۔۔

محترمہ بھی نہیں کہیں۔۔۔علیزے بولی۔۔۔

اچھا جی میری شہزادی۔۔۔میر بولا۔۔۔

شہزادی نہیں ہو میں اپکی۔۔۔علیزے منہ بنا کر بولی۔۔۔

اہھہ اچھا میرا بچہ۔۔۔میر نے علیزے کو پچکارتے کہا۔۔۔

اپ کا بچہ باہر کھیل رہا ہے اسکی بات پر میر کا قہقہ بلند ہوا تھا جس پر علیزے نے میر کو گھورتے بولی۔۔۔

اپ ہنس رہے ہیں شاہ جی!!!

ہاہاہااپ بات ہی ایسی کرتی ہیں میری بیگم خود بخود ہنسی اجاتی ہے۔۔۔میر بولا تھا جس پر علیزہ نے منہ بنایا تھا۔۔۔

اچھا میری جان بتائیں کیوں ناراض ہے اپنے سرتاج سے اپ۔۔۔میر محبت سے بولا۔۔۔

میں نے کہا نا میں نہیں ہو ناراض تو پھر کیوں۔۔۔علیزے غصہ سے بولی بولتی رکی تھی اور بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔۔میر اپنی اینگری برڈ کا غصہ دیکھ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا زمیں پر اسکے پیروں کے پاس بیٹھتا اپنے ہاتھ اسکے گٹنے پر رکھا تھا۔۔۔

میری جان آپکا غصہ آپکی ناراضگی بجا ہے میرا بچہ اور میرا فرض ہے میں اپنی جان کی ناراضگی ختم کرو پتا ہے کیوں۔۔۔کیوں کہ آپ میری زندگی ہے میری جان ہے آپ سے بات نا کرو تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میرا دن ہی نہیں شروع ہوا ۔۔۔میر نے علیزہ کے ہاتھ پر لب رکھے تھے۔۔۔

آپ نے پتا ہے مجھے کتنا ہرٹ کیا ہے میں کتنا ڈر گئی تھی اس چڑیل کو آپکے ساتھ دیکھ کر مجھے لگا جیسے۔۔۔جیسے میں مر جاؤ گی۔۔۔علیزے سو سو کرتی بولی تھی۔۔۔

آپکا شاہ اپکو مرنے دیتا میری جان میں ارادہ اپکو ہرٹ کرنا نہیں تھا میں بس چاہتا تھا میری اور اپنی علیزے کی محبت کی پہلی نشانی کو بچالو میں اپنی بچی کو بچالو میرا بچہ

یہ سب میں نے اپکے لیے کیا اپکو پتا ہے وہ اپکو بیچنے کا پلین بنا رہی تھی اور اگر وہ اپکو کوئ نقصان پہنچا دیتی تو آپکا شاہ کیا کرتا بس اس لیے میں نے یہ سب آپ سے چھپایا۔۔۔میر اسے سمجھاتے بولا۔۔۔

آپ نے مجھ سے سوری بھی نہیں بولا۔۔۔علیزے نے دوسرا شکوہ کیا تھا۔۔۔

بس اتنی سی بات ہے ابھی کر لیتے ہیں۔۔۔میر نے علیزہ کا ہاتھ تھاما تھا اور اسے غزل سنانا شروع کی تھی۔۔۔

محبت روٹھ جائے تو اسے؛

بانہوں میں لے لینا:

بہت ہی پاس کر کے تم؛

اُسے جانے نہیں دینا:

وہ دامن چھڑائے تو؛

اُسے تم قسم دے دینا:

دلوں کے معاملے میں تو؛

خطائیں ہو ہی جاتی ہیں:

تم ان خطاؤں کو بہانہ مت بنا لینا؛

محبت روٹھ جائے تو اُسے جلدی منا لینا:

یہ غزلیں سنا کر مجھے منانے کی کوشش مت کرے آپ بہت برے ہیں میں آپکی باتوں میں نہیں آوگی۔۔۔علیزے دوسری سمت منہ کرتی بولی۔۔۔

میری بانہوں میں آجائیں میری جان ہم تو بے قرار ہیں اپکو خود میں سمیٹنے کے لیے۔۔۔۔مہر شرارت سے بولا۔۔۔

چھی شاہ جی آپ بہت گندے ہو گئیں ہیں اس چڑیل کے ساتھ رہہ کر۔۔۔ علیزے منہ بنا کر بولی اسکی بات سن میر کا قہقہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔

میری جان جسکی بیوی اتنی پیاری ہو اس پر لازم ہے میر وہ بحک جائیں۔۔۔میر اٹھ کر بیڈ پر علیزے کے برابر بیٹھا تھا۔۔۔

بس بس بڑے آئیں مشاعرہ۔۔۔علیزے مسکراہٹ ظبط کرتی بولی۔۔۔

اچھا نہ میرا بچہ مجھے معاف کردے۔۔ میر علیزہ کو خود میں بھرتے اس نے اسکے گالوں پر لب رکھے تھے۔۔۔

جی جی کیا آپ کو معاف میرے بے باک شاہ۔۔۔۔۔ علیزہ نے میر کو خود سے دور کیا تھا۔۔

واہ میرا ایک اور نام آگیا۔۔ وہ پیچھے ہوتا بڑے ہی مزے سے بولا تھا جب وہ مسکرائی تھی اور میر اسکی اس مسکراہٹ پر صدقہ واری تھا۔۔

****

رات کھانے کا وقت تھا سب پر سکون ماحول میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے آج انکی ہیپی فیملی کمپلیٹ ہوئ تھی۔۔۔ کھانا کھاتے میر نے سب کو مخاطب کیا تھا۔۔

مہمل مل گئ ہے اور میں چاہتا ہو کہ ہم عمرہ کر کے آئیں اور اپنے رب کا شکریہ ادا کر کے آئیں کیا خیال ہے۔۔۔

جی اچھا خیال ہے علیزے نے مسکرا کر کہا۔۔ کہ میر مسکرا دیا تھا علیزہ کو مسکراتا دیکھ کر۔۔۔

کب جانا ہے!؟ زوہیب نے پانی پیتے پوچھا۔۔۔

کل میں نے ساری ٹکٹ کروالی ہے بس پیکینگ کرنی ہے وہ کرلو ہم کل فجر کی نماز کے ساتھ نکلے گے۔۔۔میر نے زوہیب کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سہی انشاللہ۔۔۔زوہیب نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔علیزہ اور ماہی خوشی سے اٹھ کر پیکنگ کرنے چلی گئ تھی۔۔۔

ویسے ایک چیز بتا۔۔۔۔زوہیب شرارت سے بولا۔۔۔

ہاں پوچھ کیوں کہ اگر میں نہ کہوں گا تب بھی تو پوچھے گا ہی اس لیے پوچھ ہی لو تم۔۔۔میر سمجھ گیا تھا وہ کچھ الٹا ہی بولے گا۔۔۔

ہاں ہاں ویسے یہ بتا جو شیطان ہوتا ہے اسے بھی اچھے خیال آتے ہیں۔۔؟
زوہیب کچھ سوچتے انکھوں میں شرارت لیے بولا۔۔۔

نہیں بلکل نہیں۔۔۔میر شرارت سمجھ نہ پایا۔۔

اچھا پھر تجھے کیسے آگیا مسٹر ڈیول۔۔۔زوہیب قہقہ لگاتے بولا۔۔۔

سالے کمینے دفع ہو جا۔۔۔میر اٹھتے بولا تھا کہ زوہیب ہنستا ہوا سے بھاگ گیا تھا۔۔۔

****

یہ عورتوں کی جیل کا منظر تھا جہاں عجیب سی وحشت سی تھی لمبی گلی اور ارد گرد بنی جیلیں ان میں سے ایک جیل میں عورتوں کے درمیان وہ بیٹھی تھی جب ایک عورت آکر اسکے پاس کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اے لڑکی یہاں میں نے سونا ہے اس لیے ابھی اٹھ جا۔۔۔

وہ عورت بدتمیزی سے کہتی اسے پرے دھکا دیتی خود بیٹھ گئ تھی۔۔۔

ہیر اکا سر دیوار میں لگا تھا پر یہاں پروا کس کو تھی درد برداشت کرتی وہ دوسرے کونے میں جا بیٹھی تھی اور تلخی سے ہنس دی آخر خود کو اس حال میں پہنچانے والی

وہ خود ہی تھی حسد کی آر میں آ کر وہ اپنی خوشیاں ڈھونڈنے نکلی تھی پر وہ جانتی ہی نہیں تھی کسی کے لیے برا کرنا اپنے لیے برا کرنے کے برابر ہوتا ہے۔۔۔

کتنی پاگل تھی تم ہیرا ابھی تو تمہاری پوری زندگی پڑی تھی اپنی خوشی کے لیے تم اتنی بے حس ہو گئی کے اپنا نقصان بھی نہیں دیکھا ہاہا آخر میرے ساتھ بھی تو وہی ہوا ہے جو ہر حسد کرنے والے کے ساتھ ہوتا کاش کاش میں ایسا نا کرتی کتنا نقصان ہو گیا نا میرا پر اب میں کاش ہی کر سکتی ہوں۔۔۔خود سے کہتی وہ اپنا سر دیوار کے ساتھ ٹکا گئی۔۔۔

کاش میں کسی کا برا نا چاہتی تو آج سکون کی زندگی گزار رہی ہوتی پر کیا کریں ہم انسان ہیں حسد لالچ جلن یہ سب تو ہماری فطرت میں شامل ہے۔۔۔

وہ شرمندہ تھی اپنے کئے پر پر وہ کہتے ہیں نہ جو کرو گے وہ بھگتو گے بھی یہی ہیرا کے ساتھ ہو رہا تھا اور اسے دکھ نہیں تھا کے سزا ملی وہ چاہتی تھی کے اسے سزا ملے جو غلطی اس نے کی وہ اب نہ کرے وہ زہر چھور کر آئی تھی کچھ تو غلط کر کہ آئی تھی۔۔۔

****

ہاں جی اب خوش ہیں آپ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔زوہیب مسکرا کر ماہی کے پاس اتا بولا تھا۔۔۔

ہاں جی بہت خوش ہو۔۔۔ماہی جو بک پڑھ رہی تھی اسے بند کرتے اس نے جواب دیا تھا۔۔۔

لیکن زوہیب اپکو یہ سب کیسے پتا چلا کہیں آپ بھی تو نہیں۔۔۔ماہی نے بات اُدھوری چھوڑی تھی اور ائیر اٹھاتے زوہیب لو دیکھنے لگی۔۔۔

ارے نہیں نہیں مجھے تو خود میر نے جانے سے پہلے بتایا تھا سب پلین کا۔۔۔زوہیب ماہی کے قریب ہوتے بولا تھا۔۔۔

اچھاااا اگر اپکو پتا ہوتا تو بتاتی میں اپکو۔۔۔ماہی زوہیب سے دور ہوئی تھی۔۔۔

کیا بتاتی۔۔۔زوہیب شرارت سے بولا۔۔۔

یہی کے جو شوہر باتیں چھوپاے تو انکے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔

کیا کرنا چاہیے۔۔۔زوہیب مسکراہٹ ظبط کرتے پوچھ رہا تھا۔۔۔

وہ جب آپ کوئ بات چھپائے گے تب بتاؤ گی اور دور ہوں کیا قریب ائ جا رہے ہیں۔۔۔ماہی غصہ سے بولی۔۔

اچھاااا! میں نے ایک بات چھپائی ہے پھر تو وہ بتا دینی چاہیے۔۔۔زوہیب کچھ سوچتے بولا۔۔۔

کیا چھپا یا ہے آپ نے۔۔۔ماہی نے گھورا تھا زوہیب کو۔۔۔

یہی کے آفس میں ایک لڑکی۔۔۔زوہیب اٹیک اٹیک کر بولا تھا۔۔۔

کیا کیا ایک لڑکی کیا ہاں بتائیں زرا کیا ایک لڑکی۔۔۔ماہی لڑا کو انداز میں بولی تھی

۔۔۔

اللہ کا خوف کرو لڑکی شوہر کو مارو گی کیا میں مزاق کر رہا تھا سچی۔۔۔زوہیب نے ماہی کے دونوں ہاتھ پکڑتے کہا تھا۔۔۔

ہمم گڈ ایسا مزاق ائیندہ نہ سنو میں آپ نہیں جانتے بیویاں کتنی پوزیو ہوتی ہے شوہروں کو لے کر۔۔۔ماہی کھڑی ہوتی بولی۔۔۔

جی بلکل وہ میں نے ابھی دیکھ لیا ہے اللہ توبہ کانوں کو ہاتھ لگاتا ہو آئیندہ ایسا مزاق کرنے کا سوچو گا بھی نہیں۔۔۔زوہیب نے ماہی کے ہاتھوں پر لب رکھے تھے ۔۔۔ہمم گڈ۔۔۔ماہی نے زوہیب سے ہاتھ چھڑاے تھے اور اپنی سائیڈ پر اتی لائٹ اوف کرتی کروٹ لیتی سو گئی تھی۔۔۔زوہیب ماہی کو اپنے حصار میں لیتا آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔۔

****

یہ کیا یہاں تو یہ دونوں نے آدھی رات کو ماشوقی کر رہے ہیں ہاں یہ علی اور مہمل تھے جن کے والدین کے نزدیک وہ سو چکے تھے پر یہاں تو کچھ اور ہی تھا۔۔ علی مہل کے کمرے میں ایا تھااور دونوں کھلونوں کے ساتھ کھیلتے بارے کر رہے تھے۔۔۔

علی۔۔۔۔ مہمل معصومیت سے بولی۔۔۔

جی۔۔۔ علی بھی اس کی طرف دیکھتا بولا تھاوہ دونوں اپنے کمرے میں بیٹھے تھے ۔۔۔

تم نے کسی اور سے دوستی تو نہیں کی نا۔۔۔ مہمل بولی تھی۔۔۔

نہیں نہیں پتا ہے وہ جو ہماری کلاس میں ایک لڑکی تھی نہ سارا وہ کہہ رہی تھی کرلو میں نے کہا نہیں میں صرف مہمل کا دوست ہوں۔۔۔علی معصومیت سے بولا۔۔

سچچچچچ۔۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہوئ تھی۔۔۔

مچی۔۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

ہم بڑے ہو کر شادی کریں گے۔۔۔مہمل بہت ہی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔

اممم ایک شرط پر۔۔۔ علی بھی سنجیدہ ہوا۔۔۔

کیا۔۔۔؟ مہمل نے سوال کیا تھا۔۔۔

یہی کہ تم پھر مجھے زیادہ پیار کرو گی اور اس راحم سے بات بھی نہیں کرو گی۔۔۔
علی اپنے ایک اسکول کے بچے کا نام لیتا بولا جو مہمل کا دوست تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ مہمل خوشی سے بولی۔۔۔

اوکے نہیں پکا۔۔۔۔وہ ہاتھ آگے کرتا بولا۔۔۔

پکا وعدہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی ہاتھ ملا گئی۔۔۔۔

یہ کیا یہاں میں اتنی بری ہو گئی مجھے کوئی نہ ملا اور انہوں نے تو شادی بھی پکی کر چکے ہیں یار کوئی نہ ویسے میرے پیارے ریڈر ار ایسا نہ ہو کہ میں یہاں سے غذائیب ہو جاؤں اچھے سے کمینٹ کیا کریں اور یہاں ویوز بھی اچھے نہیں آ رہے میں نے گم ہو جانا ہے اور اگر آپ لوگ جان شاہ کے سیزن تھری بھی دیکھنا چاہتے ہیں تو مجھے ضرور اطلاع کریے گا ویسے ابھی تو سیزن تو ہی چل رہا ہے میں سوچوں گی اگر آپ لوگوں کو چاہیے ہوا اس میں علی اور ماہی کی کہانی چلے گی اور بہت انٹرسٹینگ ہو گی چلے خدا حافظ

****

ارے میری اسٹلحیات آپ تو آ بائیں میں بھی حسین لگتی ہیں۔۔۔میر نے علیزہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے محبت سے بولا۔۔۔

صبح کا وقت تھا پرندے اپنے اپنے رزق کی تلاش میں نکلے ہوئیں تھے میر کی گود میں مہمل اور ساتھ کھڑی علیزہ جانے جانے کے لیے بلکل ریڈی کھڑے تھے۔۔۔ماہی زوہیب اور علی بھی تیار ہو کر اچکے تھے۔۔۔سب فجر کی نماز ادا کرنے کے فورن بعد ائیر پورٹ کے لیے نکلے تھے۔۔۔علیزہ کے لبوں پر اللہ کا شکر تھا۔۔۔دوسری طرف میر سوری یس کا ورد کر رہا تھا مہمل اور علی سو چکے تھے۔۔۔ماہی اور زوہیب بھی اللہ کے نام کا ورد کر رہے تھے۔۔۔سفر بہت پر سکون گزرا تھا۔۔۔تقریبا چار گھنٹہ بعد وہ اپنی منزل پر پہنچے تھے۔۔۔میر نے روم کی بوکینگ پہلے سے ہی کرالی تھی کہ انکے وہاں پہنچتے انکو کوئ مشکل نہ آئ

تھی ماہی زوہیب اور زوہیب کی گود میں علی جو مہمل کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔ زوہیب چابی لیتا اپنے کمرے میں چلے گئیں تھے۔۔۔ کہ دوسری طرف میر اور علیزہ میر کی گود میں سوئی ہوئ انکی ننھی پری اپنے کمرے کی طرف چلے گئیں تھے۔۔۔ کمرے میں جاتے میر نے مہمل کو بیڈ پر لٹایا تھا اور علیزہ کے پاس آیا تھا جو ونڈو سے پردے ہٹا کر اس خوبصورت منظر کو دیکھ رہی تھی انکی ونڈو سے خانہ کعبہ کا منظر نظر آرہا تھا جو انتہا کا حسین لگ رہا تھا۔۔۔

میری شہزادی ریڈی ہو جائیں پھر ہم نیچے چلتے ہیں۔۔۔ میر نے علیزہ کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر کہا تھا۔۔۔

شاہ جی میں بہت خوش ہو۔۔۔ علیزہ میر کے سینے سے لگی تھی۔۔۔

میری جان میں بھی بہت خوش ہوا اپنی شہزادی کو خوش دیکھ کر فریش ہو جائیں پھر کھانا کھا کر ماہی اور زوہیب کو لے کر نیچے چلتے ہیں۔۔۔۔میر نے علیزے کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تھا کہ اسکی بات پر وہ مسکرادی تھی اور فریش ہونے چلی گئی تھی۔۔

****

خانہ کعبہ کی فضاء میں ایک عجیب سی روحانیت چھائی ہوئی تھی۔۔۔ہوا میں خوشبو تھی،اور ہر طرف سکون کی لہر دوڑ رہی تھی۔۔۔علیزے اور میر ہادی خانہ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے،جہاں لوگ عبادت میں مشغول تھے لیکن دونوں کا دل

ایک دوسرے کی قربت میں ڈوبا تھاان کا چہرہ نور سے چمک رہا تھااور آنکھوں میں ایک الگ سی چمک تھی۔۔۔

یااللہ پاک میں آپ کالاکھ لاکھ شکرادا کرتی ہوں آپ نے مجھے میری اولاد لوٹادی جس کے لیے میں تڑپتی ہوں بے شک تو سننے والا بڑامہربان نہایت رحم فرمانے والاہے آپ کے علاوہ بے شک کوئی دلوں کے حال نہیں جان سکتاعلیزے شاہ سجدے میں گری اللہ پاک کے سامنے سجدہ ریز ہوئی۔۔۔

وہ لوگ اس وقت خانہ کعبہ میں موجود تھے اس کے پہلو میں میر ہادی بیٹھا ہوا تھا جو بنا پلکے جھپکائے اپنی ا تنلحیات کو دیکھ رہا تھا جو اتنے خوبصورت طریقے سے اللہ پاک کا شکرادا کررہی تھی کہ میر ہادی کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا۔۔۔میر اپنی علیزے کی ہر دعا پر مسکرا کرامیں کہہ رہا تھا۔۔۔

یااللہ میرے مہمل شاہ کو لمبی زندگی عطا فرما نیک صالح لوگوں میں سے بنا کہ کامیابی اسکے قدم چومیں آمین۔۔۔امین ثم امین دعا کے لیے اٹھائیں ہاتھ اس نے چہرے پر پھیرا اور پھر ساتھ بیٹھے میر کو دیکھا تو جھجھک کر شرم سے نظریں جھکا دی۔۔۔

میر میں بہت خوش ہوں بہت زیادہ میں آپ کو اپنی فیلنگز نہیں بتا سکتی واقعی وہ لوگ خوش قسمت لوگوں میں سے ہوتے ہیں جنہیں اللہ کا گھر دیکھنے کو ملتا ہے اور میں بہت زیادہ خوش نصیب ہوں۔۔۔علیزہ چہک کر بولی میر مسکرا اٹھا۔۔۔

بالکل بے شک اس بات میں کوئی شک نہیں۔۔۔علیزہ کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیا۔۔

میر میری ایک خواہش ہے وہ اس کے کندھے پر سر رکھے خانہ کعبہ پر نظر ٹکائے ہوئے بولی میر نے اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے کہ پوچھ رہا ہے ایسی کیا خواہش ہے جو میں نے اپنی شہزادی کی پوری نہیں کی علیزہ اس کی آنکھوں میں ابھرے سوال کو دیکھ لب دبائے شرارتی سی مسکرادی چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔۔اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی خواہش اور محبت کی جھلک تھی۔۔۔

آپ مجھے اپکی سحر انگریز آواز میں سورۃ یاسین کی تلاوت کر کے سنائیں اس نے اپنی خواہش ظاہر کی میر عش عش کر اٹھا۔۔

میر ہادی خانہ کعبہ کی اس روحانی فضا میں اپنی بیوی کی یہ درخواست سن کر مسکرا دیا وہ جانتا تھا کہ علیزے کا دل بہت نیک ہے اور اُس کی خواہش صرف دنیاوی نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکل کر ایک روحانی تقاضا ہے۔۔۔

کیا اپ واقعی چاہتی ہو؟ میر نے نرمی سے پوچھا۔۔

ہاں، مجھے آپ کی آواز میں وہ سکون ملتا ہے جو شاید کہیں اور نہ ملے۔۔۔ علیزے نے اپنی بات مکمل کی اور پھر ایک لمبی سانس لے کر خالی نظروں سے خانہ کعبہ کو دیکھا۔۔

جی کیوں نہیں ضرور میری شہزادی۔۔۔علیزے کی خواہش کا احترام کرتے وہ محبت پاش لہجے میں بولا علیزے سرخ چہرے کے ساتھ شرما کر نظریں جھکا گئی۔۔

میر ہادی نے اپنی آنکھیں بند کیں اور ایک لمحے کے لیے گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔ پھر اُس نے اپنی آواز میں سورۃ یاسین پڑھنا شروع کی۔۔۔ جیسے ہی پہلی آیت اُس کی زبان سے نکلی، علیزے نے آنکھیں بند کر لیں، اور اُس کی روح میں سکون کی لہر دوڑ گئی۔۔۔ ہر لفظ جیسے دل کے اندر گونج رہا تھا، اور خانہ کعبہ کی فضا میں جیسے ایک اور نور کی روشنی پھیل گئی۔۔۔

یٰسین، والقرآنِ الحکیم... "ہادی کی آواز نرم اور دل کو چھو لینے والی تھی۔ جیسے ہی اُس کی آواز بلند ہوئی، علیزے نے اپنی آنکھیں کھول کر کعبے کو دوبارہ دیکھا، اور

اُس لمحے میں اُسے یہ محسوس ہوا کہ وہ بس اسی لمحے میں گم ہو چکی ہے، وقت رک گیا تھا، اور ہر چیز کا مطلب صرف اُس کے اور میر کے درمیان تھا۔۔

جب سورۃ یاسین کا اختتام ہوا، علیزے کی آنکھوں میں ایک لذت تھی، جیسے اس نے کائنات کی سب سے قیمتی چیز پالی ہو۔۔۔ وہ میر کی طرف مڑ کر مسکرائی اور اُس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔

شکریہ، شاہ جی اپکی آواز میں سچ میں کوئی جادو ہے، جو دل کو سکون بخشتی ہے۔۔۔ میر نے اُسے محبت سے دیکھا۔۔۔

یہ سب اللہ کی کرم سے ہے، اور یہی سکون اور محبت ہمیں ہمیشہ ملے۔۔۔

دونوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے، اور خانہ کعبہ کی اس بے فضا میں، وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب تھے جیسے کہ اُن کا ہر لمحہ ایک دوسرے کے لیے تھا۔

جب تلاوت مکمل ہوئی، تو دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے، اور ایک عجیب سی خاموشی نے ان کے درمیان کا فاصلہ مٹا دیا تھا۔۔۔ پھر اچانک، اپنے پیچھے سے دراز قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ یہ آواز مہمل کی تھی، جو کہ اپنے والدین کے درمیان آئی۔۔۔ اس کا چہرہ تازہ اور خوشگوار تھا، اور اس کی آنکھوں میں شرارت کی جھلک تھی۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے آئی اور اپنے ماما اور بابا کے درمیان آکر کہا،

ماما، بابا! کیا کر رہے ہیں؟ اس کی آواز میں ہنسی چھپی ہوئی تھی، اور اس کے چہرے پر ایک خوبصورت شرارتی مسکراہٹ تھی۔

میر ہادی نے اس کی مسکراہٹ دیکھی اور ہنستے ہوئے کہا، "آجاؤ، بیٹا! ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اپکو پیاری سی بہن دے، تاکہ اپ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھیل سکو اور زندگی کے اس سفر کو مل کر گزار سکو۔ اس کے الفاظ میں محبت اور دعائیں چھپی ہوئی تھیں، اور پورا منظر گویا ایک خوبصورت دعا بن گیا تھا۔

مہمل نے فوراً جواب دیا، بابا، ماما! مجھے بہن نہیں چاہیے، میں تو بھائیوں کا خواب دیکھ رہی ہوں!" اس کی باتوں میں مزید شرارت اور معصومیت تھی، جس پر میر

ہادی اور علیزے دونوں ہنس پڑے۔ یہ چھوٹی سی بات چیت اور مزاح کا لمحہ اس روحانی منظر میں ایک نیا رنگ بھر رہا تھا۔

تمام منظر میں، خانہ کعبہ کی تقدس اور سکون کی فضا میں علیزے، میر ہادی اور مہمل کا تینوں کا رشتہ، محبت، ایمان اور دعا میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ جیسے ہر لمحہ اللہ کے ساتھ تعلق کی گہرائیوں میں محو ہو، اور ان کی دعاؤں کی خوشبو خانہ کعبہ میں ہر طرف پھیل گئی ہو۔

****

وہ لوگ یوں ہی بیٹھے ہوئے تھے عصر کی اذان کا ٹائم ہو رہا تھا جب ماہی اور زوہیب ایک ساتھ بیٹھے تھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔

زوہیب۔۔۔۔۔؟ماہی بہت ہی پیار سے بولی۔۔۔

جی بولے۔۔۔۔؟زوہیب ماہی کو دیکھتے محبت سے بولا۔۔

آپ میری ایک بات مانیں گے۔۔۔ماہی نے مسکرا کر پوچھا۔۔

جی جی ضرور حکم کرے۔۔۔زوہیب ماہی کو بغور دیکھتے بولا۔۔۔

آپ عصر کی اذان دے گے پلیز میں آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ماہی معصومیت سے بولی۔۔۔

نہیں کرو میری جان۔۔۔۔زوہیب آنکھیں چھوٹی کیے بولا

پلیززززز۔۔۔۔۔۔۔ماہی نے زوہیب کا ہاتھ تھامتے التجا کی تھی۔۔۔

اوکے۔۔۔۔وہ مان گیا تھا اور ماہی کے ہاتھ چومتا کھڑا ہوا اور ایک اونچی جگہ پر جاتا ازان دینا شروع کی وہ ازان دے رہا تھا جب مہمل تو اپنے سب سے فیورٹ انکل کو دیکھ خوش ہوئی تھی جب ساتھ بیٹھا بچہ جو کہ علی تھا اپنے باپ سے ہی جیلس ہو رہا تھا اور بولا۔۔۔

مہمل میں بھی ازان دے سکتا ہوں۔۔۔ علی مہمل کو اپنی طرف متوجہ کرتا بولا

۔۔۔

کیا سچ۔۔۔ مہمل خوشی سے بولی۔۔۔

ہاں سچی مچی۔۔۔ علی مسکرا کر بولا۔۔۔

اچھا چلو پھر دو۔۔۔۔۔ یہ کہنے کی دیر تھی وہ کھڑا ہوا اور ازان دینے لگا وہ اپنی طوطلی آواز میں ازان دے رہا تھا وہاں بیٹھے سب لوگ خوش بھی ہوئے تھے ایک چھوٹے سے بچے کا ازان دینا سب کو حیران بھی کر گیا تھا جب ماہی تو خوشی

سے پاگل ہو رہی تھی کیونکہ اج اس کے دو شہزادہ ازان دے رہے تھے اس کے

بعد سب نے بہت ہی پیار کیا تھا علی کو پھر ماہی اور زوہیب نماز ادا کرنے لگے اور

علیزے بھی اپنے شاہ جی کے پیچھے نماز ادا کر رہی تھی جب وہ دونوں بھی

مسکرائے اور اپنے ماں باپ کی طرح ہی نماز ادا کرنے لگے جب وہاں سب ہی

حیران تھے ان بچوں کو دیکھ کر وہ بچہ سچ میں بہت معصوم تھے وہاں کوئی بھی ان

بچو کو دیکھتا تو ماشااللہ کیے بنا نہ رہ سکا تھا۔۔۔

****

ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔علیزے نے مہمل کو وش کیا تھا جب مہمل ابھی اداس

سی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے میرے بچے۔۔۔علیزے مہمل کے بال بناتے بولی۔۔۔

کچھ نہیں ماما۔۔۔ مہمل خفگی سے بولی۔۔۔

مجھے بتاو۔۔۔علیزے مہمل کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بولی۔۔

ماما بابا کو نہیں یاد۔۔۔ مہمل منہ بنا کر بولی۔۔۔

نہیں میری پرینسز انہیں یاد ہو گا۔۔۔علیزے مسکرا کر اپنی بیٹی کے گالوں پر پیار دیتی کہا۔۔۔

نہیں ماما۔۔۔ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ میر چینجینگ روم سے کپڑے چینج کرتے باہر نکلا تھا۔۔

کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟میر نے سوال کیا۔۔۔

آپ کو یاد ہے آج کیا ہے۔۔۔۔علیزے نے میر سے سوال کیا۔۔۔

پتا نہیں مجھے جانا ہے بائے۔۔۔۔۔میر یہ کہتا باہر نکل گیا جب مہمل اور اداس ہو گئ تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا میں ہوں نہ۔۔۔علیزے مہمل کو گلے لگا گئ

جب دروازے علی کمرے میں انٹر ہوا ہوا اور مہمل کو اداس دیکھ پوچھا۔۔۔

کیا ہوا ہے میری مہمل تو۔۔۔ علی بہت ہی پیار سے بولا۔۔۔

جب وہاں علیزہ علی کے اخری جملہ پر حیران ہی رہ گئ تھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ مہمل اپنی ماما سے الگ ہوتی علی سے بولی۔۔۔

کچھ تو ہوا ہے۔۔۔ علی اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتا بولا۔۔۔

نہیں بس بابا کو یاد نہیں میری برتھڈے۔۔۔ مہمل اداس سی بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں مجھے یاد ہے اداس نہیں ہو۔۔۔ عمل مہمل کے انسو صاف کرے بولا۔۔۔

پر بابا۔۔۔ مہمل نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔

بابابا کیا کر رہی ہو میں ہوں نہ اچھا رو نہیں۔۔۔ علی مہمل کوئی چپ کراتا بولا جب وہاں علیزے تو حیران ہوتی باہر نکل گئی۔۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو پیار سے دیکھنے لگے۔۔۔

****

انکو سعودی عرب آئیں آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا آج مہمل کی برتھڈے تھی جس کی ساری تیاریاں میر نے سعودی عرب کے سب سے بڑے ریسٹورینٹ میں کی تھی۔۔۔

مہمل کی برتھڈے میں باربی سیٹ اپ کیا گیا تھا جسکا ماہی مہمل علی اور علیزہ کیسی کو نہیں پتا تھا۔۔۔

شام کے پانچ بجے میر سب کو لیتے اس ریسٹورینٹ میں پہنچے تھے جہاں سب تیاریاں پہلے سے موجود تھی ریسٹورینٹ میں قدم رکھتے سب جگہ کی لائٹ اون

ہوئی تھی مہمل جو پہلے رو رہی تھی سامنے کھالونے اور چلنے والی باربی دیکھ چپ ہو گئی تھی علی مہمل کا ہاتھ تھام کر اسے اگے لے گیا تھا جبکہ علیزے نہ سمجھی سے میر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ سب آپ نے کب کیا؟علیزے میر کا ہاتھ تھام کر بولی۔۔۔

جب آپ مہمل کو وش کر رہی تھی اور وہ اپ کو بتا رہی تھی اسکے بابا کو برتھڈے یاد نہیں اس کا اور اپ نے کہا نہیں انکو اپکی برتھ ڈے یاد ہو گی۔۔۔مجھے خوشی ہوئی تھی یہ سن کر لیکن جب اپ نے ماہی سے کہا میں مہمل کا برتھ ڈے بھول گیا ہو۔۔۔

میں تو بس مزاق کر رہی تھی۔۔۔علیزہ شرم سے نظرے جھکا گئ تھی۔۔۔

اور میں اس وقت سپرائیز بر تھڈے ارینج کر رہا تھا اسکا بس زوہیب کو پتا تھا۔۔۔

میراب کے زوہیب اور ماہی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

اچھا اور زوہیب آپ نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔ماہی خفگی سے بولی۔۔۔

ارے مجھے خود لاسٹ مومینٹ پر پتا چلا تھا میں کیسے بتاتا اور پھر تمھارے بھائ نے

منع کر دیا تھا۔۔۔

میں اپکو بعد میں دیکھو گی۔۔۔ماہی خفگی سے کہتی علیزہ ک ہاتھ تھام کر اندر چلی گئ تھی جب زوہیب نے میر کو دیکھا تھا وہی میر کا قہقہ گونجا تھا۔۔۔

بھئ تمھاری بہن پوری پولیس والوں جیسی حرکتے کرتی ہے۔۔۔زوہیب جاتی ماہی کو دیکھ بولا۔۔۔

تمھاری بہن بھی کچھ کم نہیں ہے۔۔۔میر نے جواب دیا تھا۔۔۔

میں نے کہا تھا کر میری بہن سے شادی۔۔۔

اگر تو نہیں بھی کہتا تو بھی کرتا میں سالے کیوں کہ علیزے میر ہادی شاہ کی

دھڑکن ہے میرے جیسے کی وجہ ہے۔۔۔میر علیزے کو دیکھ مسکرا کر بولا تھا جو

بچو کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔

شکریہ چل اب اندر میر نے کہتے زوہیب کے کھندے پر ہاتھ رکھا تھا اور اپنی

بیویوں کے پاس چلے گئیں تھے جو اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔

چلو بچو سب یہاں آ جاؤ کیک کٹ کرے۔۔۔میر نے اپنے کچھ دوستوں اور انکے

بچو کو بلایا تھا اور وہی کچھ دوست مہمل کے بھی بنے تھے جسے میر نے خود دعوت

دی تھی۔۔۔

سامنے ٹیبل پر کیک رکھا گیا تھا جس پر ہیپی بر تھڈے مہمل لکھا تھا۔۔۔

یہ میلی کزن ہے اسکے ساتھ صرف میں کھلا ہونگا۔۔۔ علی نے ایک لڑکے کو اس سے دور کرتے کہا تھا جو علی کے ہم عصر تھا۔۔۔ وہ بچہ منہ بناتا دوسری طرف جا کھڑا ہوا تھا کہ علی نے مہمل کے ارد گرد ہاتھ کرتے اس لڑکے کو دور کیا تھا تا کہ کوئی اسکے پاس کھڑا نا ہو سکے۔۔۔

علی یہ کیا ہو رہا بیٹا وہ بھی آپکی طرح مہمل کے دوست ہے۔۔ ماہی نے علی کو سمجھانا چاہا تھا۔۔۔

نی مہمل بش میلی ہے میکو اچھانی لگتا کوئ اسکے پاش آئ۔۔۔اسکی بات سن وہاں کھڑے سب لوگوں کا قہقہ گونجا تھا اور اسی خوشگوار محول میں مہمل کی بر تھڈے سیلیبریٹ کی گئ تھی اور کھانا کھانے کے بعد سب نے مہمل کو تحفہ دیے تھے علی نے مہمل کو ایک پرینس ڈرہس دی تھی جبکہ ماہی اور زوہیب نے ایک الیکڑیکل کار دی تھی سب نے مہمل کو کچھ نا کچھ دیا تھا۔۔۔جب مہمل اپنے بابا کے پاس ائ تھی۔۔۔

بابا۔۔۔ مہمل اپنے بابا کی ٹانگ پڑکتے بہت معصومیت سے بولی۔۔۔

جی بابا کی جان۔۔۔ میر اسے اپنی گود میں بیٹھاتے محبت سے بولا۔۔۔

بابا میلا گیفٹ۔۔۔ مہمل اپنی توتلی زبان میں بولی تھی۔۔۔

اہل میں تواپ کا گفٹ بھول گیا۔۔۔ میر کچھ سوچتے بولا تھا کہ مہمل اپنے بابا کی بار پر منہ گئ تھی۔۔۔

اووو میرا بچہ اپ کے بابا کبھی کچھ بھول سکتے ہیں جو اپکی بر تھڈے گفٹ بھولے گے۔۔۔

میر نے زوہیب کو اشارہ کیا تھا اور وہ اس اشارے کو سمجھتے اس نے ساتھ کھڑے لڑکے کے کان میں کچھ کہا تھا وہ لڑکا ہاں میں سر ہلاتے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ واپس ایا تھا اس کے پاس ایک کم پلیٹ پنک کلر کا ڈول ہاوس تھا جس میں

ایک چلنے والی ڈول اور گڈا تھا مہمل اس گفٹ کو دیکھ اپنے بابا کے گلے لگتی شکریہ ادا کیا تھا وہ ڈول ہاوس میر نے اڈر پر بنوایا تھا مہمل اپنے بابا کی گود سے اتر کر علی کو ساتھ لیتی اس ڈول ہاوس کے پاس گئ تھی جو اس سے بھی بڑا تھا وہ بہت خوش تھی۔۔۔اور پھر کچھ فیملی فوٹو کے ساتھ یہ فنکشن اپنے اختتام کو پہنچا تھا سب اپنے گھر کے لیے روانا ہو چکے تھے۔۔۔میر اور زوہیب بھی اپنی اپنی فیملی کو لیتے اپنے ہوٹل اچکے تھے۔۔۔۔

****

شاہ جی اپکو تو بیٹے پسند تھے لیکن اپ مہمل کو اتنا پیار کرتے ہیں آپ اسکی وہ بات بھی سمجھ جاتے ہیں جو میں بھی نہیں سمجھ پاتی جب وہ رو رہی ہوتی ہے اپکو پتا ہوتا ہے وہ کیوں رو رہی اسے کس چیز کی ضرورت ہے کیسے شاہ جی۔۔۔علیزہ معصوم

بچہ کی طرح آنکھوں میں آنسو بھرے میر سے سوال کر رہی تھی جو مہمل کو گود میں لیے اسے بہلا رہا تھا۔۔۔

میری جان بیٹیاں گھر کی رونق ہوتی ہے بیٹیاں باپ کی ہوتی ہے بیٹیوں کے بغیر گھر گھر نہیں ہوتا بیٹیوں کے قہقہ سے گھر میں رونق ہوتی ہے بیٹے تب تک ساتھ ہوتے ہیں جب تک وہ کیسی قابل نہیں ہو جاتے لیکن بیٹیاں ہمیشہ ساتھ ہوتی ہے وہ دوسرے گھر بھی چلی جائیں تو ماں باپ کی تکلیف میں ٹرپ جاتی ہے بیٹیاں تب تک ساتھ دیتی ہے جب تک سانس ختم نہیں ہو جاتی۔۔۔اور مجھے اپنی بیٹی اور آپ سے دونوں سے عشق ہے آپ سے اس لیے کیوں کہ آپ نے مجھے اتنی پیاری سی پری دی ہے اور بیٹی سے اس لیے کیوں کہ وہ میرے گھر کی رونق ہے۔۔۔میر علیزہ کی پیشانی پر لب رکھتے محبت سے بولا تھا۔۔۔کہ اتنے

میں مہمل بھی سو چکی تھی کہ میر اسکو بیڈ پر لٹاتا اپنی جگہ پر آتے لائٹ اوف کرتے سو چکا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ دن بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ سعودیہ عرب سے واپس آچکے تھے صبح کا وقت تھا علیزے مہمل کو تیار کر رہی تھی جب میر نے اواز دی تھی۔۔۔

علیزے دو تین سوٹ ڈال کر میرا بیگ پیک کر دیے گا آج شام کو میری فلائٹ ہے۔۔۔ مہمل کے بال بناتے علیزے کے ہاتھ رکے تھے۔۔۔

جائیں مہمل یو آر ریڈی آپ جائیں ماما ابھی آتی ہے۔۔۔علیزے مہمل کو بوسہ دیتی اسے بھیج کر میر کے پاس ائی تھی۔۔۔۔

کہا جا رہیں ہیں آپ۔۔۔اپ نے بتایا بھی نہیں۔۔۔

میری جان بس تھوڑا سا کام ہے فیصلہ آباد میں بس دو تین دنوں میں آ جاؤ گا۔۔۔۔میر نے علیزے کا چہرہ تھامتے کہا تھا۔۔۔

اور یہ دو تین دن کیسے گزرے گے۔۔۔علیزہ کی آنکھیں ڈوبڈوبائی تھی۔۔۔

میرا بچہ پکچھ دنوں کے لیے جارہا ہو اور پر و مس روز بات کرو گا آپ سے اپڈیٹ دیتا بھی رہو گا اور لیتا بھی رہو گا پلیز اداس نہ ہو۔۔۔ میر محبت سے بولا

ہمم۔۔۔علیزہ نے کہا تھا۔۔۔

اچھا اوکے نہیں جاتا۔۔۔ میر بولا۔۔

نہیں اگر ضروری کام ہے تو چلیں جائیں۔۔۔علیزہ نے میر کا ہاتھ تھامتے کہا۔۔۔

ہمم ضروری تو ہے لیکن اگر میری جان اجازت نہیں دیتی تو نہیں جاتا کوئ بات نہیں تھوڑا سا لوس ہو گا میں ہینڈل کر لو گا۔۔۔میر علیزے کے گال اپنے ہاتھ سے سہلاتے اسکی انکھوں میں دیکھتے بولا۔۔۔

کتنا لوس ؟علیزہ نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔

یہی کوئ ایک دو کڑوڑ۔۔۔میر اطمینان سے بولا۔۔۔

نہیں نہیں آپ چلے جائیں ورنہ آپ گھر میں رہ کر پریشان رہے گے اور میں اپکو پریشان نہیں دیکھ سکتی آپ کام کر لے میں بیگ پیک کر دوں گی۔۔۔علیزے اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لاتے بولی۔۔۔

شکریہ میرا بچہ مجھے سمجھنے کے لیے۔۔۔میر نے جھک کر علیزے کے گال پر لب رکھے تھے۔۔۔

اوکے آپ ریڈی ہو کر آجائیں میں ناشتہ لگواتی ہو۔۔۔علیزے کہتی روم سے چلی گئیں تھی۔۔۔

****

بچو جلدی جلدی ناشتہ کرو آپکے اسکول کو لیٹ ہو جائیں گی۔۔۔علیزے بچو کو ناشتہ کراتی بولی۔۔۔

جی ماما۔۔۔جی مامی دونوں نے ہم اواز ہو کر کہا تھا کہ سب مسکرا دیے تھے اسکول وین کے ہورن کے آواز آئ تھی۔۔۔۔

اوکے اللہ حافظ مااللہ حافظ باباوہ دونوں بائیں کہتے اپنا بیگ اٹھا کر باہر چلے گے تھے۔۔۔

زوہیب آجاؤ ہم بھی افس کے لیے نکلتے میٹینگ بھی ہے اج۔۔۔میر نے نیپکین سے اپنا منہ صاف کرتے کہا۔۔۔

ہاں ہاں چلو میں نے بھی ناشتہ کر لیا ہے۔۔۔زوہیب اٹھتے ہوئے بولا تھا کہ میر اللہ حافظ کہتے جانے لگا تھا کہ کچھ سوچتے وہ رکا تھا اور علیزے کسے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

علیزے میں کیسی کو لیک کو بھیج کر اپنا بیگ منگا لو گا چندہ اپ بیگ بھیج دینا میں آفس سے ڈیریکٹ فیصلہ اباد آباد جاؤ گا۔۔۔

ہمم جی ٹھیک ہے۔۔۔علیزہ نے مسکرا کہا تھا کہ وہ دونوں بائیں کہتے آفس کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔

کیا ہوا ہے اداس کیوں ہو۔۔۔ماہی نے علیزے کو اداس دیکھ سوال کیا۔۔۔

شاہ جی فیصلہ اباد جا رہے ہیں کچھ دن کے لیے۔۔۔

اچھا کوئ بات نہیں میں ہو نا ہم بہت انجوائے کرے گے۔۔۔ماہی علیزے کو خوش کرتی بولی۔۔۔

ہمم لیکن۔۔۔علیزے ابھی بھی اداس تھی۔۔۔

اچھا نا میری جان اداس نہ ہو اور اسمائیل کرو۔۔۔ ہمم آجاؤ کچن میں چلے ماہی کہتی علیزہ کا ہاتھ تھام کر اسے کچن میں گئ تھی۔۔۔۔

****

کتنے ہی دن ایسے گزر گئیں تھے علیزہ کا میر ہادی شاہ کے بغیر کہیں دل ہی نہیں لگ رہا تھا وہ اداس رہنے لگ گئ تھی وہ جو صرف تین دن کا کہہ کر گیا تھا اس کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا وہ ابھی بھی میر ہادی شاہ کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب اسکے موبائیل پر کال آئ تھی اس نے بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے فون اٹینڈ کرتے کان سے لگایا تھا۔۔۔

کیسی ہے میری جان۔۔وہی محبت بھرا لجہ۔۔۔

شاہ جی اپ گھر کب آئیں گے۔۔۔علیزہ نے اداسی سے پوچھا۔۔۔

کیاہوا ہے میرے بچہ کو؟ میر جو لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے سارا فوکس علیزہ کی طرف کیا تھا

شاہ جی مجھے آپکی یاد آ رہی ہے۔۔۔ علیزہ کی انکھ سے ایک انسو نکل کر اسکے گال پر پھسلا تھا۔۔۔

میری جان بس کچھ دن اور پھر آپکا شاہ اپکے پاس ہو گا

اچھا رونا تو بند کرے میری جان اور بتائیں میری پارٹنر کہا ہے۔۔۔ میر نے گھڑی پر ٹائیم دیکھا تھا جو دس بجا رہی تھی

سو رہی ہے۔۔۔۔علیزہ نے مہمل کو دیکھتے مسکرا کر کہا تھا

اور آپ کیوں جاگ رہی ہے ابھی تک۔۔۔میر نے سوال کیا۔۔

آپ پاس نہیں ہے مجھے الجھن ہو رہی ہے سب سے نیند بھی نہیں ارہی پلیز واپس اجائیں۔۔۔علیزے اپنے انسو صاف کری بھیگے لہجہ میں بولی تھی۔۔۔

اچھا تو نیند سے الجھن ہے میری جان۔۔۔

اچھا تو نیند سے الجھن ہے میری جان۔۔۔۔

اچھا بانہوں میں سلائیں گے اپکو کیسی دن۔۔۔

میر شرارت سے بولا تھا اسکا شعر سن علیزے مسکرائی تھی۔۔۔۔

اچھا وڈیوں کال کرے مجھے۔۔۔میر نے ایک خواہش کی تھی

کیوں؟علیزہ نے ایبرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

میں کہہ رہا ہو نہ کرے وڈیو کال۔۔۔میر بضد تھا۔۔۔

اچھا اوکے وہ کہتی اس نے کال کٹ کر کے اسے وڈیو کال کر کے بیڈ کراؤن سے موبائیل لگایا تھا اور خود الٹی ہو کر لیٹ چکی تھی۔۔۔

چلیں اب شاباش آنکھیں بند کرے۔۔۔ میر مسکرا کر بولا تھا اسے اپنی علیزے پر بہت پیار ایا تھا اسکی انکھیں رونے سے سوجھ گئی تھی میر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر اپنی علیزے کے پاس پہنچ جاتا۔۔۔

لیکن شاہ جی۔۔۔ علیزے میر کا چہرہ دیکھ ڈوبڈوبائی اواز میں بولی۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں بہت ٹائیم ہو گیا ہے چلیں میں اپکو آپکی فیورٹ ریپونزل والی اسٹوری سناتا ہو اپ آنکھیں بند کرے اسکے کہتے اس نے آنکھیں بند کی اور میر جو اسے شہزادیوں والی کہانی سنا رہا تھا علیزے کی کوئی بھی حرکت نہ دیکھ سمجھ چکا تھا کہ وہ سو چکی ہے۔۔۔

میری نازک جان آئی مس یو میرا بچہ۔۔۔میر مسکرا کر کہتے اس نے موبائل پر

لب رکھے تھے اور وڈیو کال بند کر چکا تھا۔۔۔

****

رات کا وقت تھا علیزہ مہمل کے پیچھے بھاگ رہی تا کہ اسے ہوم ورک کرا سکے

لیکن وہ اسکے ہاتھوں میں نہیں آرہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے آپکے بابا کا فون آئیں گا نا میں انکو شکایت لگاؤ گی آپکی۔۔۔علیزہ تھک کر

بیٹھ چکی تھی۔۔۔علیزہ جو ایک دن بھی اپنے شاہ جی سے دور نہیں رہتی تھی آج

ایک ہفتہ ہو گیا تھا میر سے دور رہتے اسے آج اپنے شاہ جی کی شدت سے یاد آئیں تھی۔۔۔

پاپا! میر روم میں ایا ہی تھا کہ مہمل خوشی سے کہتی اسکی ٹانگوں سے لپٹی تھی۔۔۔

ارے میرا بے بی کیسا ہے؟ میر نے مہمل کو اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

پاپاپاپا آپ جانتے ماما نے کل مجھ پر غصہ کیا۔۔۔ مہمل معصومیت سے بولی۔۔۔

ارے میلے بے بی پر کیوں غصہ کیا ماما نے؟ میر نے مہمل کا گال چومتے کہا۔۔۔

وہ۔۔وہ پاس میں ہو مورک نی کرری تھی۔۔۔ مہمل دونوانگلیوں کو ملا کر بولی تھی۔۔۔

ہاہا میلا پالا بچہ میں دانتوں گا اوکے۔۔۔ میر ہنستا بولا۔۔۔

نہیں ابھی ڈانٹے اور صرف اتنا نہیں وہ میر کا گال دونوں ہاتھوں سے تھامے علیزہ کی شکائیتے لگانا شروع ہو چکی تھی اور تقریبا آدھے گھنٹہ بعد وہ خاموش ہوئ تھی۔۔۔

اب آپ ڈانٹے ماما کو۔۔۔ مہمل شرارتی مسکراہٹ سے بولی تھی۔۔۔

ارے بھئ کیوں ڈانٹا میرے بچہ کو۔۔۔؟ میر علیزے کو دیکھ اونچی آواز میں بولا تھا علیزہ جو سوچ رہی تھی میر اسے سینے سے لگائیں گا اسکی آواز پر وہ معصوم بچے کی طرح آنکھوں میں آنسو بھر کمرے سے باہر چلی گئ تھی۔۔۔

ماما تو ناراض ہو گئ۔۔۔ میر نے مہمل کو دیکھا تھا جو کہ پہلے سے ہی اپنے پاپا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب کیا ہو گا۔۔۔ مہمل ننھے ننھے ہاتھ کو ہلاتی بولی تھی۔۔۔

ہم مل ہم ماما کو منائیں گے میر مہمل کو گود میں لیتے نیچے سب کے پاس گیا تھا جہاں سب چائے پی رہے تھے علیزہ کچھ دیر بعد چائے کے کپ سب کو پکڑ کر

باتیں کرتی وہاں سے کچھ دیر بعد چلی گئی تھی میر بھی سب کو گڈ نائیٹ کہتے اپنے روم میں آیا تھا جہاں علیزہ مہمل سے لڑائی کر رہی تھی۔۔۔

****

میرے شاہ جی مجھے واپس کر دو وہ میرے شاہ ہیں۔۔۔علیزے بولی۔۔۔

نہیں وہ میرے پاپا ہے۔۔۔ مہمل دونوں ہاتھ کمر پر باندھے بولی تھی۔۔۔

نہیں وہ صرف میرے شاہ جی ہے۔۔۔علیزہ میدان میں اتری تھی۔۔۔

نہیں وہ میرے پاپا ہے ! میرے پاپا ہے ! میرے پاپا ہے ! مہمل ضدی انداز میں بولی تھی۔۔۔

نہیں وہ بس میرے شاہ جی ہے مجھے واپس دووہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ میر انکی سب حرکتے دیکھ مسکرا رہا ہے۔۔۔

ہاہاہا میرے بچو کیا ہوا ہے۔۔؟ میر کی آواز پر علیزہ منہ کنفٹر میں چھپا کر سونے کی ناممکن کوشش کرنا شروع ہو گئ تھی۔۔۔ کہ مہمل اپنے پاپا کی گود میں جا بیٹھی تھی۔۔۔

صبح آسکول جانا میرے بے بی نے۔۔۔ میر مہمل کو دیکھتے بولا۔۔۔

جی۔۔۔ مہمل نے سر اثبات میں ہلا یا تھا۔۔۔

چلو پھر میرا پیارا اب بی سونے کی تیاری کرے۔۔۔ میر نے مہمل کو گود لیتے کمرے میں گھومانا شروع کیا تھا کہ وہ اپنے پاپا کو شکائتیں لگاتی لگاتی سو چکی تھی۔۔۔ میر مسکرا کر اسے بے بی کوٹ میں ڈالتا علیزہ کے ساتھ خالی جگہ پر آ کر بیڈ پر بیٹھ چکا تھا اور اپنا ایک ہاتھ علیزہ کے گرد کرتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

مجھ سے دور ہو۔۔۔ علیزہ خفگی سے بولی۔۔۔

میری جان آئی ایم سوری۔۔۔میر نے علیزے کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے اپکی سوری آپ گندے ہیں۔۔۔علیزہ آنکھوں میں آنسو سمو کر بولی تھی۔۔۔

میرا بچہ یہ دیکھو کان پکڑ کر سوری آپ لڑ رہی تھی مہمل سے کے وہ مجھے اپکو واپس کرے لیکن میں تو شروع سے آپکا ہو میری جان۔۔۔میر شرارت سے بولا۔۔۔

نہیں اب آپ مہمل کو ٹائیم دیتے ہیں مجھے نہیں۔۔۔علیزے نہ روٹھے پن سے بولی۔۔۔

ہاہاہامیرا بچہ ایسے نہیں ہے میری جان اپکو ٹائیم دوں گا تو اپکا سانس روکنے لگے گا ۔۔۔میر ذو معنی انداز میں بولتے علیزے کو خود سے لگایا تھا کہ وہ ہچکیوں سے رونا شروع ہوچکی تھی میری جان کیا ہوا ہے کیسی نے کچھ کہا ہے آپ سے میرا بچہ بتائیں پلیز۔۔۔!؟ میر علیزے کے آنسو صاف کرتے پریشانی سے بولا۔۔۔

میں نے اپکو بہت مس کیا شاہ جی۔۔۔علیزے سو سو کرتی بولی۔۔

افف ڈرا دیا تھا آپ نے مجھے میری جان میں نے بھی بہت مس کیا اپنی علیزے کو ۔۔۔میر علیزہ کے گالوں پر لب رکھتے پیار سے بولا۔۔۔۔

****

ماہی کمرے میں بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی زوہیب ماہی کو سوچوں میں گم دیکھ دہیمہ لحجہ میں بولا۔۔۔

کیا سوچ رہی ہیں ماہی۔۔۔۔

کچھ نہیں بس ہیرا کے بارے میں۔۔۔ماہی زوہیب کع دیکھتی بولی۔۔۔

استغفار اتنی گندی سوچ۔۔۔۔۔زوہیب حیران ہوتے کانوں کو ہاتھ لگاتے بولا۔۔۔

زوہیب۔۔۔میں بھی یہی سوچ رہی ہوں پر پتا نہیں مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے وہ کچھ برا کر کہ گئی ہے جب سے وہ گئی ہے مجھے سکون نہیں مل رہا میرا دل بہت عجیب ہے حلانکہ میرا دل اب مطئین ہونا چاہیے لیکن وہ مطمئین نہیں میرا دل مجھے اچھی فیلینز نہیں دے رہا۔۔ماہی پریشانی سے بولی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ماہی اسے گئے اب تو مہینہ ہونے والا ہے۔۔۔زوہیب ماہی وہ دیکھتے بولا جو ابھی بھی کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔

پر زوہیب۔۔۔ماہی نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن زوہیب نہ اسکی بات کاٹی تھی۔۔۔۔

پر ور کچھ نہیں سو جاؤ۔۔۔زوہیب ماہی کو اپنے حصار میں لیتے بولا تھا۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائیں گا کہ اگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔

****

آئے لڑکی۔۔۔ہیر اآرام سے اسلام کو دیکھ رہی تھی جب اسے ایک عورت نے بہت ہی بد تمیز سے بولا یا۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔وہ بھی تلخ لہجے میں بولی۔۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔۔اس عورت نے اہستگی سے پوچھا۔۔۔

کیوں تمہیں مسلئہ ہے جو مرضی کروں۔۔۔ہیرا اپنے اسی لجہ میں بولی۔۔۔

ہاں اٹھو یہاں سے اور سو۔۔۔۔۔۔وہ اسے بازو سے دبوچتے کھڑا کرتی بولی جب یپرا ابھی آرام سے چلی گئ یہاں کی عورتیں ییرا کو بہت مارتی تھی اس نے بھی تو کسی کی بیوی کسی کی بیٹی کو ازیت دی تھی یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔اللہ ہے نا سب دیکھتا ہے اس نے علیزے کے آنسوں دیکھے مہمل کی تکلیف دیکھی۔۔۔اور اب ہم ہیرا کا انجام دیکھ رہے ہیں اسی لیے ہمیں چاہیے کسی کے ساتھ برا نہ کریں اور خدا سے ڈریں۔۔۔۔

****

سب اچھے سے پلین کرنا کہیں کوئی کمی نہیں رہنی چاہے میر نے فون پر آڈر دیا تھا جس پر دوسری طرف سے اوکے سر کا جواب موصول ہوتے میر نے مسکرا کر پیچھے دیکھا تھا جہاں علیزے ہاتھ میں دو چاے کے کپ لیے کھڑی میر کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے شاہ جی کیا پلین کر رہے ہیں اپ۔۔۔؟علیزے نے نہ سمجھی سے پوچھا

۔۔۔

ن۔۔نہ۔۔ نہں ایسا کچھ خاص نہیں بس ایک میٹینگ ہے تو اسی کا سمجھا رہا تھا آپ بتاؤ۔۔۔میر فون جیب میں رکھتے بولا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔شاہ جی آج دن کیا ہے۔۔۔علیزے خوشی سے بولی اسکی چہرے پر مسکراہٹ کی وجہ سے کھل رہا تھا۔۔۔۔

بدھ ہے شاید۔۔۔میر کچھ سوچتے بولا۔۔۔

شاہ جی میرا مطلب آج تاریخ کیا ہے۔۔۔علیزے ائبرو اٹھا کر بولی۔۔۔۔

ایک منٹ! میر نے موبائیل پر نظر ڈالتے واپس اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۲۵۔۔۔

شاہ جی مہینہ کیا ہے۔۔۔۔علیزے اب زچ ہوئ تھی۔۔۔

دسمبر! میر مسکراہٹ ظبط کرتے بولا۔۔۔

دسمبر ہے شاید ہاں دسمبر ہے۔۔۔کیوں کیا ہوا ہے؟ میر مصنوعی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

شاہ جی۔۔۔علیزے منہ بنا کر بولی۔۔۔

جی جان شاہ۔۔۔میر محبت بھرے لحجہ میں بولا۔۔۔

شاہ جی آج بہت اسپیشل دن ہے۔۔۔علیزے مسکرا کر بولی۔۔۔

ہمم جی اسپیشل دن تو ہے آج۔۔۔آج میری میٹینگ ہے۔۔۔میر اپنا چہرہ دوسری سمت کرتے مسکرا کر بولا۔۔۔

شاہ جی میں پوچھ نہیں رہی تھی بتا رہی ہو آج بہت اسپیشل دن ہے۔۔۔علیزہ غصہ سے بولی تھی۔۔۔

میٹینگ کے علاوہ کیاا سپیشل ہے۔۔۔نہ ماہی کی بر تھڈے ہے نہ زوہیب کی نہ مہمل نہ علی کی میری اور اپکی تو بر تھڈے اس مونتھ میں آتی ہی نہیں ہے۔۔۔ اس کے علاوہ کیاا سپیشل ہے۔۔۔؟میر نہ سمجھی سے بولا تھا۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔علیزہ جھنجھلا کر بولتی روم سے چلی گئ تھی۔۔۔کہ اسکے جانے کے بعد کمرے میں میر کا قہقہ گونجا تھا۔۔۔

****

علیزہ کچن میں کھانا بنارہی تھی جب ماہی نے پیاز کا قتل عام ہوتے دیکھ اس کے پاس آئ تھی۔۔۔

میری جان کا ہوا ہے اتنے غصہ میں کیوں ہو۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔علیزہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

اچھا اس بچارے پیاز کو تو چھوڑو اس کا قتل کیوں کر رہی ہو اور مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے پھر بھائی سے لڑائی ہو گئی۔۔ماہی علیزے سے پیاز لیتے بولی۔۔۔

اپنے بھائی سے ہی پوچھو جا کر۔۔۔علیزہ غصہ سے بولی۔۔۔

اہہ غصہ ! کیا ہوا ہے آج تو آپ دونوں کی انیورسری ہے ناتو آج بھی بھائ نے لڑای کرلی۔۔۔ماہی حیران ہوئ۔۔۔

لڑائ تو تب ہوتی ناجب انکو اپنے کام سے فرصت ملتی وہ تو اس قدر بیزی ہو گئیں ہیں کہ یہی بھول گئیں ہیں ہماری ویڈینگ انیورسری ہے آج۔۔۔علیزے اداسی سے بولی۔۔۔

آہہ میری گڑیا ہو سکتا ہے بھائ مزاق کر رہے ہو۔۔۔ماہی مسکرا کر سمجھانے والے انداز میں بولی۔۔۔

مزاق میں نے انکوا اتنی ساری ہنٹس دی یہ بھی بتایا کہ آج اسپیشل دن ہے۔۔۔
علیزے ماہی کو دیکھتی بولی۔۔۔

تو پھر کیا بولا بھائ نے۔۔۔ماہی حیران ہوئ تھی۔۔۔

یہی کہ ہاں آج اسپیشل دن ہے آج میری بہت امپارٹینٹ میٹنگ ہے۔۔۔
علیزے رونے والی ہوئ تھی۔۔۔

اچھا اچھا بس نا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ہو سکتا ہے بھای تمہیں تنگ کر رہے ہو تم تو
جانتی ہو نا بھائ کو۔۔۔ماہی علیزے کو خود سے لگا یا تھا۔۔۔

ہاں جانتی ہو بہت پتھر دل ہے تمھارے بھائی وہ اتنا اسپیشل دن کیسے بھول سکتے ہیں۔۔۔علیزہ کا غصہ کیسی سورت کم ہونے کو نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اچھا میں بولو گی بھائی کو۔۔۔ماہی بولی۔۔۔

نہیں آپ کچھ نہیں بولو گی شاہ جی کو انکو خود سے یاد کرنا ہو گا کیا اسپیشل دن ہے جیسے یہ میرے لیے اسپیشل دن ہے ویسے ہی شاہ جی کا بھی اسپیشل دن ہے اگر انکو یاد نہیں تو کوئی انکو یاد نہیں کرائیں گا۔۔۔علیزے نے ماہی کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

لیکن علیزے۔۔۔ماہی نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں پرومس کرو آپ کچھ نہیں بتاؤ گی شاہ جی کو۔۔۔؟

اوکے پرومس کچھ نہیں بولو گی۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

****

کتنی غلط بات ہے یارررتو میری بہن کو بہت زیادہ تنگ کرنے لگ گیا ہے زوہیب مصنوعی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

چل چل پہلے وہ میری بیوی ہے میری جان میں اسے تنگ نہیں بس چھیڑتا ہو اور وہ جب چڑھ کر غصہ کرتی ہے اور پورے گھر میں گھومتی ہے ناک پر غصہ سجا کر کیوٹ لگتی ہے۔۔۔۔میر علیزے کو سوچتے بولا۔۔۔

شرم کر شرم۔۔۔زوہیب مسکرا کر بولا۔۔۔

اچھا نا بس ویسے بھی پلین کر رہا ہو شام تک سب ریڈی ہو جائیں گا۔۔۔میر مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

ہممم اور گفٹ بھابھی کا۔۔۔زوہیب بولا۔۔۔

ہمم گفٹ بھی سوچ لیا ہے کیا دینا ہے۔۔۔میر نے کچھ سوچتے کہا۔۔۔

اور وہ گفت کیا ہے۔۔۔زوہیب نے ائیبر و اٹھاتے پوچھا۔۔۔

وہ تو تمہیں سب کے ساتھ پتا چلے گا۔۔۔میر ایک انکھ ونگ کرتے بولا۔۔۔

اچھا چلو اب میٹینگ اسٹارٹ ہونے والی ہے۔۔۔میر گھڑی پر ٹائیم دیکھتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

ہاں ہاں چلو میر موبائیل اٹھاتے اپنی کرسی سے اٹھا تھا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ میٹینگ روم میں گئیں تھے۔۔۔۔

****

شام کا وقت تھا علیزے اپنے کمرے میں بیٹھے ناول ریڈ کر رہی تھی جب اسکے موبائیل پر کال آئ تھی اس نے فون دیکھا تھا جہاں شاہ جی کے نام سے نمبر جگمگا رہا تھا اس نے فورن سے فون اٹینڈ کرتے کان سے لگایا تھا۔۔۔

میری شہزادی میں نے ایک ڈریس بھیجھا ہے جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں آ رہا ہوا پکو لینے۔۔۔دوسری طرف سے میر بولا۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤ گی آپکے ساتھ۔۔علیزہ غصہ سے بولی۔۔۔

سوچ لو پھر یہ مت کہنا شاہ جی اپ بہت برے ہیں تیار ہونے کا موقع تو دے دیتے۔۔۔میر شرارت سے بولا۔۔۔

میں ناراض ہو آپ سے۔۔۔علیزے خفگی سے بولی۔۔۔

جی تو میرا بچہ آپکی ناراضگی ہی تو ختم کرنے کے لیے کہہ رہا ہو تیار ہو جاو۔۔۔میر سمجھانے والے انداز میں بولا۔۔۔

لیکن میرے پاس کوئ ڈریس نہیں آیا شاہ جی۔۔۔علیزے کمرے کے داخلی دروازے کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔

ابھی آجائیں گا میری جا۔۔۔ میر نے کہتے فون بند کیا تھا کہ ماہی علیزے کے کمرے میں آتی بولی تھی۔۔۔

یہ باکس آیا ہے تمھارے لیے۔۔۔

کون دے کر گیا ہے۔؟علیزے نہ سمجھی سے بولی۔۔۔

بھای نے بھجوایا ہے میڈم آپ کے لیے۔۔۔ماہی شرارت سے بولی۔۔۔

آہہ اچھا کیا ہے اس میں پتا نہیں زوہیب اور بھائی کے باکس ایک ساتھ آیا تھا زوہیب نے جو بھجوایا تھا اس میں ایک میکسی تھی اور ساتھ میں نوٹ بھی کہ میں ریڈی ہو جاؤ وہ ارہے ہیں۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی۔۔۔

اچھا علیزے نے ماہی سے باکس لیتے کھولا تھا جس میں ساڑھی تھی میر کے فیوریٹ مہرون رنگ کی میر نے علیزے کو جتنی ڈریس بھیجوائے تھے ان میں ساڑھی کامن تبک کیوں کہ میر ہادی شاہ کو علیزے میر ہادی شاہ ساڑھی میں زیادہ اچھی لگتی تھی۔۔۔علیزہ خوشی سے چینجینگ روم میں جاتی ڈریس چینج کر کے آئ تھی کہ ماہی بھی مسکرا کر اپنے روم میں ریڈی ہونے چلی گئ تھی۔۔۔

پندرہ منٹ بعد علیزے میک اپ کے نام پر بس ہلکی سی مہرون لپسٹک لگائی تھی ساتھ میچینگ ہیل پہنے مہرون چوڑیاں جو اس کمرے میں چور مچا رہی تھی بالوں کو کھول کر کرل کیے ہوئیں تھے۔۔۔

بیٹا چلو جلدی سے چندہ پہن لو شو آپکے بابا آنے والے ہیں۔۔ علیزہ مہمل کو شوز پہناتی اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ علیزے کے سوٹ کے ساتھ مہمل کی بھی چھوٹی سی فاروق میر نے بھجوای تھی کہ علیزے تیار ہونے کے بعد اپنی بیٹی میں مصروف ہو گئ تھی۔۔۔

****

دوسری طرف ماہی میکسی پہنے بالوں کا اسٹائلش جوڑا بنائیں بلکل تیار کھڑی تھی اس نے ایک نظر خود کو دیکھتے پھر اپنے چار سالہ علی کو دیکھا تھا جو تیار ہو کر اب زمیں پر بیٹھے جہاز سے کھیل رہا تھا۔۔۔

علی بیٹا کپڑے گندے ہو جائیں گے۔۔۔ماہی سنجیدگی سے بولی۔۔۔

نہیں ماما میں بلا ہو گیا ہو اور بلے بچو کی کپڑے گندے نہیں ہوتے۔۔۔ علی جہاز سے کھیلتا بولا۔۔۔

اچھا جی اور وہ کیوں؟ماہی نہ سمجھی سے بولی۔۔۔

پتا نہیں بس بابا کہتے ہیں۔۔۔علی اپنی طوطلی زبان میں بولا۔۔۔

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے جب زوہیب روم میں آیا تھا علی کو پیار کرتے اس نے ماہی کو دیکھا تھا جو اسکو دیکھ مسکرا رہی تھی۔۔۔

آج تو ہماری دلِ عزیز قیامت ڈھا رہی ہیں۔۔۔زوہیب نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے محبت سے کہا۔۔۔

لیکن آج اتنی جلدی یہ سب آپ نے تیار کیوں کروایا ہے آج تو کوئی اسپیشل دن بھی نہیں ہے۔۔۔ماہی زوہیب کو دیکھتے بولی۔۔۔

آج میر اور علیزے کی انیورسری ہے میر نے علیزے بھابھی کے لیے سپارائیز پلین کیا ہے۔۔۔

آہہ اچھا اور وہ پاگل ایسے ہی رو رہی تھی کہ بھائی کو اتنا اسپیشل دن یاد نہیں۔۔۔
ماہی مسکرادی تھی

اچھا چلو نیچے چلے پھر ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔۔زوہیب نے علی کا ہاتھ تھامتے ماہی کو اپنے ساتھ لیکر نیچھے آئیں تھے۔۔۔

****

ارے ے ے واہ یہاں توماما بیٹی باتیں کر رہیں ہیں۔۔۔۔ میر روم میں آتا بولا

تھا۔۔۔

آپ آگئیں شاہ جی۔۔۔ علیزہ مسکرا کر کہتی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

ہاے ے ے جب جب تیار ہوتی ہے تب تب ہمارے دل پر بجلیاں گرتی ہے

بس آج ایک کمی ہے۔۔۔ میر نے اسے اوپر سے لے کے نیچھے تک دیکھے کہا

تھا۔۔۔

کس چیز کی علیز ے نے خود کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اسکی میر نے ہاتھ آگے کرتے اسے دکھائیں تھے جس میں دو گجرے تھے کہ علیزہ خوشی سے دیکھتے اسنے اپنے ہاتھ آگے کیے تھے کہ میر مسکرا کر اسکے ہاتھ تھام کر گجرے پہنائیں تھے۔۔۔ہاے میر کا علیزے میں کمی نکال کر اسے اپنے ہاتھ سے گجرے پہنا کر اسکے ہاتھ پر بوسہ دینا افففف۔۔۔۔میر نے اگے بڑھ کر علیزہ کے ہاتھ اور گال پر لب رکھتے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

چلیں میری جان؟؟ میر محبت سے بولا۔۔۔

لیکن شاہ جی ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔علیزہ نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔

اپکے لیے سرپرائیز ہے چلیں میر نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا تھا اور بیڈ پر بیٹھی کھیلتی مہمل کو اپنی گود میں اٹھاتے باہر آ گئیں تھے۔۔۔۔

زوہیب اور ماہی وینیو پر پہنچ چکے تھے کہ علیزہ اور میر بھی آدھے گھنٹہ کے سفر کے بعد وینیو پر موجود تھے میر نے گاڑی کو روکتے اپنی طرف کا ڈور کھولتے علیزہ کی طرف ایا تھا علیزہ کی طرف کا دروازہ کھولتے اس نے مہمل کو علیزہ سے لیتے ویٹر کو دیتے اسے باقی بچو کی طرف بھیجنے کا حکم دیتے علیزہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکالا تھا ۔۔۔۔۔

علیزہ کے وینیو پر انٹر ہوتے ہی ہر طرف روشنی ہوئی تھی علیزہ نے نیچھے دیکھا تھا جہاں ریڈ کارپیٹ بھیچا یا گیا تھا علیزہ نے اس سید میں دیکھا تھا جہاں بلکل سامنے

ہیپی ویڈینگ انیورسری بڑے بڑے الفاظ میں لکھا گیا تھا۔۔۔وہ دونوں چلتے اس جگہ تک گئیں تھے۔۔۔

ہیپی ویڈینگ انیورسری میری جان۔۔۔میر نے علیزہ کی کمر کے گرد حصار کرتے اسے خود سے قریب کیا تھا اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔

تھکینو۔۔۔شاہ جی۔۔۔علیزے مسکرا کر بولی۔۔۔

آج بس تھکیں و سے کام نہیں چلے گا۔۔۔میر نے شرارتی نظروں سے کہا تھا کہ علیزہ نے اسکی بات سمجھے میر کے پیٹ میں آہستہ سے مکا مارا تھا کہ میر اوچ کرتے مسکرا کر ایک آنکھ ونگ کر گیا تھا۔۔۔

ہیپی ویڈینگ انیور سری۔۔۔ماہی اور زوہیب نے کہتے اسے گفٹ دیا تھا۔۔۔
جیسے آس نے شکریہ ادا کرتے ریسو تھا۔۔۔

میرا گفٹ کہاں ہے شاہ جی۔۔۔علیزے میر کو دیکھتے کہا۔۔۔

جی جی بلکل میر نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک باکس نکالا تھا اور گوٹنوں کے بل بیٹھتے اسے کھولا تھا۔۔۔

اس میں ایک ڈائمنڈ رنگ تھی میر نے علیزہ کا ہاتھ تھامتے اسکی انگلی پر انگھوٹی پہناتے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

شکریہ شاہ جی۔۔۔علیزہ نے اسے ہگ کیا تھا خوشی سے۔۔

تھوڑی سی تسلی رکھے آپکے لیے کچھ اور بھی بہت اسپیشل ہے۔۔۔میر نے مسکرا کر کہا تھا اور اپنے اسیسٹینٹ سے گفٹ پیپر میں ریپ پیپر اسے دیے تھے جیسے اس نگ نہ سمجھی سے کھولا تھا۔۔۔

یہ کیا ہے شاہ جی؟علیزے مسکرا کر بولی۔۔۔

کھول کر دیکھیں علیزہ نے نہ سمجھی سے کھولا تھا جس میں ایک اردو ناول لائیبریری کے پیپر تھے جو کہ اب علیزے کے نام تھی وہ ناولز کی دنیا کا پہلا مرد

تھا جس نے اپنی بیوی کو وڈینگ انیورسری میں ڈائمنڈ رنگ اور ایک لائیبریری اسے گفٹ میں دی تھی۔۔۔

آہہ ش۔۔شا۔۔شاہ یہ لائیبریری۔۔۔علیزہ خوشی سے بولی۔۔۔

جی میری جان یہ لائیبریری اپ کے نام ہے میں اتنے دنوں سے اس پر کام کر رہا تھا اور یہ اب اپکی ہے۔۔۔میر مسکرا کر بولا۔۔۔۔

علیزہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے جیسے میر نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا۔۔۔

اچھا بس اب رونا نہیں۔۔۔میر نے علیزہ کو خود سے لگایا تھا۔۔۔

اس پیپرز کے ساتھ ایک چھوٹی سی لائبریری موڈل جس سے صاف یہ پتا چلتا تھا کے بلاشبہ یہ لائبریری بہت حسین اور خوبصورت ہے اس میں میر نے ہر رائیٹر کی سارے انگلش اور اردو ناولز کی بکس رکھوائ تھی۔۔۔

وہ لائیبری کا موڈل دیکھنے سے پتا لگتا تھا وہ لائیبریری خود میں ہی ایک خوبصورت شہکار تھی۔۔۔

****

رات کا وقت تھا علیزہ مہل کو سولا کر اپنے کمرے میں آئی تھی جہاں میر بیڈ کراون سے ٹیک لگائیں اسی کا ویٹ کر رہا تھا اس کے اتے میر نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا کہ علیزہ مسکرا کر اسکے پاس جاتے اسکے سینے میں سر رکھ چکی رھی۔۔۔۔

شاہ جی اپ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔علیزہ نے میر کے سینے میں منہ چھوپاتے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔۔

صرف آپکے لیے میرا بچہ۔۔۔میر نے اسکے بالوں میں بوسہ دیتے لاہٹ اوف کرتے علیزہ کو خود میں سمیٹنے آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

****

"پانچ دن بعد"

صبح کا وقت تھا سورج کی کرنیں کمرے میں ہر ہر طرف اپنی ہلکی ہلکی روشنی بکھیر رہی تھی۔۔۔۔پرندے اپنے رزق کی تلاش کو نکلے ہوئیں تھے۔۔۔

میر تیار ہو رہا تھا جب علیزے اس کے پاس آئی تھی

کہاں جا رہے ہیں اپ شاہ جی۔۔۔علیز میر کی ٹائی سیٹ کرتی بولی۔۔۔

کہیں نہیں بس زوہیب کے ساتھ جا رہا ہو۔۔۔۔میر مسکرا کر بولا۔۔۔

اچھا لیکن ارہے ہیں ! ؟۔۔علیزہ نے سمجھی سے بولی۔۔۔

کہیں جارہا ہوں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔میر یہ کہتا نکل گیا جب پیچھے سے علیزہ منہ بنا کر رہ گئ۔۔۔۔

****

بارہ بجنے والے تھے ماہی اور علیزے نے کب سے بچوں کو سلادیا ہوا تھا اور دونوں ہی کب سے میر اور زوہیب کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ تھے کے اہی نہیں رہے تھے ان دونوں نے فیصلہ کیا تھا کے نیوائیر دونوں اپنے اپنے شوہروں

کے ساتھ منائے گی لیکن ان کے شوہروں کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی پتا نہیں کہاں بزی تھے جو آ ہی نہیں رہے تھے۔۔۔

انتظار کرتے کرتے دونوں تھک گئی تھی بارہ بجنے بس ۱۰ منٹ ہی رہ گئے تھے اور وہ دونوں صبح سات بجے کے باہر گئے ہوئے تھے۔۔۔۔

ابھی اس سے پہلے کے ماہی اور علیزے کا اور پارہ ہائی ہوتا دروازے سے ذوہیب اور میر اندر آتے ہوئے دیکھائی دیے تھے۔۔۔۔۔

آ گئے آپ لوگ۔۔۔ماہی نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے لڑنے والا انداز میں کہا تو میر اور زوہیں ب نے ایک دوسرے کو دیکھتے آپنا اپنا سر خم کیا تھا۔۔۔

ہاں وہ بس لیٹ ہو گے ایک ضروری کام اگیا تھا... میر نے کہا۔۔۔

تو دونوں نے گھور کر دیکھا ٹائم دیکھا ہے آپ لوگوں نے بارہ بجنے میں بس پانچ منٹ رہ گئے ہے۔۔۔ علیزے نے بھی گھور کر دیکھا۔۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے سوری بابا لیکن آپ لوگوں کے لئے ایک سرپرائز ہے۔۔۔ میر نے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور زوہیب نے ماہی کا۔۔۔۔

کیسا سرپرائز۔۔۔۔ دونوں ہی حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔

چلو چل کر خود دیکھ لو وہ دونوں ماہی اور علیزے کو چھت پر لے جاتے ہے چھت پر جا کر دیکھا تو دونوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گیں تھی کیون کہ ہر طرف چھت پر سجاوٹ کی گئی تھی آسمان پر تارے چمک رہے تھے لائٹوں اور پھولوں کی سجاوٹ سے ماحول حد خوبصورت ہو گیا تھا چھت کے درمیان ایک میز رکھا تھا جس پر پھول بکھیرے ہوئے تھے اور اس ٹیبل کے درمیان میں ایک کیک رکھا گیا تھا۔۔۔

یہ سب۔۔۔۔۔دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔۔۔۔

بس ٹائم ہونے والا ہے۔۔۔میر نے علیزے کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

صرف چند سیکنڈ باقی تھے میر اور زوہیب نے اپنی اپنی جیب سے ایک ایک ڈبی نکالی اور گھٹنوں کے بل اپنی اپنی محبوب بیویوں کے اگے بیٹھ گئے۔۔۔۔

بارہ بجے ہی تھے کے آسمان پر ہر طرف روشنیاں ہوئی تھی لیکن میر اور زوہیب کا دھیان ماہی اور علیزے کی طرف ہی تھا دونوں نے ڈبیاں آگے کی جس میں رنگ تھی۔۔۔

رنگ بہت خوبصورت تھی ماہی اور زوہیب کی رنگ پر (M.z) لکھا تھا بیچ میں ایک چھوٹا سا ہرٹ بنا ہوا تھا جو اس رنگ کو اور خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔

کیااپ میرے ساتھ یہ اگلا سال بھی گزاوروگی اگلا سال کیازندگی کاہر سال کیا میرے ساتھ گزاروں گی جانتاہو تنگ کرتاہواپ کو خراٹے بھی لیتاہو لیکن میں اپ سے پیار بہت پیار کرتی ہو مری عزیز دل۔۔۔ذوہیب نے محبت پاش نظروں سے ماہی کو دیکھتے کہا تھا کہ زوہیب کی انکھوں میں اتناپیار دیکھ کر ماہی کی انکھیں نم ہوئی تھی ماہی نے فوراًہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

علیزے نے میر کی طرف دیکھا جو چٹانوں کے بل بیٹا تھا۔۔۔

علیزے میں نیے سال کی خوشیوں کا آغاز اپکے ساتھ کرناچاہتاہو میں دعا کرتاہو یہ سال ہمارے خوابوں کاہو ہماری خواہشوں کاہو ہم سب کی مسکراہٹوں کاہو میر نے علیزے کی انگلی پر وہ رنگ پہنائی علیزہ مسکرادی تھی۔۔۔علیزے دسمبر، کی

سخت سردی میں چھت پر بنا کوئی شال اڑھے کھڑی تھی جب میر نے اس سردی کا اندازہ لگاتے میر نے اپنی چادر علیزے کے گرد ڈالتے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

کیا اپ اسی سال کی طرح اگلے سال بھی ہر لمحہ میرے ساتھ رہو گی میر نے پیار بھری نظروں سے علیزے کو دیکھا تو علیزے ماہی اور زوہیب کی موجودگی کو اگنور کرتی جلدی میں جزبات میں اکر میر کو گلے لگا گئی تھی۔۔۔ میں ہمیشہ اپکے ساتھ رہو گی اور یہ نئے سال کا سب سے پیارا سرپرائز تھا تھیکیو سو مچ شاہ جی۔۔۔ علیزہ خوشی سے بولی۔۔۔

ماہی نے بھی زوہیب کو گلے لگایا تھا سب میں پیار محبت عشق نظر آرہا تھا۔۔۔

سب ٹیبل کی طرف جاتے وہاں رکھی کرسی پر بیٹھے تھے ماہی تمہارے ساتھ بتایا ہوا ہر پل میرے لئے خوبصورت یاد ہے تمہارے ساتھ ہوتا ہو تو ہر پل رک سا جاتا ہے ذوہیب نے ماہی کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئیں کہا تو ماہی سب کے سامنے اسی حرکت پر شرما گئی تھی

دونوں کپل نے کیک کٹ کیا تھا آج کا دن شاہ ہاوس کے لیے بہت خوشگوار تھا بہت پر سکون اور خوشیوں والا تھا۔۔۔

یار اتنی گھٹیا حرکتیں نہ کیا کر۔۔۔ میر نے زوہیب سے کہا تھا

کیوں تیری کیوں جلی۔۔۔ زوہیب نے دانت پیسے

تیری تو۔۔۔میر اٹھنے لگا تھا جب علیز ے نے اس کی بات کاٹی۔۔۔۔

اچھا شاہ جی بس اج تو لڑائ نہیں کرے۔۔۔

اوکے جان۔۔۔میر مسکرا کر علیز ے کع دیکھتے بولا۔۔۔

اچھا جی ہم تو چلے اپنے کمرے میں زوہیب یہ کہتا ماہی کو لیے نیچے چلا گیا تھا جب وہ دونوں مسکرائے تھے۔۔۔

میر نے اپنا پورانا سوال پھر دہرایا تھا۔۔۔

کیااپ اس سال بھی میرے ساتھ رہنا پسند کرو گی۔۔۔

اہہ نہیں۔۔۔علیزہ ایک گہرا سانس لیتی بولی

چلو کوئی بات نہیں میں ہی گزار لوں گا۔۔۔۔میر علیزے کو پیچھے سے پکڑتا محبت سے بولا تھا۔۔۔

اچھا جی میں بھاگ جاؤں گی۔۔۔علیزہ شرارت سے بولی

پھر میں اپ کو قید کر لوں گا۔۔۔میر وہی دھیمہ لہجہ میں بولا۔۔۔

وہ کیسے۔۔۔؟علیزہ نے نہ سمجھی سے سوال کیا۔۔۔

اپنی باہوں میں میری جان میر بے باکی سے بولا

ہاہاہامیں پھر بھی بھاگ جاؤں گی۔۔۔

اچھا چلو دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ میر اپنا حصار مضبوط کرتا بولا

جب وہ مسکرائی شاہ جی وہ دیکھیں۔۔۔۔وہ سامنے کی طرف اشارہ کرتی بولی میر اس طرف دیکھا جہاں وہ۔اشارہ کر رہی تھی تو اس وقت میر کی گرفت تھوری ڈھلی ہوئی علیزہ فوراً سے میر دھکہ دیتی وہاں بھاگنے لگی جب میر مسکرایا۔۔

روکو ابھی بتاتا ہوں۔۔۔۔۔وہ اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔۔

کچھ دیر بعد ہی میر نے علیزے کو پکڑ لیا۔۔

ہاں اب بولو۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔وہ ہنستی ہوئی بولی

اچھاجی۔۔۔میر نے اسکے گالوں پر لب رکھتے اسکی گردن میں منہ چھپایا تھا

ش۔۔شا۔۔۔شاہ جی۔۔۔علیزے کسمسائی تھی۔۔۔

جی شاہ کی جان۔۔۔میر مدہوش سا بولا۔۔۔

ہیپی نیوائیر شاہ جی اینڈ ائی لو یو۔۔۔علیزہ اتنا کہتے میر کے سینے میں منہ چھپا گئ تھی۔۔۔

آئی لو یو ٹو شاہ کی جان۔۔۔میر اس کا ماتھہ پر بوسہ دیتے بولا تھا۔۔۔

اور پھر ساری انہون نے چھت ہر ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے بہترین لمحات گزارے تھے۔۔۔

****

صبح ہونے کو تھی ہلکی ہلکی روشنی اسمان کو خوبصورت بنارہی تھی ماہی اور زوہیب نیچے اتے ساتھ ہی انہوں نے اپنے کمرے کارخ کیا تھا کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھتے انہوں نے سامنے دیکھا تھا علی وہاں نہیں تھا ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور دونوں مسکرا دیے تھے۔۔۔وہ جانتے تھے علی کہاں ہو گا۔۔۔

زوہیب ماہی کو لیتا بالکنی میں اگیا تھا۔۔۔

کتنا اچھا ہے نا سب۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

ہاں بلکل اپکی طرح۔۔۔زوہیب نے ماہی کو دیکھتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے کہا۔۔۔

ہاہاہاہا ٹھرکی۔۔۔۔ماہی ہنس دی تھی۔۔۔

ہاں میں نے ایک گزل تیار کی ہے۔۔۔زوہیب مسکرا کر کہتا ماہی کے اور قریب ہوا تھا۔۔۔

اچھا جی ہمارے محبت نے اپکو مشاعرہ بھی بنا دیا۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی۔۔۔

صرف مشاعرہ نہیں عاشق بھی۔۔۔زوہیب محبت سے بولا۔۔۔

اچھا جی سنائیں غزل۔۔۔ماہی بولی۔۔۔

نے سال میں کمال ہو جائے؛

درخشاں اپنا حال ہو جائے:

پچھلا وقت گزر گیا بھول جاؤ؛

اب اس نئے سال کو گلے لگاؤ:

کرتے ہیں دعا ہم رب سے دعا سر جھکا کہ ؛

اس سال کے سارے سپنے پورے ہوا پکے :

مٹ گئی امید پر آج بھی اعتبار میں بیٹھے ہیں ؛

گزر گیا وقت پھر بھی انتظار میں بیٹھے ہیں :

زوہیب مسکرا کرا نکھیں بند کیے بولا تھا۔۔۔مجھے امید ہے کہ یہ منگل آپ کے اس نئ سال کا ایک بہترین آغاز ہو گا مجھے امید ہے کہ یہ خوشی، امن اور ان تمام خزانوں سے بھر جائے گا جن کی آپ تلاش کرتے ہیں۔۔۔

آپ کو منگل کی صبح مبارک ہو!

مبارک ہو سب کو خوشی بھرا سال؛

اپکی ہر تمنا ہر ارزو پوری ہو:

نیا سال ۲۰۲۵ مبارک ہو!

آپ کو نیا سال مبارک ہو. دعا ہے کہ آج کا ہر اچھا دن ایک بہتر کل کا خزانہ بن جائے۔ ۲۰۲۵ نیا سال مبارک ہو۔۔۔ زوہیب ماہی کے بے حد قریب ہوتے بول رہا تھا کہ ماہی نے اسے روکا تھا۔۔۔

ہاہاہاہا اچھا بس بس۔۔

مزا آیا۔۔۔؟زوہیب نے سوال کیا۔۔۔

بہت زیادہ۔۔۔ماہی کھلکھلا کر ہنس کر بولی تھی

اچھا جی۔۔۔۔زوہیب ماہی پر جھکنے والا تھا کہ فجر کی ازنوں کا وقت تھا ماہی نے زوہیب کو خود سے دور کیا تھا اور واش روم چلی گئ تھی اور کچھ دیر بعد وض کرتی باہر ائ تھی۔۔۔۔

چلیں جائیں وضو کر کے ائیں پھر ساتھ نماز پڑھے گے۔۔۔ماہی زوہیب کو دیکھ بولی۔۔۔

جو حکم ہماری بیگم کا ابھی اتے ہیں۔۔۔زوہیب مسکرا کر کہتا وضو کرنے گیا تھا اور کچھ دیر بعد واپس اتے جانماز بھیجاے تھے ماہی نے زوہیب کی امامت میں نماز ادا کی تھی۔۔۔اس کے بعد دونوں نے ایک اچھا وقت گزارا تھا۔۔

****

علی ہم دونوں یہاں ہے ماما بابا کہاں ہے۔۔۔علی مہمل کے کمرے میں تھا وہ دونوں کھالون سے کھیل رہے تھے۔۔۔

وہ لوگ مزے کر رہے ہیں۔۔۔۔۔علی مسکرا کر بولا۔۔

واؤ۔۔۔ مہمل خوشی سے بولی۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔ علی مسکرایا تھا۔۔۔

تم نے مجھے کوئی گیفٹ نہیں دیا۔۔۔۔ مہمل شکوہ کرتی بولی۔۔۔

میں نے تمہارے لیے گزل تیار کی ہے۔۔۔ علی طوطلی زبان میں بولا تھا۔۔۔وہ سچ میں اپنے باپ پر گیا تھا۔۔۔

سچچ۔۔۔ مہمل نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چہرے پر رکھتے بولی تجی

ہاں مچھچھی۔۔۔ علی مسکرایا۔۔۔

چلو سناؤ۔۔۔ مہمل نے خواہش کی۔۔

ستارے آپ پر چمکتے رہیں،

پھول آپ کے دل کو خوبصورتی سے بھر دیں،

امید ہمیشہ کے لیے آپ کے آنسو پونچھ دے،

اور سب سے بڑھ کر،

یہ نیا سال بہت اچھا ہو۔۔۔ علی مسکرا کر اپنی طوطلی زبان میں بولا تھا۔۔۔

واو بہت اچھی ہے علی تھکیو۔۔۔ مہمل خشی سے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے تالیاں بجاتے بولی۔۔۔۔

****

فجر کی ازانین ہو رہی تھی علیزے اور میر نیچے اتے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا دونوں نے وضو کرتے نماز ادا کی اور وہی کچھ دیر بیٹھتے انہوں نے قران کی تلاوت کی تھی اور کچھ دیر بعد وہ اٹھتے بیڈ پر اتے سو چکے تھے۔۔۔۔

****

صبح کا وقت تھا پرندے اپنے رزق کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے سورج کی کِرنے علیزے اور میر کے کمرے میں اپنی ہلکی ہلکی روشنی بکھیرتے صبح ہونے کا پتا دے رہی تھی ۔۔۔ علیزہ الارم بجنے کی اواز سے ہلکی سی کسمسائ تھی وہ میر کی بانہوں میں اپنا منہ چھپاتے سو رہی تھی اور پھر کیسی خیال کے تحت اٹھتی اس نے گھڑی پر ٹائیم دیکھا تھا جو ۹ بجا رہی تھی بچو کی ویکیشن چل رہی تھی جس کی وجہ سے انکی چھٹی تھی ... علیزہ اپنے بال سامیٹی اٹھی تھی اور میر پر ایک نظر ڈالی وہ انکھیں مندھا لیٹا ایک معصوم بچہ کی طرح لگ رہا تھا اج کیا ہونے والا تھا کیسی کو کچھ معلوم نہیں تھا شاہ ہاوس میں ایک قیامت ٹوٹنے والی تھی لیکن سب ہی اس سے انجان تھے علیزہ میر کے ڈاڑھی والے گالوں پر لب رکھتی اسے اواز دی تھی اس سے پہلے وہ اٹھ کر واپس رات والے رومینٹک موڈ میں اتا وہ جلدی سے الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں چلی گئ تھی ۔۔۔ اور پندرہ منٹ بعد وہ

فریش ہو کر باہر ائی تو میر کو سامنے بیڈ پر اسی پوزیشن میں لیٹا دیکھ وہ زرا سی کنفیوز ہوئ تھی اور میر کے پاس جا کر بیٹھتی میر کے بالوں میں نرمی سے اپنی انگلیاں چلاتی اسکے انابی ہوٹون کو اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے محبت سے چھوتے اسے اواز لگائ تھی۔۔۔

شاہ جی صبح ہو گئ ہے اٹھ جائیں۔۔۔اپکی اج میٹینگ بھی ہے۔۔۔ لیکن کوئ جنبش نہ دیکھ اس نے میر کو واپس اواز دی تھی۔۔۔

شاہ جی پلیز نا اٹھے دیر ہو جائیں گی اپکو۔۔۔علیزے مسکرا کر بولی لیکن جواب ندارت۔۔۔علیزہ کا دل زور و سے ڈھڑکا تھا۔۔۔

ش۔۔شا۔۔شاہ جی یہ کیسا مزاق ہے پلیز نہ اٹھے۔۔۔علیزہ نے میر کو ہلایا تھا لیکن میر کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوی تھی علیزہ کے ہاتھ کپکپاے تھے۔۔

شاہ جی۔۔۔بہت ہوا مزاق میرا دل بند ہو رہا ہے اٹھ جائیں اب۔۔۔علیزہ کی انکھوں میں نمکین پانی جما ہوا تھا ہاتھ کپکپا رہے تھے پلکے لرز رہی تھی دل ایسے تھا جیسے باہر اجائیں گا۔۔۔

ش۔۔شاہ جی یہ کیا ہو گیا ہے اپکو... آنکھیں کھولیں نا پلیز

زو۔۔زوہیب۔۔۔زوہیب بھائ-زوہیب بھائ شاہ جی کو دکھیں نا یہ انکھیں نہیں کھول رہے۔۔۔ماہی پلیز۔۔۔شاہ جی پلیز نا اپنی علیزے کو دیکھے نا۔۔۔علیزہ نے میر کا چہرہ تھپتھپایا تھا۔۔۔

علیزے میر کو اٹھانے کی کوشش کرتے دیکھ زوہیب کو آواز لگاتی ہے کہ زوہیب اور ماہی فورن سے اس کے کمرے میں اے تھے اس کو روتا دیکھ ماہی اور زوہیب اسکے پاس ائیں تھے علیزہ اٹھ کر ماہی کے سینے سے لگ کر رو رہی تھی زوہیب نے فورن سے اگے بڑھ کر میر کی نبس چیک کی اور پھر پریشانی سے اس نے اسکی شہہ رگ پر اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں رکھتے کچھ محسوس کیا تھا اسکی آنکھوں میں نمکین پانی جما ہوا تھا۔۔۔

بھای کیا ہوا ہے بتائیں نا پلیز بھای مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ علیزہ ہچکیوں سے روتے بولی تھی۔۔۔

علیزے۔۔ میر۔۔۔ میر کی سانیس نہیں چل رہی میر۔۔۔۔

بھائ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ایسے کیسے ہو سکتا ہے پلیز نہ آپ ایمبولینس کو فون کرے علیزہ رونا شروع ہو چکی تھی ماہی علیزہ کی حالت دیکھ فورن سے اسے خش میں بھینچا تھا

بھای کو کچھ نہیں ہو گا گڑیا پریشان نہیں ہو۔۔۔ماہی اپنے آنسو صاف کرتی علیزہ کو حوصلہ دیتی بولی تھی

م۔۔ماہی۔۔۔ماہی میں شاہ.جی کے بغیر میں مر جاوگی پلیز ناشاہ.جی کو بولو نا انکی علیزے رو رہی ہے وہ مزاق نہ کرے اٹھ جائیں ماہی شاہ.جی۔۔علیزہ ہچکیاں سے روتے ٹوٹ ٹوٹ الفاظ ادا کر رہی تھی۔۔۔

****

ہیرا اپنی مغرور چال چلنے کے بعد اب بہت خوش تھی اسے یاد آیا تھا جو زہر وہ پلا کر آئی ہے اسکا اثر شروع ہو گیا ہو گا اور اج ایک مہینہ ہونے کو تھا آج اس نے کام کرنا تھا مطلب جو بھی شاہ ہویلی میں ہو رہا تھا وہ اس کا ہی کیا تھا اسے یاد آیا تھا جب میر نے اسے تلاق دی تھی اس سے ایک دن پہلے ہی اسے پتا چل گیا تھا اس کے ہاتھ میں میر کا فون آیا تھا جہاں سے اسے سب پتا چل گیا تھا اس لیے اس نے اب پلین سی پر کام کیا تھا اس نے میر کو زہر دیا تھا جو کہ جانا مانا زہر تھا() اب وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی اور وہاں موجود سب اسے پاگل کہ رہے تھے اور وہ تو پاگلوں کی طرح ہنستی جا رہی تھی پر اب اس کا اختتام انے والا تھا وہ پاگل ہو چکی تھی ہم کیا کر سکتے ہیں کہتے ہیں نا کتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی یہاں ہیرا کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا وہ کبھی نہیں سدھر سکتی تھی اور پھر جب اللہ ایسے لوگوں

کی رسی کھینچتا ہے ان سے حساب لیتا ہے تو پھر وہ چیخ اٹھتے ہیں ہائے اللہ ہم نے یہ گناہ کیوں کیا ہم سے یہ سب ہمارے نفس نے کروایا ہے ہم سے اس شیطان نے کروایا ہے لیکن پھر اس وقت صرف انصاف ہوتا ہے اور حساب ہوتا ہے اور گناہ کرنے والوں کے لیے صرف پشتاوارہ جاتا ہے۔۔۔

****

جیسے ہی مہمل کی آنکھ کھلی تو وہ کمرے سے باہر آئی گھر میں کسی کو نہ پا کر وہ بھاگ کر علی کے پاس گئی تھی جو کہ ابھی تک سو رہا تھا اس نے اسے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اچھے سے ہلایا تھا۔۔۔

علی اٹھو۔۔۔۔۔۔ مہمل اپنی طوطلی زبان میں بولی تھی۔۔۔

ہاں تا ہوا۔۔۔ علی آنکھیں ملتا مہمل کو اپنے سر کھڑا دیکھ جلدی سے اٹھا۔۔۔

پتا نہیں سب کہاں ہے ماما پاپا ماہی پھوپھو اور انکل کوئی بھی گھر نی ہے مہمل معصومیت سے بولی۔۔۔۔

شاید وہ لوگ پکنک منانے گئے ہیں ہمیں چھور کر۔۔۔ علی اسکی بات پر غور کرتا کچھ سوچتا بولا۔۔۔

ہووووو۔۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھتی بولی اسکی انکھیں ڈوبڈوبائی تھی جب علی نے بڑے ہی پیار سے اسسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا ہم بعد میں چلے جائیں گے۔۔۔۔علی اپنی طوطلی زبان میں کہہ رہا تھا کہ مہمل نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ہائے یہ کتنے معصوم ہیں ناوہ جانتے تک نہیں ان کے ماں باپ کس درد سے گزر رہے ہیں وہ دونوں تو بس یہ سوچ رہے ہیں کہ وہ لوگ پکنک پہ گئے ہیں پر محمل کیا جانے اس کا باپ کون سی پیکنگ پر جارہا ہے یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ مہمل کا باپ اس کے پاس ائے گا کہ نہیں یہ تو ہم بھی نہیں جانتے کہ میر بچ پئیں گا کے نہیں۔۔۔

****

یہ ہاسپٹل کا منظر تھا اپریشن تھیٹر کے باہر لال بتی چلی رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ اندر بہت سیریس اپریشن چل رہا ہے۔۔۔علیزہ اپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھی رو رہی تھی اس کا رو رو کر برا حال تھا گھڑی ایک بج رہا تھی ڈاکٹرز کا یہی کہنا تھا کہ اگر میر بچ گیا تو وہ دیکھ نہں پاے گا اور یا پھر وہ کومہ میں چلا جائیں گا علیزے صرف یہ دعا کر رہی تھی میر ہمیشہ کے لیے اسکے ساتھ رہے زندہ رہے بھلے وہ پھر جس بھی حال میں ہو پھر علیزہ کو میر ہر طرح سے قبول ہے ہچکیوں سے رو رو کر علیزہ کی حالت خراب ہونے لگ گئ تھی ماہی اس کی حالت دیکھ اسکے پاس ائ تھی۔۔۔

علیزے میری جان نماز ادا کر لو۔۔۔وہ خود بھی رو رہی تھی پر وہ علیزے کے سامنے مضبوط تھی جب علیزہ اٹھی اور وضو کرتی اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئی تھی وہ جتنی بھی غم میں تھی اس نے سارا غم چھوپاتے اللہ کے سامنے زار و کتار رونا شروع ہو گئ تھی اللہ تو دلوں کے راز جانتا ہے تو اس کا درد کیسے نہ جانتا اللہ کی بارگاہ میں تو ایک آنسوں کے بدلے خدا مل جاتا ہے یہاں تو علیزے اپنے رب کی بارگاہ میں ہچکیوں سے رو رہی تھی وہ نماز پڑھ رہی تھی وہ بے بس تھی اب اس نے دعا کے لیے ہاتھ کھڑے کیے تھے۔۔۔

یا اللہ میں تیری وہی گناہ گار بندی ہوں مجھے معاف کر دے میرے شاہ جی کو ایک زندگی دے دیں چاہے اس کے بدلے میری زندگی لے لیں۔۔۔لیکن میرے شاہ جی کو مجھے دے دیں اپ تو جانتے ہیں میں کتنی محبت کرتی ہو اللہ میاں اپکے بعد وہ میرا واحد سہارا ہے پلیز مجھے میرے شاہ جی دے دیں۔۔۔

ہائے وہ کتنے درد میں تھی کہتے ہیں ناانسان جب کوئی عشق کرتا ہے تو اپنے محبوب کی زندگی بچانے کے لیے خود مرنے کے لیے بھی تیار ہوتا ہے یہاں پر علیزے نے بھی عشق ہی کیا تھا اور عشق کی تو ایک ہی سزا ہے ناموت یہاں پر شاید علیزے کو بھی وہی بھگتنی تھی پر کیا کریں جو خدا نے لکھ دیا ہے ہونا تو وہی ہے۔۔۔خدا کا لکھا کوئی نہیں موڑ سکتا سوائے دعاوں کے اور یقین کہ قسمت اپنے کھیل بہت اسانی سے کھیل جاتی ہے پر اگلے انسان کا کیا پتہ وہ کس پل کس سے اتنا عشق کر بیٹھتا ہے کہ وہ اپنی جان کے بدلے اس کی جان مانگ لیتا ہے خدا سے یہ تو علیزہ نے ثابت کر ہی دیا تھا اپنے خدا کے سامنے اکیلے میں بیٹھ کے میر کو مانگتے ہوئے پر ہم تقدیر بدل تھوڑی سکتے ہیں یہاں کیا پتہ میر کو علیزے ملے یا علیزے کو میر کون جانتا ہے تقدیر کے خیر۔۔۔پر دلوں کے حال تو خدا جانتا ہے۔۔۔دنیا اپنے بدلے کے لیے کتنا گر جاتی ہے کسی سے ایسے انسان کو چھین لیتی

ہے جس سے ہم بے پناہ محبت کرتے ہیں پر خدا بھی تو آزماتا ہے نا اپنے بندے کو وہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کا بندہ اسے کتنی محبت کرتا ہے اور علیزے نے یہ ثابت کیا تھا اپنے خدا کے سامنے اپنے انسو سے وہ اپنے خدا سے کتنی محبت کرتی تھی علیزے اس محبت کی دعویدار تھی کہ وہ خدا کے بعد اپنے شاہ جی سے محبت کرتی ہے پر ہم تقدیر کا لکھا موڑ نہیں سکتے۔۔۔۔

****

ماہی خود کو سمبھالو میری جان سب بہتر ہو گا میر کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ ماہی زوہیب کے سینے سے لگی رو رہی تھی اور زوہیب اسے حوصلہ دے رہا تھا وہ خود بھی بلکل کمزور ہو گیا تھا اس کو میر کی تکلیف اسکی ازیت محسوس ہو رہی تھی اسکی بس اپنے رب سے ایک ہی التجا تھی کہ وہ اسکے یار کو اسے واپس دے دیں

زوہیب کے زہن میں میر اور اسکے ہنستے کھیلتے ایک دوسرے کو چھیڑتے ایک فلیش بیک چل رہا تھے۔۔۔۔

چل چل جب میں مر جاوگا نہ تب تجھے میری قدر ہو گی بچو۔۔۔میر نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ابے چل تو اتنی جلدی نہیں مرے گا تو ہم سب کو مار کے مارے گا۔۔۔زوہیب بولا

اور اگر میں پہلے مر گیا تو دیکھ لینا تو بہت روئے گا زوہیب۔۔۔میر نے کہا تھا۔۔۔

چل بے میں اور روگا ہٹ مرد روتے نہیں ہیں۔۔۔زوہیب نے میر کے کہ کندھے پر ہاتھ مارتے کہا تھا اور اسی وقت زوہیب کی انکھوں سے انسو جاری ہوئیں تھے۔۔۔۔

میر سہی کہتا تھا اس کو اگر کچھ ہوا تو میں روگا۔۔۔

زوہیب نے اپنے زہن میں سوچا تھا ماہی زوہیب کے سینے سے لگی بلک رہی تھی اور زوہیب نے ماہی کو اپنے سامنے کیا تھا اور اسکے انسو بھرے چہرے کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا تھا۔۔۔

ماہی میر ٹھیک ہو جائے گا اس کو کچھ نہیں ہو گا سنبھالے خود کو۔۔۔زوہیب یقین سے بولا تھا اسے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا۔۔۔

انشاللہ۔۔۔ماہی نے زوہیب کے انسو صاف کیے تھے۔۔۔

****

رات ہونے کو تھی گھر کی نوکرانی نے محمل اور علی کو کچھ نہیں بتایا تھا وہ دونوں چپ چاپ بیٹھے اپنا کھیل رہے تھے پر محمل کا دل بہت اداس تھا بھلے وہ چھوٹی سی تھی لیکن تھی تو بیٹی نا بیٹی اور باپ کی محبت ہی ایسی ہوتی ہے مہمل بہت خاموش خاموش تھی جبکہ علی اپنی پوری کوشش کر رہا تھا اس کا دھیان بھٹکانے کی پوری

کوشش کر رہا تھا کہ مہمل مسکرائے کھیلے اس کے ساتھ ہنسے پر محمل کا دل بھی تو ایک بیٹی کا دل تھا وہ کیسے مسکرا سکتی تھی وہ نہیں جانتی تھی کچھ لیکن وہ اداس تھی۔۔۔

علی بابا ماما ابھی تک نہیں ائے۔۔۔۔ مہمل کچھ سوچتے بولی۔۔۔

جب علی معصومیت سے اسے دیکھنے لگا اور بولا میں کیا پاگل ہوں جو تمہارے ساتھ اتنی دیر سے کھیل رہا ہوں تمہیں ابھی ماما پاپا کی یاد ارہی ہیں میلے ماما بابا بھی تو تمھارے ماما بابا کے ساتھ ہی گئیں ہیں۔۔۔

جب مہمل اسکی بات پر ہنسی اور بولی تم تو میرے ساتھ بہت دیر سے کھیل رہے ہو پر ماما بابا کی یاد ارہی ہے وہ صبح سے میرے سامنے نہیں اے مجھے بابا کی بہت یاد ارہی ہے۔۔۔۔ مہمل کی انکھیں بولتے بولتے ڈوبڈوبائ تھی۔۔۔

ہائے وہ معصوم بیٹی اسے کیا پتہ اس کا باپ کس چیز سے لڑ رہا ہے۔۔۔

اچھا اچھا اجائیں گے تم چپ ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ علی اسے پھر سے اپنے گلے لگاتا چپ کروا رہا تھا ان دونوں کی دوستی یوں ہی تھی وہ پل میں ماشا تھے پل میں تولا تھے وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو مار کھانے کو دھورتے تھے کبھی کسی ایک دوسرے کے لیے جان بھی دیتے تھے کبھی ٹوم اینڈ میرل بنے ہوتے تھے۔۔۔

****

زوہیب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب ڈاکٹر کو باہر اتے دیکھ زوہیب فورن سے اسکے پاس گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے ڈاکٹر میر کو وہ ٹھیک تو ہے نا پلیز بتائیں نا ڈاکٹر۔۔۔زوہیب پریشانی سے بولا۔۔

ائی ایم سوری۔۔۔ڈاکٹر نے جواب دیا تھا۔۔

ک۔۔ کی۔۔۔ کیا کیا مطلب ہے ای ایم سوری جتنے پیسے چاہیے میں دونگا میں تمہیں پیسے سے بھر دونگا لیکن لیکن مجھے میرا یار چاہیے تم کیسے ڈاکٹر ہو جاوا سے واپس چیک کرو۔۔۔زوہیب اس ڈاکٹر کا کلر تھامے ڈھاڑا تھا۔۔۔

دیکھے کول ڈاؤن۔۔۔ڈاکٹر اہستہ سے بولا۔۔۔

کیا مطلب کول ڈاؤن مجھے میر ٹھیک کر کے دو مجھے میرا یار سہی سلامت چاہیے مجھے ہنستا کھلتا میر چاہیے مجھے میرا دوست دوں ٹھیک کر کے۔۔۔۔زوہیب غصہ سے نہ جانے اس ڈاکٹر کا گریبان تھامے نا جانے کیا بولا رہا تھا۔۔۔

جب علیزے کو تو لگا اس کے دل میں کیسی نے کھنجر مارا ہو۔۔۔اسکو اپنے اس پاس کی اوازیں انا بندہ ہو چکی تھی اسکی کے کان میں بس اوازائ تھی ٹی کی اور وہ وہی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

ع۔۔علی۔۔علیزے ان۔۔۔انکھین کھولو۔۔ماہی نے اسکا چہرہ تھپتھپایا تھا اور لیڈی ڈاکٹر فورن سے وہاں اتی اسے ٹریٹمنٹ کے لیے کمرے میں شفٹ کیا تھا ماہی باہر زوہیب کو سنبھال رہی تھی۔۔۔۔

****

علیزے کو تو لگا تھا اس کی دنیا اجڑ گئی ہے اس کے سامنے لیٹے سفید کفن میں اپنے شاہ جی کو دیکھا تھا پر سب ختم تو ہو گیا تھا اب افسوس منانے کا کیا فائدہ یہاں ہوئی اختتام علیزے اور میر ہادی شاہ کی کہانی کا وہ وہی زمین پر بے ہوش ہو گئی تھی پیچھے سے زوہیب آیا تھا اس کی انکھوں سے بے تحاشہ انسوں نکلنے لگے وہ اپنے دوست کو سفید کفن میں دیکھ رہا تھا اور سامنے ہی اس کی بہن زمین پر بے ہوش پڑی تھی ماہی زوہیب کے ساتھ اندر ائی تھی اور اپنے بھائی کو سفید کپڑے میں لپٹا دیکھ اس کی تو جیسے جان ہی نکل گئ تھی اسکا دل ماننے کو تیار ہی نہیں ہو رہا تھا کہ یہ اسکا بھائ ہے۔۔۔ یہ ہوتا ہے بہن کا پیار جو اپنے بھائی کے ساتھ جتنا مرضی لڑ لے پر اپنے بھائی سے اتنا پیار کرتی ہے کہ اپنی جان بھی دے اس کے لیے ہائے یہاں میر نہیں مرا تھا یہاں تین اور لوگ مر گئے تھے یہاں کون کون نہیں مرا تھا میر کی موت پر ڈاکٹر جلدی سے اندر ائے اور عیزے کو بے ہوش ہوتا دیکھ اسے زمین

سے اٹھاتی دوسرے کمرے میں لے گئے جب زوہیب تو اپنے دوست کو دیکھ کر

ہل بھی نہیں رہا تھا اور ماہی وہاں چیخیں مار مار کر رو رہی تھی

****

یہاں پورا ایک دن ہو گیا تھا محمل اور علی کو کچھ بھی نہ پتہ تھا جب محمل کو لگا اس کا دل کسی نے کھینچ لیا ہو وہ ایک بیٹی کا درد تھا کنکشن تھا وہ اپنے باپ کی موت کو نہ جانتے ہوئے بھی جان گئی تھی کہ اس کے باپ کو کچھ ہوا جب وہ رونے لگی تو علی نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ مہمل کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے محمل رو کیوں رہی ہو۔۔۔

میلے دل میں درد ہو رہا ہے علی۔۔۔ مہمل اپنی توتلی زبان میں روتے ہوئیں بولی تھی۔۔۔ وہ ان سب تکلیف سے انجان تھی لیکن اسکا ہاتھ اپنے دل کے مکان پر تھا وہ نہیں جانتی تھی کیا ہوا ہے لیکن پھر بھی رو رہی تھی اس کو اپنے بابا کی یاد ارہی تھی۔۔۔

علی نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ خود حیران تھا اس کی دل کی دھڑکن بہت تیز تھی علی تھا تو چھوٹا پر وہ ان سب چیزوں کے بارے میں جانتا تھا علی اسے خاموش کروانے لگا اور اسے خود نہ پتہ چل رہا تھا اس کا بھی دل بے چین سا ہو گیا ہائے کتنے معصوم ہیں دونوں۔۔۔۔

****

جو اپنے دوست یار کے بغیر ایک سانس نہ لیتا تھا اج اس کی ہی قبر پر مٹی ڈال رہا تھا وہ بہت ہی پیار سے اس کی قبر پہ بیٹھے تو اس کی انکھوں میں بہت ڈھیروں انسو تھے اس کا دل کر رہا تھا وہ اپنے جان سے عزیز دوست کی قبر پر بیٹھ کر ڈھاڑے مار کر روئے اس کے پاس اس کا دوست نہیں تھا جو اسے اپنا کندھا دیتا اور رونے کو کہتا ۔۔۔ڈاکٹر نے بتایا تھا اسے ایک زہر دیا گیا ہے جو پچھلے ایک ماہ سے ان باڈی پر اہستہ اہستہ اثر کر رہا تھا جس کی وجہ سے انکی موت ہوئی ہے اگر یہ پہلے اتے تو شاید ہم انکو بچا لیتے لیکن اب ہم بہت دیر ہو چکی ہے ۔۔۔اس لیے انہوں نے مجبوری میں دفنا دیا تھا جبکہ زوہیب کا دل کر رہا تھا وہ روئے وہ چینخے وہ مضبوط انسان تھا جو اپنے دوست کی موت پر رو رہا تھا کیا کرتے وقت ہی ایسا تھا موت تو جب بھی اجائے اس کا وقت تھوڑی مقرر ہوتا ہے یہی ہوا تھا میر ہادی شاہ کی زندگی کے ساتھ بھی کل تک وہ لوگ کتنے خوش تھے اور اج ان کے گھر میں

قیامت ٹوٹی تھی جبکہ محمل اب بھی نہ جانتی تھی کہ اس کا باپ کو ہوا کیا ہے جبکہ علی جان چکا تھا کہ اس کے انکل اس دنیا میں نہیں رہے وہ کبھی محمل کو دیکھتا ہے تو کبھی سامنے قبر کو جو محمل نے زوہیب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا....

چاچو یہ کون ہے۔۔۔ مہمل نے سوال کیا تھا

جب زوہیب نے مہمل کی طرف دیکھا اور بہت ہی دھیما سا مسکرایا وہ نہیں جانتا تھا وہ اس معصوم بچی کو کیا جواب دے وہ معصوم ہی اتنی تھی جب اس نے اسے کچھ نہ کہا اسے گود میں اٹھاتا گاڑی میں بٹھا کے اپنی ڈراوینگ سیٹ سمبھال چکا تھا۔۔۔ مہمل کے ساتھ ہی علی بھی بیٹھا تھا جواب مہمل کے ساتھ کھیلنے لگ گیا تھا۔۔۔

****

جیسے ہی علیزے کو ہوش ایا اس سے پھر سے پرانے والا منظر یاد ایا تھا اور وہ چیخے مار مار کے رونے لگی ماہی اس کے پاس بیٹھی چپ انسو بہا رہی تھی اور محمل بھی اپنی ماما کو دیکھ رہی تھی اس کی ماما کیوں کیوں رو رہی تھی

یا اللہ ! یا اللہ تعالی مجھے اٹھا لے یا اللہ میں نہیں رہنا چاہتی ۔۔۔ اور اگر مجھے موت نہیں دینی تو مجھے میرے شاہ جی کو واپس کر دے میری شاہ کہاں ہیں ۔۔۔ وہ اب زوہیب کی طرف دیکھ بولی جو کہ لاجواب کھڑا تھا ۔۔۔

بھائی بتائیں نا کہا ہے شاہ جی ماہی بولو نا بھائی کو مجھے شاہ جی لا کر دے

میرے۔۔۔علیزہ روتے ہوئیں بول رہی تھی جب ماہی نے علیزے کو حوصلہ دیا

تھا۔۔۔

اسے دفنا دیا ہے۔۔۔زوہیب نے انسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

وہ اس کے اخری پل میں بھی اس کے ساتھ نہ تھی ہائے دونوں کی محبت کا۔۔

عشق تو ہمیشہ سے ادھورا رہا ہے تو اس بار کیسا مکمل ہو سکتا تھا جب محمل بھی اپنی

ماں کو دیکھنے لگ گئی اسے نہیں پتا تھا وہ رو کیوں رہی ہے پر وہ اپنی ماں کو دیکھ رہی

تھی اور اسکی انکھوں میں بھی پانی جما ہوا تھا۔۔۔

مما کیا ہوا ہے ارو کیوں رہی ہے۔۔۔ مہمل ڈوبڈوبائی انکھوں سے اپنے ماں کا چہرہ اپنے ننھنے ننھنے ہاتھوں سے اپنی طرف کرتی اپنی طوطلی زبان میں بولی تھی۔۔۔

چپ محمل تمہیں کچھ نہیں بتاتم مت رو۔۔۔ علی اسے چپ کروانے لگا۔۔۔ علی معصومیت سے مہمل کو علیزے سے الگ کرتا اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے جاتے بولا تھا۔۔۔

ماہی کا دل چاہ رہا تھا وہ مر جائے اس کا بھائی اس دنیا سے چلا گیا تھا زوہیب کا بھی یہی حال تھا وہ دونوں بھائیوں کی طرح تھے ایک دوسرے کی جان اور جب ایک بھائی کو کچھ ہوتا ہے تو دوسرا بھائی بلکل کمزور پڑ جاتا ہے اور اج زوہیب بھی کمزور پڑ گیا تھا۔۔۔ زوہیب اپنے بھائی جیسے دوست کے بغیر کچھ نہ تھا اور شاہد تقدیر نے

یہی لکھا تھا۔۔ان سب کی زندگیاں جینے کا مقصد ختم ہو گیا تھا وہ سب ایک دوسرے کے لیے ہی تو جیتے تھے اور جب ایک اتنا قیمتی انسان علیزے کا شوہر اسکا مجازی خدا۔۔ماہی کا بڑا بھائی اسکا محافظ زوہیب کا جان سے عزیز دوست میر ہادی شاہ مہمل باپ اور علی کا ماموں ہی مر گیا تھا توان سب کے جینے کا کیا مقصد تھا وہ سب لوگ اپنے اپ سے ہی جنگ لڑ رہے تھے وہ سب کمزور ہو چکے تھے۔۔۔

****

بہت اچھا لگ رہا ہے مجھے اج وہ مر گیا اس کی بیوی کے اتنے پیسے ملیں گے جتنے کہ وہ خود نہیں دے سکتا تھا اپنی بیوی کو بچانے کے لیے ایک انسان بہت ہی شاطر مسکراہٹ چہرے پر سجائیں بولا تھا۔۔

****

"ایک ہفتہ بعد"

یہاں ایک ہفتہ یوں ہی گزر گیا تھا علیزہ اپنی عدت بہت اچھے سے گزار رہی تھی پر اس کا دل تھا کہ وہ ایک دفعہ اپنے شاہ جی سے ملے شاید وہ سب ان سب کی انکھوں کا دھوکا ہو لیکن سب کی ایک ہی بات کے میر مر گیا ہے اس نے میر کو اپنے رب کے بھروسہ کر کے رونا چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس کے شاہ جی کی ایک اخری خواہش اسے یاد ائی تھی جو اس نے اسے ایک رات کی تھی کہ علیزہ اس کے مرنے کے بعد نہ روئے اور اس نے ویسا ہی کیا تھا وہ اب نہیں روتی تھی وہ بہت خاموش ہو گئی تھی۔۔۔اور ہم کیا کر سکتے ہیں عشق کا اختتام تو یہی ہوتا ہے نا جبکہ علیزہ بہت ہی کمزور بھی ہو چکی تھی وہ کھانا بہت کم کھاتی تھی ایک ہفتے میں اس

نے تقریبا ایک سے دو دفعہ ہی ٹھیک سے کھانا کھایا ہو گا باقی تو وہ چپ چاپ بیٹھے رہتی تھی مہمل تو اپنے بابا کو یاد کر کر کے خاموشی ہو گئ تھی وہ محمل رہی ہی نہیں تھی جو علی کے ساتھ ہر شرارت میں شامل ہوتی تھی علی جو بہت زیادہ شرارتی تھا وہ بھی خاموش ہو گیا زوہیب کا تو جیسے کچھ کرنے کو دل ہی نہیں کرتا تھا وہ تو بس کسی طریقے سے اپنے بھائی کے قاتلوں کو ڈھونڈ کر مارنا چاہتا تھا اور ماہی جو کہ خود کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتی تھی پر ہر رات ٹوٹ جاتی تھی وہ یوں ہی سو رہی تھی جب علیزے کو لگا جیسے اس کے پاس کوئی ہے اس نے انکھیں کھولی تو اس کے ارد گرد کوئی بھی نہ تھا پر ایک نقاب پوش تھا جو کھڑکی سے پیچھے اس کی اس حرکت کو بخوبی نوٹ کر رہا تھا پر وہ کون تھا! وہ! وہ تھا جو اب اس کہانی کو اگے تک لے کر جائے گا اس کہانی نو اور بھی انٹریٹینگ بنائیں گا۔۔۔

****

پولیس والوں کو زوہیب نے سب کچھ بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہ شاید ہیرا کا ہی کام ہوا نہوں نے ہیرا سے پوچھا تو وہ صاف مکر رہی تھی۔۔۔

سر یہ ایسے نہیں بتائیں گی ایک لیڈیز کانسٹیبل نے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر جو کرنا ہے اسکے ساتھ کرو لیکن اس سے سارا سچ اگلواؤ۔۔۔پولیس افیسر نے ہیرا کو غصہ سے دیکھتے کہا تھا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

جی سر لیڈی کنسٹیبل نے افیسر کو سیلیوٹ مارتے کہا تھا اور واپس ہیرا کی طرف متوجہ ہوئ تھی۔۔۔

ہاں بتائیں گی سچ کے نہیں۔۔۔لیڈی کانسٹیبل نے ہیرا کے بال اپنے ہاتھوں میں مظبوطی سے جکڑے کہا تھا کہ ہیرا کی ایک سکسی نکلی تھی۔۔

نہیں مین نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ہیرا نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔

چٹاخ !اس لیڈی کانسٹیبل نے اب کی بار ہیرا کے منہ پر تھپڑ مارا تھا کہ اسکے ہونٹوں سے خون نکالا تھا۔۔۔

اب سچ بتائیں گی کے کچھ اور ہتھیار استعمال کرو۔۔۔وہ غصہ سے غرائ تھی۔۔۔

میرا یقین جانو میں نے کچھ نہیں کیا میں تو یہاں بند ہو میں کیسے۔۔۔اس سے پہلے ہیرا کچھ اور بولتی کہ لیڈی کانسٹیبل نے اس کے منہ پر تھپڑوں کی برسات شروع کی تھی۔۔۔

تجھ جیسی شاعر عورتوں سے ہمارا روز پالا پڑتا ہے یہ مجھے مت سیکھا تو۔۔۔لیڈی کنسٹبل نے اسکے بال اپنے ہاتھوں میں جھکڑے تھے۔۔۔

اے فرا جا کہ میرا وہ والا ہتھیار لے کر جس سے بڑوں بڑوں کی سیٹی گم ہو جاتی ہے اس نے ایسے تو کچھ نہیں بتانا شام میں رپورٹ دینی ہے سر کو۔۔۔لیڈی کانسٹیبل نے اپنی ساتھی کو بولا تھا اور وہ جی میم کہتی ڈانڈا لائ تھی۔۔۔اور پھر اس ڈانڈے کو دیکھتے سچ میں ہیرا کی سیٹی گم ہوئ تھی۔۔۔

ہاں اب سچ بتاتے گی کہ لگاوا ایک ۔۔۔ لیڈی کنسٹیبل نے ڈانڈا اس کو مارنے کے لیے اوپر کو کیا تھا کہ وہ سارا سچ اگلنے لگی ۔۔۔

ہ۔۔ ہا۔۔ ہاں میں نے کیا ہے سب میں نے یہ سارا کھیل کھیلا ہے میرے کچھ ساتھی ہے جو میرے ساتھ یہ کام کراتے ہیں ہم لڑکیوں کو اسمگل کرتے ہیں جس کو میں لیڈ کرتی ہو ۔۔۔ لیکن میرے بند ہونے کے بعد میر ابندہ شفقت ہم سب کام کرتے ہیں ان سب کا اور مجھے میر کو بھی میں نے دشمنی میں زہر دیا تھا اور اپنے ادمیوں سے کہا تھا کہ وہ علیزہ کو اٹھا لے ۔۔۔ جب کچھ پولیس والیوں نے اس پر تشدد اور ڈرا دھمکا کر ساری باتیں گلواہی اور وہ مان گئ تھی اپنی ساری غلطی ۔۔۔

اب تو یہ اپنے اتنے سارے کیے جرم پر صرف پھانسی پر چھوڑ رہے گی۔۔۔لیڈی کنسٹبل نے اسکے منہ سارا سچ سنتے اپنے ساتھ کھڑی لڑکی سے کہا تھا۔۔۔

اخر سزا تو ملنی تھی اسے اور سزا بھی کوئ چھوٹی نہیں پھانسی لگتلنی تھی اسے جتنے وہ گناہ کر چکی تھی یہ تھا اس کا اختتام وہ نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سب کر گئ تھی پر اب وہ پچھتا رہی تھی کیونکہ اسے موت تو نہیں چاہیے تھی وہ اپنے سارے گناہوں پر پچھتا رہی تھی اس نے بھی تو مارا تھا۔۔علیزے ک شوہر۔۔۔زوہیب کا دوست اور علی کا چاچو۔۔ماھمل کا باپ اور۔۔۔ایک بہن سے اسکا بھائ چھینے کی کوشش کی تھی اس کی سزا یہی تھی۔۔۔

****

سر ہمیں جلدی سے جلدی یہ کام مکمل کرنا ہو گا کیونکہ شیخ بہت غصے میں ہے اسے کسی بھی طرح سے علیزہ چاہیے۔۔۔

جب سامنے بیٹھے انسان بہت ہی گندی مسکراہٹ مسکرایا ویسے تو وہ ابھی عدت میں ہے تو عدت میں اسے بیچنا اچھا تھوڑی رہے گا۔۔۔

جب دوسرے والے کے چہرے مسکراہٹ ائی اور بولا کچھ نہیں ہوتا وہ تو شیخ ہے ویسے بھی صرف ایک رات کے لیے ہی تو چاہیے۔۔۔

وہ ادمی گندی سی مسکراہٹ ہنسا اور اپنی جیب سے فون نکالتے اس نے کیسی کو کال کی تھی۔۔۔

مجھے اج رات تک علیزے اپنے پاس چاہیے۔۔۔

اوکے سر ڈن۔۔۔۔دوسرے طرف سے کوئ تعبداری سے بولا تھا

گڈ۔۔۔۔۔اس شخص نے اپنی کمینی مسکراہٹ ہنستے فون بند کیا تھا۔۔۔

سر ویسے اس لڑکی کا ہم کریں گے کیا پھر سے ایک دفعہ آواز ابری۔۔۔

ہم اسے اگے بیچیں گے شفقت بہت ہی گندی مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔

اچھا تو پھر ہم اسے اگے نیچ کر کیا کریں گے پھر سے ایک اور سوال ایا۔۔۔

کیوں تیری بہن ہے بیوی ہے یہ کیا ہے۔۔۔جو تو اتنے سوال جواب کر رہا ہے۔۔۔ شفقت غصہ سے بولا

سر میری تو کچھ نہیں لگتی میں تو بس ایسے ہی دل میں ایک سوال اگیا تھا کہ ہم اس معصوم لڑکی کو اٹھا کیوں رہے ہیں۔۔۔

وہ جو معصوم لڑکی ہے نا اس نے ہماری ماسٹر کو جیل تک پہنچایا ہے اور اب اسے پھانسی بھی لگوا رہی ہے اتنی معصوم ہے وہ خیر اس معصوم پہ پیار بہت اتا ہے مجھے

کیونکہ اس کی وجہ سے مجھے سارا انڈر ورلڈ مل گیا ہیرا کا سارا پیسہ میرے پاس اگیا۔۔وہ ایک شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔

سر مجھ پر اتنا یقین ہی کیوں کرتے ہیں یہاں تک کہ اپ نے اج تک میری شکل بھی نہیں دیکھی۔۔۔

تم ایک واحد انسان ہو جس نے مجھے اج تک نہیں پھنسایا تم میرے ہر کالے دھندے کے بارے میں جانتے ہو پھر بھی نہیں کچھ بولتے اس لیے بھروسہ کرتا ہو۔۔۔۔

سر اپ جیسا نیک انسان میں کیسے بھول جاؤں۔۔۔وہ مسکرایا تھا اچھا چلو اب زیادہ باتیں مت کرو اور فون بند کرو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے فون بند کر دیا تھا جب فون بند ہوتے ساتھ ہی دوسری سائیڈ پر بیٹھا نقاب پوش انسان بہت ہی گہرا مسکرایا تھا جیسے وہ خود شیطانی سوچ رہا ہو۔۔۔

****

رات کا وقت تھا کوئ بالکنی سے کود کر اندر رایا تھا وہ شاہ ہاوس کے ہر کمرے کے سیکریٹ دروازہ اور کھڑکیوں کے بارے میں جانتا تھا۔۔۔وہ کوئ اپنا تھا یا کوئ ایسا جس نے اس گھر کو بہت اچھے سے دیکھا ہو یا پھر کوئ ایسا جو اس گھر میں رہا ہو

کون تھا وہ ! ؟علیزے کھڑکی میں کھڑی تھی جب اسے محسوس ہوا اس کے پیچھے کوئی ہے جیسے ہی وہ پیچھے مڑی اس کے منہ کے اوپر کسی نے رومال رکھا تھا اس نے اپنے اپ کو چھڑانے کی ہر ناممکن کوشش کی تھی لیکن اس رومال میں جو اسمیل تھی وہ اس اسمیل کی وجہ سے وہیں بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔اور اس شخص نے علیزے کا چہرہ بغور دیکھا تھا اور پھر کیسی خیال کے تحت اسے اپنے کہندے پر ڈالتے اپنے ارد گرد دیکھا تھا اور وہاں کیسی کو نا دیکھ کر وہ وہاں سے روانہ ہوا تھا۔۔

جاری ہے۔۔۔

****

صبح کا وقت تھا ماہی ناشتہ کی ٹرے لیے علیزے کے کمرے میں آئی تھی لیکن علیزے اپنے کمرے میں موجود نہ تھی۔۔۔ماہی نے ٹرے بیڈ پر رکھتے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹاتا تھا لیکن اندر سے کوئی اواز نہ ائی تجی ماہی نے ہلکا سا دروازہ کھول کر دیکھا تو اندر واقعی کوئی نہیں تھا علیزے اپنے کمرے گارڈن لانچ کہیں بھی نہیں تھی کہ اب ماہی پریشانی سے بھاگتی ہوئی زوہیب کے پاس ائی تھی جو اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے کام کر رہا تھا۔۔

ز۔۔زوہیب بات سنیں۔۔

جی میری جان ماہی کیا ہوا ہے۔۔۔زوہیب بولا۔۔۔

علیزے اپنے کمرے میں نہیں ہے پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے میں نے سبب جگہ دیکھ لیا ہے وہ کہیں نہیں ہے۔۔۔ماہی روتی ہوئیں بولی تھی زوہیب جو مسلسل لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس کے ہاتھ رکے۔۔۔زہیب کی تو جان ہی نکل گئی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔۔۔وہ بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے اب کھڑا ہوا تھا اور فوراً سے علیزے کے کمرے کی طرف بھاگا جب اس نے دیکھا کہ اندر سچ میں کوئی نہیں تھا زوہیب نے بھی گھر میں ماہی کے ساتھ ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ سچ میں گھر پر کہیں نہیں تھی۔۔۔

زوہیب علیزے کہاں گئی ہو گی۔۔۔ماہی رونا شروع ہو چکی تھی کہ زوہیب نے اسے خود سے لگایا تھا۔۔۔

فکر نہیں کرو میری جان انسو صاف کرو میں پتا کرالوں گا۔۔۔وہ ماہی کو حوصلہ دیتے زوہیب جیب سے فورن فون نکالتے پولیس اسٹیشن کال کی تھی اور انکو سب باتوں سے اگاہ کیا تھا۔۔۔

مسٹر زوہیب اپ سب ہم پر چھوڑ دے ہم پتا لگواتے ہیں اپ کی بہن کا۔۔۔

ہمیں ہیرا نے سارا سچ بتا دیا ہے اسکے کچھ اور ساتھی بھی ہے جن کو اس نے اپ کی بہن کو اٹھانے کو کہا تھا ہم ڈھونڈتے ہیں ایک ساتھی ہے جو ابھی تک لاپتہ ہے زوہیب کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ ہیرا کے ہی ساتھی کا کام ہے زوہیب تو جیسے پاگل ہو گیا تھا۔۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہیرا کا قتل اپنے ہاتھوں سے کر دے پولیس والے نے اسکو ساری بات بتائ تھی۔۔۔

اوکے لیکن مجھے میری بہن سہی سلامت اپنے سامنے چاہیے ان چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر۔۔۔زوہیب نے غصہ سے کہتے فون بند کیا تھا۔۔۔

پہلے اس نے اپنا دوست کھویا تھا اور اب وہ اپنی بہن نہیں کھو سکتا تھا وہ پورے کے پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو حکم دے چکا تھا کہ اس کی بہن اسکو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ڈھونڈنا ہے جب پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ اس کام میں لگ گیا تھا۔۔۔

****

ماما کہاں ہے۔۔۔وہ کہاں گئی۔۔۔ مہمل کا تو رو رو کر برا حال تھا۔۔۔

پہلے اس کے بابا اور اب اس کی ماما اس کو چھوڑ کر چلی گئی جب علی اسے حوصلہ دے رہا تھا۔۔۔

چپ کر جاؤ مہمل مامی مل جائیں گی۔۔۔ علی نے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے مہمل کے انسو صاف کیے تھے۔۔۔

نہیں علی ماما بھی چلی گئی بابا بھی چلے گئیں یہ دنیا بری ہے یہ سب برے ہیں سب نے مجھ سے سب چھین لیا ہے۔۔۔ مہمل کے اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

****

جیسے ہی علیزے کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کالے کمرے میں بن پایا وہ چیخنے لگی...

کھولو!!! کھولو مجھے میں کہتی ہو کھولو مجھے۔۔۔۔

وہ رو رہی تھی وہ بہت زیادہ رو رہی تھی جب اس کے سامنے ایک نقاب پوش ایا اور اس کی سامنے کرسی رکھتا بیٹھ گیا۔۔۔۔

علیزہ جو پہلے چیخ رہی تھی رو رہی تھی اس نقاب پوش کو دیکھ اسکے انسو تھمے تھے اسکی چیخیں رکی تھی وہ خاموش ہو چکی تھی بلکل خاموش اب علیزے اور اس نقاب پوش کے بیچ میں ایک گہری خاموش نے جگہ لی تھی۔۔۔

علیزے کو کچھ محسوس ہو رہا تھا وہ احساس اچھا تھا یا برا یہ وہ پہچان نہیں پا رہی تھی علیزہ کے زہن میں اچانک سے اپنے اور میر کے خوبصورت لمحے گزرے تھے ۔۔۔ وہ اس خوشبو کو محسوس کر سکتی تھی۔۔۔ لیکن وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ الجھ کر رہ گی تھی یہ کون تھا اگر یہ وہی تھا جو وہ سوچ رہی تھی تو پھر وہ کیا تھا جو سب نے اسے بتایا تھا۔۔۔ اور اگر یہ وہ نہیں تھا تو پھر اسکا کیا تعلق تھا اس شخص سے اس خوشبو سے۔۔۔ علیزہ کی انکھوں سے ایک انسو نکل کر گال پر پھسلا تھا۔۔۔ جسے نکاب پوش نے اگے بڑھ کر صاف کرنا چاہا تھا کہ علیزہ نے اپنا منہ دوسری طرف کیا تھا۔۔۔

مجھے چھونا بھی مت سمجھے ورنہ جان سے مار دوں گی۔۔۔وہ بندھی ہوئی تھی لیکن اسکی دھمکی پر وہ مسکرایا تھا۔۔

تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو کون ہو تم !؟علیزہ اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتے خود کو سنبھالتی بولی تھی۔۔۔

اممم پہچان سکتی ہو مجھے تو پہچان لو اور بتاو تمہیں کیا لگتا ہے کون ہو میں۔۔۔ نکاب پوش مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

وہ اواز۔۔۔علیزہ کو کچھ سنی سنی لگی تھی ایک بار پھر اسکے زہن میں ایک سایا لہرایا تھا لیکن یہ وہ نہیں ہو سکتا تھا جو وہ سوچ رہی تھی اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا تھا اور اس نکاب پوش سے مخاطب ہوئ تھی۔۔۔

تم نہایت گھٹیہ کم ظرف انسان ہو تم وہی ہو نا جس نے میرے شوہر کو مارا ہے اب مجھے مارنے ائیں ہو۔۔۔اسکی بات پر اس نکاب پوش کا قہقہہ بلند ہوا تھا اور تھوڑا علیزہ کے کان کے پاس جھکا تھا اور ایک سر گوشی اس کے کان میں کی تھی۔۔۔۔

میں تمہارا کچھ نہیں بہت کچھ لگتا ہوں بس کچھ دیر میں ہی تمہیں سب پتہ چل جائے گا میں تمھارا کیا کیا لگتا ہو سب پتا لگ جائیں گا شاید پھر تم اپنے ایکس شوہر کو

بھی بھول جاو جو کہ مر چکا ہے اب۔۔۔وہ نکاب پوش اسکی انکھوں میں دیکھتے بولا تھاجہاں میر کا مرنے کا سنتے علیزہ کی انکھیں بھرائ تھی۔۔۔۔

م۔۔میرے۔۔میرے شاہ.جی مرے نہیں ہے وہ میرے پاس ہے میرے دل میں ہیں سمجھے تم گھٹیہ مرد اگر ایک بار واپس بولا نا شاہ.جی کو مرا ہوا تو جان سے مار ڈالو گی تمہیں۔۔۔علیزہ غرائ تھی۔۔۔۔

ششش خاموش بلکل خاموش مائیں ڈارلینگ یہاں پر بیٹھ جاؤ اگر ایک لفظ بھی تمہاری زبان سے واپس نکلا تو زبان کاٹ دوں گا۔۔۔نکاب پوش نے اپنے گن علیزے کے چہرے پر رب کرتے کہا تھا کہ علیزہ نے نفرت سے اس شخص کو دیکھا تھا۔۔

تم میری زبان کو ہاتھ تو لگا کے دکھاؤ میں تمہارے ہاتھ کاٹ دوں گی۔۔۔۔وہ شیئرنی بنی بولی تھی جب سامنے والا تو سچ مین حیران رہ گیا تھا کہ وہ یہ وہی علیزے تھی وہ معصوم لڑکی...

میں تم سب کو ختم کر دوں گی تم سبھی ہو نا میرے شوہر کے قاتل میں جانتی ہوں تم سب نے میرے شوہر کو زہر دیا میں تم سب کو چھوڑوں گی نہیں میں بہت بہادر لڑکی ہو کمزور نہیں سمجھنا مجھے اور اگر اپنے شاہ جی کے لیے مجھے تم سب پر گن بھی چلانے پڑی تو میں چلاو گی لیکن تم سب کو خدا کے حوالے کر کے جاو گی۔۔۔علیزہ بولنے پر ائ تو وہ شیر نی کی طرح غراتی چلی گئ۔۔۔

نکاب پوش اپنی کرسی سے اٹھا اور علیزے کے پاس ایا تھا اسے تھوڑی سے پکر کے اسے تھوڑا اوپر کر گیا جس سے علیزہ کا چہرہ تھوڑا سا اوپر ہوا تھا۔۔۔

دیکھو لڑکی میں تمہیں بہت پیار سے سمجھا رہا ہوں مجھ سے زیادہ بد تمیزی کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ میں تمہارا وہ حشر کروں گا جو تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔علیزہ کی انکھوں میں نمی اتری تھی اس کو اسکے شاہ جی کے علاوہ اج تک کیسی مرد نے نہیں چھوا تھا اور اج وہ اس کالے اندھیرے بند کمرے میں اس نکاب پوش نے اسکے چہرہ کو چھوا تھا وہ اسکے بے حد قریب تھا اسے شدت سے میر کی یاد ائی تھی۔۔۔جب وہ نکاب پوش علیزہ کی انکھوں میں انسو نہ دیکھ پایا تھا اور فورن سے اسکا چہرہ جھٹکے سے چھوڑتے پیچھے ہوا تھا جب پیچھے سے اواز ائی۔۔۔۔

چھوڑو اسے۔۔۔اس کو چھونا نہیں یہ شیخ کا مال ہے۔۔۔ شیخ کی پراپرٹی ہے۔۔۔۔

نکاب پوش پیچھے مڑا تو پیچھے وہ درندہ انسان صفت کھڑا تھا جو اسے بیچنے والا تھا۔۔۔

اوتواپ اگے سر یہ دیکھیں میں نے اسے پکڑ لیا ہے۔۔۔ نکاب پوش مسکرا کر بولتا اس شخص کے پاس گیا تھا۔۔۔

جب علیزے نے اس انسان کو دیکھا تو اسے یاد ایا جب وہ پچھلی بار گڈ نیپ ہوئ تھی تو یہ انساں ہیرا کے ساتھ تھا جب وہ سمجھ گئ تھی یہ ہیرا کی ایک نئ چال ہے

۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھے یوں قید کر کے رکھ لو گے۔۔۔ میرا بھائی ابھی بھی زندہ ہے زوہیب بھائی اور میرا شوہر بھی دیکھ لینا مجھے بچا لیں گے وہ اور تم سب کو مار دیں گے۔۔۔

علیزے فخر سے اس درندہ انسان کی انکھوں میں انکھیں ڈالتی بولی تھی۔۔۔۔ سامنے کھڑا انسان مسکرایا تھا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے لڑکی تم کب تک یہاں ہو ! جب تک تمھارا بھائ ائیں گا تب تک ہم تمہیں شیخ کے ساتھ رخست کر دے گے۔۔۔۔درندہ انسان اتنا کہتے واپس سے اپنی کمینی ہنسی ہنسا تھا۔۔۔

جب کیسی نے رومال پر کچھ ڈالتے پیچھے سے علیزہ کے منہ پر رکھا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کچھ اور چند ہی سیکنڈ بعد وہ بے ہوش ہو چکی تھی واپس سے جب سامنے کھڑا نکاب پوش تو غصہ سے میں چلا یا تھا۔۔۔

تم نے اسے ہاتھ کیوں لگایا۔۔۔

وہ اس انسان کو بولا جس نے علیزے کو ابھی بے ہوش کیا تھا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ڈیول تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تمہارے گھر کی عزت ہے۔۔ شفقت اگے اتا بولا۔۔۔

نہیں یہ شیخ کی امانت ہے اور ہمیں اس کی امانت کی حفاظت کرنی چاہیے۔۔۔ نکاب ہوش خود کو سنبھالتے بولا تھا۔۔۔

کہہ تو صحیح رہے پر ہم کیا کر سکتے ہیں یہ لڑکی جتنی خوبصورت ہے اتنی ہی ضدی بھی ہے اگر اس کو خاموشی کرانے کے لیے بے ہوش نا کیا تو اسکی ٹر ٹر سے ہمارے سر میں درد ہونے لگ جائیں گی۔۔۔ شفقت نہ گواری سے بولا۔۔۔

ہاں وہ تو دیکھ ہی چکا ہوں میں۔۔۔وہ یہ کہتا باہر نکلنے ہی والا تھا جب شفقت نے اسے روکا۔۔

تم نہیں اوگے اس کو اس کی منزل تک پہنچانے۔۔۔

نہیں میں نہیں اؤں گا۔۔۔وہ کچھ سوچتے بولا تھا چلو ٹھیک ہے جیسا تم چاہو۔۔۔اس نے کوئی ضد نہ کی تھی اسکو ساتھ لے جانے کی۔۔۔

****

زوہیب نے جیب سے فون نکلتے کچھ سوچتے ایک نمبر ڈائیل کیا تھااوراس پر کال کی تھی کہ دو بیلز کے بعد فون اٹھالیا گیا تھابنا کوئی تمہید باندھے زوہیب غصہ سے غرایا تھا۔۔۔

اسے گڈنیپ کرلیا گیاہے۔۔۔!

جانتاہوں..دوسری طرف سے ایک لفظی جواب ایا۔۔۔۔

شٹ اور تم پھر بھی کچھ نہیں کررہے ہو۔۔۔زوہیب کا غصہ اب ساتوں اسمان پر تھا۔۔۔

اسے کڈنیپ کرنے والا میں ہی ہوں۔۔۔ ٹھنڈا ٹھار لہجہ۔۔۔

اہہہ اچھا۔۔! ایک سیکینڈ میں نے ابھی کیا سنا واٹ اوواؤ یہ تو نیو انفار میشن تھی میں تو جانتا ہی نہیں تھا۔۔۔ زوہیب جسے پہلے جھٹکا لگا تھا اب وہ مسکراتا ہوا بولا تھا۔۔۔

ہاں! فون کی دوسری طرف سے جواب ایا تھا۔۔

اچھاااا ویسے ایک بات بتاو کیا وہ جان گئی! ؟ زوہیب نے سوال کیا تھا۔۔۔

کیا جان گئی! ؟ اس نے ابرو اچکاتے پوچھا تھا۔۔۔

یہی کے اسے گڈنیپ کرنے والا کون ہے!؟زوہیب نے نفی میں سر ہلاتے پوری بات پوچھی تھی۔۔۔

نہیں ابھی تک تو نہیں بہت زضدی بن چکی ہے وہ ان دو ہفتوں میں ہی۔۔۔اس نے ہوا میں اپنا سانس چھوڑے بات مکمل کی تھی۔۔۔

اخر بندی کس کی ہے!؟

زوہیب تمیز سے۔۔۔فون کی دوسری طرف والا انسان غصہ سے بولا۔۔۔

اہھہ اچھا اچھا سوری ائی مین ٹو سے اخر بیوی بھی تو تمہاری ہے اب ضدی ہونا تو بنتا ہے۔۔۔زوہیب نے ایک انکھ ونگ کرتے کہا تھا۔۔۔

ہاں بالکل میر ہادی شاہ کی بیوی ہے تو ایسی تو ہو گی نا مجھے اسکی ہر ضد ہر غصہ دل سے منظور ہے اور مین یہ بھی جانتا ہو اس کو واپس زندگی کی طرف کیسے لانا ہے اس کو کیسے ٹھیک کرنا ہے۔۔۔

فون کی دوسری طرف والا شخص مسکراتا ہوا بولا۔۔۔اسے ماضی کے کچھ پل جھانا ٹے اسکے سامنے ائیں تھے۔۔۔

وہ چیخ و پکار وہ علیزہ کا بے ہوش ہونا۔۔۔اپنے شاہ جی کے لیے ٹرپنا اسکا میر کی مرنے کی خبر سنتے اپنے لیے موت مانگنا ہر رات میر کی تصویر کو سینے سے لگائے گھنٹوں باتیں کرنا اپنے اللہ سے میر کی واپس زندگی مانگنا علیزہ کے تکیہ پر گرتا ہر انسو اسے سب یاد ایا تھا۔۔۔

****

وہ اپنے ماضی کے خیالوں میں گم تھا کہ جب اس کے موبائیل پر بیل ہوئ تھی وہ ان سب سے باہر اتا اپنا فون نکالا تھا جہاں زوہیب کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔

ہاں کیا ہوا ہے پہنچ گئیں !؟اس نے سوال کیا تھا۔۔۔

نہیں ابھی نہیں! زوہیب نے جواب دیا تھا۔۔۔

پھر کال کیوں کی!؟فون کی دوسری طرف والا شخص حیرانی سے بولا۔۔۔

بس تیری اواز سننے کو دل کر رہا تھا!؟زوہیب نے ایک انکھ ونگ کرتے کہا تھا۔۔۔

کیون میری تیری کوئ معشوق اہ جیڑا میری اواز سنڑن لئ فون کریا۔۔۔فون کی دوسری طرف والا شخص پنجابی میں بولا تھا کہ زوہیب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔۔

بن جامین دل و جان سے قبول کرلو گاڈ ونٹ وری! زوہیب مسکرا کر بولا۔۔۔

چل دفع ہو تیری معشوق بننے سے بہتر ہے چولو بھر پانی میں ڈوب مروں۔۔۔

ہاہاہا زوہیب کا قہقہہ گنجا تھا۔۔۔!

اور بھئی کیسا لگ رہا ہے۔۔۔! زوہیب خوشی سے بولا تھا۔۔۔

کیا مطلب!؟ فون کی دوسری طرف والا شخص سچ میں اس گول مول باتوں کو سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

ارے مطلب اپنی بیوی کو گڈ نیپ کر کے نہیں مطلب واؤ انٹر سٹینگ مطلب اپنی ہی بیوی کو کیڈ نیپ کر لیا ہے۔۔۔۔وہ قہقہ لگاتا بولا۔۔۔

ہاہاہاہا چل دفع ہو فون بند کر اور ٹائم پر پہنچ جائیں او کے۔۔۔۔

او کے۔۔۔۔وہ یہ کہتا فون بند کر چکا تھا۔۔۔

\-----------------------

ماضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"دو ہفتہ پہلے دن کے نو بجے میر ہادی شاہ کو ہاسپٹل لایا گیا تھا۔۔۔"

میر کے اپریشن کے بعد ڈاکٹر ان لوگوں کو یہ بتا کر گیا تھا کہ اگر وہ بچ بھی گیا تو وہ کوما میں رہے گا یہاں پھر اس کی آنکھیں کمزور ہو جائیں گی اور ایک پرسنٹ چانس ہے کہ وہ بلکل ٹھیک ہو جائے اس کے کچھ ہی دیر بعد میر کو ہوش آیا تھا اس کے پاس کمرے میں زوہیب اور ڈاکٹر دونوں موجود تھے تو زوہیب فوراً اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

م۔۔می۔۔میر میر تو بلکل ٹھیک ہے م۔۔میں علیزے کو بتا کر آتا ہوں۔۔۔۔وہ ابھی باہر جانے ہی والا تھا کہ میر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے یار کیوں روکا۔۔۔۔۔؟ زوہیب نے سوال کیا تھا

نہیں ابھی کسی کو کچھ مت بتانا سب کو یہ شو کروانا کے میں مر گیا ہوں یہ بلکل صحیح موکا ہے شفقت کو پکڑنے کا۔۔۔میر نے اپنا اکسیجن ماکس اتارتے کہا تھا۔۔۔

کون شفقت!؟زوہیب نے نہ سمجھی سے سوال کیا تھا۔۔۔

وہی شفقت ہیرا کا رائیٹ ہینڈ۔۔۔اس نے اسے اپنی ساری بات سمجھائی جب کی زوہیب جانتا تھا کہ میر بہت ٹائیم سے ہیرا کے گینگ میں ہے ایک نکاب پوش بن کے لیکن اس کے بارے میں نہ ہیرا جانتی تھی نہ کوئ اور اس نے ہیرا کو پکڑوانے سے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ اس نے اسکے موبائیل سے ٹریس کیا ہے جس سے ہیرا کو میر کی چال اچھے سے سمجھ نہیں پائ تھی اب وہ اسکے سارے گینگ کو پکڑوانا چاہتا تھا جس کے لیے میر نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا میر جانتا تھا کہ وہ لوگ اب

بھی علیزے کے پیچھے ہیں تو انہوں نے یہ پلین بنایا تھا یہی وجہ تھی میر کو چند سیکینڈ کے لیے بے ہوش کر کے سب کو اسکی باڈی دیکھائی گئی تھی جس سے سب کو یہی لگا تھا کہ میر سچ میں مر گیا ہے۔۔۔اور اخری لمحوں مین بھی میر کی دیتھ باڈی کو گھر نہیں لایا گیا تھا بلکہ وہی سے ہی دفنا دیا گیا تھا۔۔۔اور اسکے اگے کا سارا پلین زوہیب نے تیار کیا تھا جس پر میر نے ہامی بھری تھی اور اس پلین کو اگیزیکیوٹ کرتے زوہیب نے سب سے زیادہ اچھی ایکٹینگ کی تھی۔۔۔

-----------------------حال-----------------------

وہ لوگ علیزے کو ایک دریہ کے کنارے لے آئے تھے جب کہ اسے اب کچھ کچھ ہوش آنے لگا تھا وہ چلانا شروع ہوئی تھی۔۔۔

چھوڑو مجھے چھورو۔۔۔۔وہ رونے لگی۔۔۔

چھورنے ہی تو جارہے ہیں تمہارے مالک کے پاس۔۔۔شفقت غلازت سے بولا
۔۔۔۔

جب اچانک گولیاں چلنے لگی سب چھپ گئیں کوئ کاڑ کے پیچھے تو کوئ درخت کے پیچھے علیزے وہیں زمین پر درمیان میں بیٹھی تھی وہ ہل بھی نہیں رہی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے تھے۔۔۔

شفقت جو کے ایک کشتی کے پیچھے چھپا ہوا تھا اس کا ایک آدمی اس کے پاس آیا سر پولیس نے ریٹ ماری ہے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے۔۔۔۔۔

نہیں نہیں پہلے اس لڑکی کو اپنے پاس لے کر آؤ۔۔۔۔ وہ چینخا تھا جب کہ شفقت کے سارے آدمی مارے جا رہے تھے پولیس نے بہت اچھے سے انہیں گھیرا تھا ۔۔۔

سر پر۔۔۔ وہ ادمی بولا۔۔

پر ور کچھ نہیں مجھے وہ چاہیے۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا کہ پیچھے سے اس آدمی کو بھی کسی نے گولی ماری اور وہ زمین بوس ہوا تھا پتا نہیں کس نے ماری تھی کچھ پتا نہ

چل سکا جب ایک دم سے خاموشی ہوئی شفقت کو لگا سب مارے گئے ہیں وہ اپنی کشتی کے پیچھے سے باہر نکلا اسے ارد گرد کوئی نظر نہ آیا پر علیزے ابھی بھی وہیں تھی زمین پر جب اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور علیزے کی طرف آنے لگا علیزے زمین پر بیٹھی بیٹھی ہی پیچھے کو ہونے لگی اور وہ اب رونے لگ گئ تھی وہ اس کے پاس آیا اور اس سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کے دونوں ٹانگوں سے خون نکل رہا تھا پتا نہیں وہ چینخ بھی نا پایا کسی نے اس کی ٹانگوں میں لوہے کی ٹرے ڈالی تھی مطلب گولیاں پر بھی تو کوئی آواز نہ آئی تھی گولی چلنے کی جب ایک دم سے اس کے دماغ کے بیچ و بیچ سوراخ ہوا تھا وہ ایک سائیڈ پر گرا تھا علیزے نہ فورن سے اپنی انکھیں میچی تھی وہ انکھیں بند کیے اپنے منہ میں کلمہ پڑھنے لگ گئ تھی وہ اور خوف میں آگئ تھی۔۔۔جب علیزہ کو لگا کسی نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہے اور وہ اس خوشبو کو جان سکتی نتھی محسوس کر سکتی تھی یہ اس کے شاہ کی خوشبو تھی جب وہ جلدی سے پیچھے ہوئی سامنے بیٹھے انسان کو

دیکھتی تو کبھی ساتھ کھڑے کو اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو وہ اپنی انکھوں پہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی وہ ایک پھیکا سا مسکرائی اور سامنے بیٹھے انسان کے گلے جا لگی۔۔۔

ش۔۔شاہ جی ائی لو یو شاہ جی واپس اجائیں نہ پلیز مجھے پتہ ہے یہ میرا خواب ہے اپ روز میرے خوابوں میں اکر مجھ سے ملتے ہیں پر پلیز نہ شاہ جی اپ کی علیزے بہت مس کرتی ہے۔۔۔مجھے اپ سے اصل میں ملنا ہے علیزہ ہچکیوں سے روتے سے روتے میر کے سینے لگی بولی تھی۔۔۔

وہاں پہ بیٹھے میر کا دل کیا کہ وہ مر جائے اس کی علیزے اس سے کتنی محبت کرتی تھی وہ کتنے درد میں تھی۔۔۔اور اس درد اور تکلیف میں اسکا شاہ اسکے پاس نہیں تھا میر کو غصہ ایا تھا خود پر۔۔۔

میں اصل میں ہوں علیزے۔۔۔۔وہ بہت ہی پیار سے اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھااور اسکے انسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیے اسکے چہرے کو بغور دیکھا تھا میر کو اس چہرے پر اج انتہا کا پیار ایا تھا۔۔میر کی قل کائنات ہے اسکی علیزے میر محبت پاش لحجہ میں علیزہ کی انکھوں پر لب رکھتے بولا تھا۔۔

جب علیزے کو تو یقین ہی نہیں ہوا کہ وہ جو سن رہی تھی وہ جو محسوس کر رہی تھی کیا وہ واقعی سچ تھا یہ اس خواب میں ایک اور خواب کیا وہ جب اس پر یقین کرے گی تو واپس اسکی انکھوں کھل جائیں گی اور سب او جھل ہو جائیں گا اس نے اپنے ساتھ کھڑے زوہیب کو دیکھا تو اس نے بھی مسکرا کر سرہاں میں ہلایا تو علیزہ مسکرا کر واپس میر کے سینے سے جا لگی تھی اور انکھوں سے زارو کتار انسو بہہ رہے تھے۔۔۔

ا۔۔اپ۔۔۔اپ اپ کہاں تھے۔۔۔۔۔۔وہ اٹک اٹک کو بول رہی تھی اس سے بولا تک نہیں جا رہا تھا اسے خود کی انکھوں پہ یقین نہیں ا رہا تھا۔۔۔

میں اپنی جان کو ساری بات بتاتا ہو لیکن پہلے اپ او میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھو۔۔۔

وہ اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھے جب وہاں سے بہت سے پولیس افیسرز باہر نکلے میر ہادی شاہ نے نے ہی شفقت کو مارا تھا اس نے اپنی گن سائیلینسر پہ کر کے اسے مارا تھا وہ بہت خاموشی سے اور اپنے ہاتھوں سے ہی اسے مارنا چاہتا تھا۔۔۔جیسے وہ خاموشی سے ہر کام کرتا تھا بلکل ویسے ہی۔۔۔وہ ہر کام خاموشی سے کر کے پیچھے ہٹ جاتا تھا اس لیے تو اسے انڈرورلڈ میں ڈیول کے نام سے جانا

جاتا تھا۔۔۔وہ ڈیول تھا۔۔۔لیکن وہ صرف برے لوگوں کو ہی ختم کرتا تھا وہ ایک اچھا ڈیول تھا۔۔۔وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے تو میر علیزے کو ابھی بھی اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھا اور اسے اہستہ اہستہ ساری بات سمجھا رہا تھا جب وہ سمجھتی بھی جا رہی تھی اور اس نے ایک دم سے اٹھی اور میر کے سینے میں مکے مارنے لگی۔۔۔

اپ مجھے بتا نہیں سکتے تھے۔۔۔اپ بہت برے ہیں شاہ جی میں اب اپ کے ساتھ نہیں رہو گی۔۔۔علیزہ میر کے سینے پر اہستہ سے مکا مرتی بولی۔۔۔۔

اچھا جی کوئ بات نہیں میں رہ لوگ گا اپ کے ساتھ۔۔میر محبت سے بولا تھا وہ جانتا تھا وہ ناراض ہے اور میر کو اپنی علیزے کی ناراضگی اچھے سے ختم کرنی اتی تھی۔۔۔۔

اپ مجھے بتا بھی تو سکتے تھے نہ۔۔۔علیزہ نہ روٹھے پن سے بولی۔۔۔۔

اپ ایکٹنگ کر سکتی تھی۔۔۔۔؟میر علیزہ کو دیکھتے بولا۔۔۔

نہیں نہیں میں ایکٹنگ کیوں کرتی۔۔۔علیزہ نے کہندے اچکاے تھے۔۔۔

اسی لیے تو نہیں بتایا تھا میری جان۔۔۔میر محبت سے بولا تھا اور علیزہ کے بالوں پر لب رکھے تھے کہ علیزہ میر کے سینے میں سر رکھ چکی تھی۔۔۔

اچھا اچھا بس کرے میں بھی بیٹھا ہوں ساتھ میں۔۔۔زوہیب جو کار ڈرائو کر رہا تھا بیک ویو میرر سے پیچھے میر کو دیکھتے شرارت سے بولا تھا۔۔۔

اچھا مجھے لگا ہم تجھے وہی چھوڑائیں۔۔۔میر نے انکھیں دیکھاتے دانت کچکچاتے کہا تھا کہ زوہیب ہنس پڑا تھا۔۔۔

****

پندرہ منٹ بعد وہ سب گھر پہنچے تھے اور ماہی تو پاگل ہو گئی تھی اس کے سامنے اس کا بھائی کھڑا تھا اس کا جان سے عزیز بھائی۔۔۔

محمل اور علی اس وقت گھر پر نہ تھے ماہی نے انہیں ڈرائیور کے ساتھ پارک بھیجا تھا کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ مہمل تھوڑا ان سب سے دور رہے وہ واپس سے کھیلنا شروع ہو جائیں اس کی شرارتیں واپس اجائیں۔۔۔

ماہی اپنے بھائی کے سینے سے لگ گئی جب علیزے مسکرائی وہ جانتی تھی کہ ماہی اپنے بھائی سے کتنا پیار کرتی ہے میر نے بھی اسے اپنے سینے سے لگایا پر یہاں پر کسی کا خون خول رہا تھا زوہیب کا ہاں زوہیب زیادہ جیلس ہو رہا تھا وہ بھی اپنے ہی سالے سے۔۔۔

بس بس پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔۔ وہ ماہی کو اپنی طرف کھینچتا اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔ ماہی اور میر دونوں ہنس دیے تھے۔۔۔

توبہ ہے زوہیب تیری جیلیسی کی! میر نے ہنستے ہوئیں کہا تھا۔۔۔

بھائی بھائی اپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔۔وہ رو رہی تھی۔۔۔

ہاں تمہارا بھائی تم سے محبت نہیں کرتا نا اس لیے دیکھوں مین تمہیں سب بتاتا ہو کیوں کہ میں محبت کرتا ہو اپنی ماہی سے زوہیب نے آگ لگائی تھی اور زوہیب ماہی کا ہاتھ پکڑے اندر کی طرف بڑھ گیا جب پیچھے سے میر صرف مسکرا اتارہ گیا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا وہ کتنا جلیلس ہوتا تھا۔۔۔

میر کو اپنی پارٹنر دیکھنی تھی اپنی مہمل دیکھنی تھی وہ اسے ڈھونڈ رہا تھا جب اس کی نظروں کا تعقب اندر اتی گاڑی کی طرف ہوا جہاں سے ابھی مہمل اپنے پنک

کلر فراک میں ملبوث باہر نکلی تھی اپنے بابا اور ماما کو دیکھ خوشی کے مارے ان کے پاس چینخے مارتے ہوئے بھاگی اور اتے ہی دونوں کی ایک ایک ٹانگ پکڑتے ان سے لگ گئی جب میر کو تو لگا اس کی زندگی ہی واپس مل گئی ہے وہ دونوں کو دیکھ رہا تھا کبھی علی کو تو کبھی مہمل کو وہ دونوں سے ہی بہت پیار کرتا تھا جب علی تھوڑا سا جیلس ہوا کیونکہ وہ کسی اور کے گلے لگی تھی علی تو اتنا چھوٹا تھا وہ اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ اگے تھا وہ بھی فورا سے اگے بڑھا اور میر کی دوسری ٹانگ سے کے ساتھ لگ گیا میر دونوں کو بہت ہی پیار سے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور دونوں کو اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔

****

اگے والی اپیسوڈ اور بھی زیادہ انٹریسٹینگ ہونے والی ہے اس لیے اگر اپ چاہتے ہیں مین کل بھی اپیسوڈ دو تو وڈیو کو لائک کمنٹ شئیر لازمی کر کے گا۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

میں بابا کی پرینسز ہو ماما۔۔۔ مہمل اپنے باپ کی گود میں بیٹھتی اپنے باپ کے گال چومتی بولی تھی جس پر علیزہ نے منہ بنایا تھا۔۔۔

اچھا جی اور میں تو میڈ ہوا پکی اور اپ کے بابا کی علیزہ نہ روٹھے پن سے بولی۔۔۔ جس پر سب نے قہقہہ لگایا تھا میر نے اپنا الٹا بازوں علیزہ کے گرد کرتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

میری جان اپ تو میری کوئن ہے۔۔۔ جس نے مجھے اتنی پیاری سی پرنیسز دی ہے۔۔۔ میر نے علیزہ کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔ماہی اور زوہیب نے انکی ہمیشہ کی زندگی کے لیے خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔۔

مہمل اجاو کھیلنے چلے۔۔۔ علی اپنے ماموں سے جیلس ہوتا بول اتھا جس کو مہمل کب سے بابا بابا کہتی کس کر رہی تھی۔۔۔

نہیں میں بابا پاس رہو گی۔۔۔ مہمل نے ناک منہ چڑا کر کہا تھا۔۔۔ جس پر علی کا منہ بنا تھا۔۔۔

اچھا ماموکو کس تو نہیں کرو۔۔۔ علی نے شکوہ کیا تھا۔۔

کیوں۔۔۔ مکمل نے سوال کیا۔۔۔

کیوں کہ تم کس صرف مجھے کر سکتی ہو۔۔۔ علی مسکرا کر بولا تھااور اٹھ کر مہمل کا ہاتھ تھام کر اسکو اسکے بابا کی گود سے اتارا تھا کہ سب علی کی جرت پر حیران و پریشان دیکھ رہے تھے یہ تھا چھوٹا لیکن اسکی حرکتے بلکل ادمیوں والی تھی۔۔۔

اوے چھوٹے ادمی یہ میری بیٹی ہے۔۔۔ میر شرارت سے بولا۔۔۔

یہ اپکی صرف بیٹی ہے لیکن میلی کزن بھی ہے اور ہونے والی بی بی (بیوی) بھی۔۔۔ علی توتلی زبان میں بولا۔۔۔

ابے او توتلے پہلے بولنا تو سیکھ لے عمر دیکھ اور حرکتے دیکھ اپنی۔۔۔ میر مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

جی ماموں دیکھی ہے چوٹا ہو پر مجھے چھوٹا نہیں سمجھنا میں اپ کو ابھی پورے گھر کی سیر کرا سکتا ہو۔۔۔ علی اپنی انگلی سے ورن کرتا بولا تھا۔۔۔

اچھا جی اور میں تجھے گود میں اٹھا کر زمیں پر بھی گرا سکتا ہو۔۔۔ میر علی کی طرح اسی کے انداز میں بولا تھا۔۔۔

میر اور علی کی لڑائی سب مزے لے کر انجوائے کر رہے تھے جبکہ مہمل کبھی اپنے بابا کو اور کبھی اپنے دوست علی کو دیکھ رہی تھی کہ وہ لڑ کس بات پر رہے ہیں۔۔۔

زوہیب تیرا بیٹا بلکل تیرے پر گیا ہے۔۔۔ ٹھرکی سالا میرے سامنے میری بیٹی کو لائن مار رہا ہے۔۔۔

اور مجھے لگتا ہے اپنے ماموں پر گیا ہے۔۔۔ میں تو بہت شریف ہو۔۔۔ کیوں بھئی ماہی۔۔۔ زوہیب نے میر کو تنگ کرتے ماہی کو بیچ میں ڈالا تھا۔۔۔

جی آپ کتنے معصوم ہے یہ تو کوئی مجھ سے پوچھے۔۔۔ماہی نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔۔

چل بھائی اب تو تیری بیگم نے بھی کہہ دیا ہے تو شریف نہیں ہے۔۔۔میر نے ہنستے کہا تھا۔۔۔

۔ہ۔۔ہاں تو پھر شوہر نے اگر بیوی کے سامنے بھی شریف بن کے رہنا ہے تو کیا فائدہ شادی کرنے کا ایک مدرسہ نہ کھول لے پھر مرد۔۔۔زوہیب نے کہا تھا جس پر میر نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔اور ماہی نے زوہیب کے پیٹ میں ایک ہلکا سا مکہ مارا تھا اسکی ذو معنی بات پر۔۔۔جس پر زوہیب نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے تھے۔۔۔

چل بے اب تو ہینس پرو (heance prove) تیرا بیٹا بلکل تیرے پر گیا ہے۔۔۔ میر نے ایک انکھ ونگ کرتے کہا تھا۔۔۔

ہاں تو میرا بیٹا ہے مجھ پر ہی جاے گا نا۔۔۔ زوہیب نے کھندے اچھے تھے۔۔۔

چل چل۔۔۔ میر نے کہا تھا۔۔۔

اللہ اللہ بس کر دے اپ دونوں کیسے بچو کی طرح لڑ رہے ہیں۔۔۔ علیزے نے میر اور زوہیب کی بات کاٹتے کہا تھا کہ جب دونوں لڑائ سے فارغ ہو کر اپنے اس پاس دیکھا تھا وہ دونوں ہی بچے وہاں سے جا چکے تھے اور لان میں علی مہمل کو

اپنی سیکل کے پیچھے بیٹھاے اسے دنیا کی سیر کرا رہا تھا کہ سب ہنس پڑے تھے۔۔۔

****

چاے پینے گے اپ سب میں اپنے لی بنانے جا رہی ہو۔۔۔ جس پر میر اور زوہیب نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔

میں بھی ساتھ ہی چلتی ہو۔۔ماہی کھڑی ہوتی بولی تھی۔۔

رات کا وقت تھا سب کھانے کی ٹیبل پر موجود پر سکون محول میں کھانا کھا رہے تھے کہ علیزہ نے اپنا کھانا ختم کرتے سب سے پوچھا تھا کہ ماہی اور علیزہ کچن میں چاے بنانے چلی گئ تھی۔۔

اور کچھ سیکنڈ بعد علیزہ چاے بناتے بناتے بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ باہر ڈائیونگ پر باتین کرتے میر اور زوہیب فوراً اندر کچن کی طرف بھاگے تھے۔۔۔ سامنے علیزہ کو بے ہوش دیکھ میر فوراً اس کے پاس گیا تھا اسکا چہرہ تھپتھپایا تھا۔۔۔ لیکن جواب ندارت تھا۔۔۔

زوہیب فوراً ڈاکٹر کو فون کرو۔۔۔ میر نے زوہیب کو کہا تھا اور علیزہ کو اپنی بانہوں کے حصار میں اٹھاتا اپنے روم میں لایا تھا۔۔۔ ماہی پریشانی سے گیس بند کرتی میر کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔

****

ڈاکٹر کیسی ہیں علیزہ کیا ہوا تھا اسے۔۔۔میر پریشانی سے بولا تھا ڈاکٹر تقریباً پندرہ منٹ بعد ایا تھا اور زوہیب اس کو میر کے کمرے کی طرف لے کر بڑھا تھا اور سارے چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے کچھ میڈسن لکھ کر میر کے ہاتھ میں دی تھی۔۔۔

فکر کی کوئی بات نہین ہے بس کمزور ہے کافی دن سے کھانا شاید یہ ٹھیک سے نہیں کھا رہی تھی جس کی وجہ چکرا ئے ہیں اور بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔میں نے انکو نیند کا انجیکشن دیا ہے شاید یہ پانی وغیرہ مانگے تو اپ میں سے کوئی ان کے پاس ہی رہے ورنہ رات میں اٹھ کر چلنے وجہ سے یہ واپس گر سکتی ہے۔۔۔

اہہ او کے ڈاکٹر شکریہ۔۔۔۔ میر نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

شکریہ کی کوئی بات نہیں یہ ہمارا فرض ہے اب مجھے اجازت دیجیے۔۔۔ڈاکٹر نے اپنا بیگ اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

جی ڈاکٹر چلیے زوہیب نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔اور ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لیتا باہر کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔

ماہی تم بھی جاو ارام کرو میں ہو اسکے پاس۔۔۔ میر نے علیزہ کو دیکھتے کہا۔۔۔

پکہ نا بھائ اپ تھکے ہوئیں لگ رہے ہیں اپ سو جائیں میں دیہاں۔۔۔ماہی اس سے پہلے کچھ کہتی میر نے بولا تھا۔۔۔

نہیں میں بالکل ٹھیک ہو تم جاو بس یہ دیکھ لینا مہمل سو گی کہ نہیں۔۔۔

جی بھائ بہتر ماہی اتنا کہتے میر کے کمرے سے نکلتے اس نے بچو کے کمرے کا رخ کیا تھا مہمل کو سکون سے سوتا دیکھ وہ اپنے کمرے میں ائ تھی اسکا دل اداس تھا اسکا رونے کا دل کر رہا تھا۔۔۔

****

ماہی میری جان کیا ہوا ہے اور علیزے۔۔۔۔زوہیب کچھ اور بولتا۔۔۔ماہی اس کے سینے سے الگی تھی۔۔۔

میری جان کیا ہوا ہے۔۔۔؟زوہیب نے ماہی کے بال سہلاتے کہا تھا۔۔۔

زوہیب اپ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گے نا۔۔۔ماہی سوسو کرتی بولی تھی۔۔۔۔

جی میری جان میں ہمیشہ اپ کے ساتھ رہو گا جب تک میری جان ہے جب تک میری سانیس چل رہی ہے تب تک اپ کے ساتھ رہوں گا۔۔۔زوہیب کا ایک ہاتھ مسلسل ماہی کے بال سہلا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ماہی کو اپنے حصار میں لیے ہوے تھا۔۔۔۔

زوہیب میں اپ سے ایک دن کم جینا چاہتی ہو اپ کو پتا ہے میں ڈر گئ ہو شوہر کے بغیر بیوی کی زندگی زندگی نہیں ہوتی بس ایک مجبوری بن جاتی ہے اسکی زندگی۔۔۔ عورت کی سب سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ اسکے شوہر کا حصار ہوتا ہے۔۔۔۔ماہی روتے ہوئیں زوہیب کے سینے لگی بول رہی تھی

میری جان رونا تو بند کرے اپکا زوہیب اپکے پاس ہے اور میں ہمیشہ اپکے ساتھ رہو گا۔۔۔ زوہیب نے ماہی کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے اپنے سامنے کیا تھا اور پھر اسکے انسو صاف کرتے اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔ماہی واپس زوہیب کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

زوہیب مجھے ہمیشہ اپکے ساتھ رہنا ہے اپکے قریب رہنا ہے۔۔۔ماہی بولی۔۔۔

اچھا میری جان میں اپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو گا اپنے قریب رکھوں گا۔۔۔ زوہیب محبت سے بولا تھا۔۔۔

لگتا ہے اج اپ میری جان رومینٹک موڈ میں ہے اگر ایسا ہے تو مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے میں بالکل ریڈی ہو۔۔۔زوہیب شرارت سے بولا تھا۔۔۔

شٹ اپ زوہیب۔۔۔ماہی جھٹکے سے زوہیب سے دور ہوئ تھی اور بیڈ پر بٹھتی اپنی چادر ٹھیک کرتے لیٹ گئ تھی کہ زوہیب کا کمرے میں قہقہہ بلند ہوا تھا

زوہیب ماہی کو دیکھ رہا تھا جو کچھ دیر پہلے اسکے سینے سے لگی رو رہی تھی اب زوہیب کی باتوں سے اسکا چہرہ بلش کرنے لگ گیا تھا اور پھر زوہیب اپنی جگہ پر جاتے بیڈ پر بیٹھتے ماہی کو اشارہ کیا تھا۔۔ماہی زوہیب کا اشارہ سمجھتے اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئ تھی۔۔۔زوہیب سائیڈ لیپ بند کرتے ماہی کو مکمل طور پر اپنے حصار میں لیتے سو گیا تھا۔۔۔

****

میر نے علیزہ کا کنفرٹر ٹھیک کرتے اے سی کا ٹمپریچر نارمل کرتے اپنی جگہ پر ایا تھا اور علیزہ کا سر تکیہ سے ہٹا کر اپنے سینے پر رکھتے اہستہ اہستہ اسکے بال سہلا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد علیزہ کے گلے میں کچھ چبا تھا اس نے پانی مانگا تھا۔۔۔

پ۔۔۔پا۔۔۔پانی شاہ جی۔۔۔علیزہ کو پانی کی شدت محسوس ہوئ تھی۔۔۔میر جس نے ابھی کچھ دیر پہلے انکھیں بند کی تھی علیزہ کی اواز پر انکھیں کھولی تھی سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی ڈالتے اس نے علیزہ کے لبو سے لگایا تھا علیزہ دو تین گھونٹ لینے بعد بس کر چکی تھی میر نے پانی کا گلاس سائیڈ پر رکھا تھا اور علیزہ کی طرف دیکھا جو بے سکونی محسوس کر رہی تھی میر نے اہستہ اواز میں سورہ رحمن کی تلاوت شروع کی تھی

"الرَّحْمَٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔۔۔۔"

اور پھر سورہ رحمن کے اختتام پر اس نے علیزہ کی طرف دیکھا تھا جو نیند میں بھی مسکرا رہی تھی میر کی اواز سچ میں بہت پیاری تھی۔۔۔ میر علیزہ کی پیشانی پر لب رکھتے انکھیں بند کر گیا تھا۔۔۔۔

****

فجر کی ازانوں پر میر کی انکھیں کھولی تھی اس نے گھڑی پر ٹائیم دیکھا تھا جو چھ بجا رہی تھی میر نے اہستہ سے اپنا بازوں علیزہ کے سر سے ازاد کرتے اس پر کنفرٹر ٹھیک کرتے واش روم میں گیا تھا اور پھر کچھ دیر بعد وضو کرتے باہر ایا تھا میر نے المار ی کے اوپر والے خانے سے علیزہ کا جانِ نماز نکالا تھا اور نماز پڑھنا شروع کی تھی۔۔۔ نماز کی اختتام پر میر نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔۔

"یااللہ میں تیرا بہت گناہگار بندہ بشر ہو مجھے معاف کر دے یااللہ یہ دل جیسے تو نے بہت پاک اور شیشہ کی طرح شفاف بنایا ہے اس دل میں اج بھی تیرا ڈر اور تیرے لیے بے انتہا محبت ہے یااللہ تو کہتا ہے تو اپنے بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب رکھتا ہے یااللہ یہ دل جیسے تو شیشے کی طرح صاف اور نازک بنایا ہے اس میں تیری محبت کے بعد اس دل میں اپنی بیوی علیزہ کے لیے محبت ہے اور پھر اپنی بیٹی بہن اور بھائ کے لیے یااللہ میری علیزہ کو ٹھیک کر دے یااللہ یااللہ وہ واپس سے ہستی کھیلتی مسکراتی ہوئی کر دے مجھے میری علیزہ چہکیتی ہوئ شرارتیں کرتی اچھی لگتی ہے مجھے میرے تمام کیے گئیں گناہ کے لیے معاف کر دے جو مین نے جانے انجانے مین کر دیے یااللہ میں تجھ سے اپنی علیزے مانگتا ہو اسکی خوشی مانگتا ہو یااللہ مجھے توفیق دے کہ میں اپنی بیوی کی ہر طرح کی خواہش پوری کر سکو اس کو ہمیشہ خوش رکھ سکو۔۔۔ یااللہ بے شک تو دیتا ہے تو ہی دینے والا ہے یااللہ ہمارے انے والے دن خوشیوں سے بھر دے امیں"

میر نے امیں کہتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور علیزہ کی طرف دیکھ مسکرایا تھا جو پر سکون نیند سو رہی تھی میر نے دعا کے بعد قران کی تلاوت کی اور پھر جان نماز اور قران کو محفوظ جگہ پر رکھتے علیزہ کے پاس ایا تھا جو سو رہی تھی اسکے چہرے پر تنگ کرتی دولٹوں کو میر نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے کان کے پیچھے اڑیستا اور اسکے پاس ہی بیٹھ کر اسے دیکھ رہا تھا جو سوئی ایک معصوم گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

****

صبح کا وقت تھا پرندے چہکتے ہوئیں ایک خوشگوار دن ہونے کا بتا رہے تھے سورج کی کرنیں میر اور علیزہ کے کمرے میں اپنی ہلکی ہلکی روشنی بکھیرتے صبح ہونے پتا دے رہی تھی۔۔۔

میری جان ناشتہ کر لے پھر اپ کو میڈیسن بھی کھانی ہے۔۔۔میر کب سے علیزہ کے سامنے ناشتہ رکھے اسے منا رہا تھا کہ وہ ناشتہ کر لے۔۔۔

مجھے نہیں کرنا۔۔۔علیزہ بچو کی طرح ضد کرتی بولی تھی۔۔۔

اچھا یہ دیکھو سوری کان پکڑ کر سوری میری جان۔۔۔میر نے اپنے ہاتھ کانوں پر رکھتے کہا تھا جس پر علیزہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔۔

مجھے نہیں کرنی بات اپ سے۔۔۔علیزہ نے دوسری طرف منہ کیا تھا۔۔۔

میری جان میں اپ کو بہت ساری چاکلیٹ اور ناول لا کر دوں گا۔۔۔ میر نے اسے بچو کی طرح پچکارتے کہا تھا۔۔۔

اپ مجھے لالچ دے رہے ہیں۔۔۔ علیزہ نے ائبرواوپر اٹھاتے کہا۔۔۔

نہیں میری جان میں سچ میں لا کر دوں گا اپنی جان کو چاکلیٹ اور ناول لیکن پہلے ناشتہ کرو پھر میڈیسن بھی کھانی ہے۔۔۔

نہیں کرنا مجھے ناشتہ میں ناراض ہو اپ سے۔۔۔
علیزہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔

ہمم کر لو تنگ اپ میرا بچہ مجھے لیکن جب میری شہزادی ٹھیک ہو جاؤ گی تب میں

بھی اپ کو بہت بہت تنگ کرو گا میر نے شرارت سے کہتے ہوئے علیزے کے

گالوں پر اپنے لب رکھے تو علیزے نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔ایسے نہیں دیکھے

ورنہ اپ کو اپنے شاہ جی سے عشق ہو جائیں گا اور جی جی جانتا ہوں کہ میں بالکل

بھی اچھا نہیں ہوں بس اپ کو اچانک ہی مجھ سے عشق ہو گیا ہے میں غصہ کرتا ہو

ڈانٹا ہو لیکن جب پیار کرتا ہو تب میری علیزے کو میں اور بھی بہت زیادہ اچھا لگتا

ہو اور جب میرے اس پاس بہت ساری لڑکیاں ہوتی ہے اور میں جب ان سب

کو اگنور کر کے صرف اپنی علیزہ کو دیکھتا ہو تو میری علیزے کو ایسے لگتا ہے جیسے

ساری دنیا کی خوشیاں اسے مل گئی ہو میر نے اس کی مخصوص لائن بولتے اسے

دیکھا تھا جواب مسکرا رہی تھی۔۔۔

میری جان اپ بہت قیمتی ہیں میرے لیے بہت بہت زیادہ قیمتی اتنی کے اگر کوئ مجھ سے اپ کو چھین لے گا تو میں غریب ہو جاوگا۔۔۔میر علیزے کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا تھا علیزے اپکو پتا ہے میں نے فجر کی نماز ادا کی اپ بیمار تھی تو میں نے اپکی جائے نماز پر بیٹھ کر لمبی لمبی دعائیں مانگی۔۔۔میں نے سنا تھا اللہ سے جو مانگو وہ ضرور ملتا ہے اور میں نے اپنے اللہ سے صرف اپکو مانگا علیزے۔۔۔میں اپنے اللہ سے صرف اور صرف اپنی علیزے کی زندگی مانگی اتنی قیمتی ہیں اپ میرے لیے۔۔۔

میر نے جھک ہے علیزہ کی تھوڑی پر لب رکھے تھے اور اج سہی معنوں میں علیزے کا دل علیزہ کی انکھیں اور علیزے کے لب مسکراتے تھے۔۔۔

اپ مجھے واپس کبھی چھوڑ کر تو نہیں جاے گے نا۔۔علیزہ ڈوبڈوبائ انکھوں سے بولی تھی۔۔۔

نہیں میری جان اب میں ہمیشہ اپنی علیزہ کے پاس رہوں گا... چلو اب ہنس دو میری جان میر محبت پالجبہ میں بولا تھا۔۔

اپ کو کون سا فرق پڑتا ہے میں ہنسو رویا مر جاوں اپ ایسے ہی کہتے ہیں پھر اپ اپنی من مانی کرتے ہے۔۔۔علیزہ نے نہ منہ چڑا کر کہا تھا اسکی بات پر میر کی انکھوں میں نمی اتری تھی۔۔

علیزہ یہ بات اپ نے اج کی ہے ائیندہ نہ سنو میں یہ الفاظ اپکے منہ سے "کوئ ساری دنیا کو پھولوں سے بھی سجادے گا ناتب بھی میرے لیے اپکی مسکراہٹ اپکی ہنسی زیادہ خوبصورت ہو گی زیادہ اہم ہو گی۔۔۔

پرومس کرے کچھ بھی ہو جائیں کچھ بھی لیکن اپ اپنی علیزے کو کبھی چھوڑ کے نہیں جاے گے۔۔۔

جی میری جان پکہ پرومس۔۔۔

پنکی پرومس.. علیزہ نے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میر کے اگے کی تھی۔۔۔

جی میرا بچہ پنکی پرومس۔۔۔میر نے مسکراکر اپنے ہاتھ کی بھی چھوٹی انگلی علیزہ کی انگلی میں الجھاتے مسکراکر کہا تھا۔۔۔

اور پھر علیزہ کو خود سے لگایا تھا چلو اب شاباش ناشتہ کرو میر نے بریڈ کا سلائیس علیزہ کے منہ کے اگے کیا تھا جیسے اس نے میر کے ہاتھ سے ہی بچو کی طرح کھایا تھا میر مسکریا تھا۔۔۔۔اور پھر اس کو میڈیسن دیتے ریسٹ کا کہا تھا۔۔۔۔

نہیں مجھے ریسٹ نہیں کرنا میں ٹھیک ہو اور اگر نہیں بھی ہو تو ہو جاو گی۔۔۔

علیزہ نے بیڈ سے اٹھتے کہا تھا۔۔۔

میری جان اگراپ چاہتی ہے اپ کا شاہ ٹھیک رہے تواس کے لیے اپ کا ٹھیک رہنا زیادہ ضروری ہے کیوں اپ ہے تواپ کا شاہ ہے اپ نہیں تواپ کا شاہ بھی نہیں۔۔۔ چلیں شاباش انکھیں بند کرے اور سو جائیں۔۔۔ میر مسکرا کر بولا۔۔۔

لیکن اپ کہا جا رہے ہیں !؟علیزے میر کو اٹھتا دیکھو اسکا ہاتھ تھام کر بولی۔۔۔

میں ایک بہت ضروری کام سے جا رہا ہو بس ابھی اجاو گا تھوڑی سی دیر میں۔۔۔

میر نے علیزہ کی پیشانی پر لب رکھتے کمرے سے باہر نکلا تھا اور زوہیب کو کال کی تھی۔۔۔۔

ہاں تم ریڈی ہو نا گڈ میں بھی بس نکل رہا ہو۔۔۔یہ کہتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا تھا اور جاتے جاتے وہ ماہی کو علیزہ کا خیال رکھنے کا کہنا نہیں بھولا تھا جب اسے گھر کے باہر سامنے ہی زوہیب کی کار نظر ائ تھی اور وہ فورن سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے گاڑ میں بیٹھ گیا تھا اور گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئ تھی۔۔۔

****

گاڑی اپنی منزل پر آکر رکی تھی۔۔۔زوہیب نے گاڑی پارکینگ میں لگاتے میر کے ساتھ اندر کورٹ گیا تھا۔۔۔اج ہیرا کی ہیرینگ تھی جس کے لیے میر کو بھی بطور گواہ بلایا گیا تھا میر اور زوہیب کورٹ کے کمرے میں گئیں تھے جہاں پہلے سے کچھ لوگ موجود تھے۔۔۔میر اور زوہیب اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد جج ائیں تھے جج کے اتے سب نے کھڑے ہو کر انکو سلام کیا تھا اور جج کے بیٹے سب اپنی جگہ پر بیٹھے تھے اور دو لیڈیس کانسٹیبل ہیرا کو اندر لائی تھی۔۔۔وکیل نے ہیرا سے سوالات شروع کیے تھے۔۔۔

اچھا جی مس ہیرا تو میرا اپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اپ نے مارا ہے میر کو اپ نے زہر دینے کی کوشش کی تھی اور میسز میر ہادی شاہ کو بیچنے کا بھی پلین کیا اپ نے ہی بنایا تھا۔۔۔

نہیں نہیں مین نے کچھ نہیں کیا میں تو قید تھی میں کیسے کچھ کر سکتی تھی۔۔۔ہیرا عادت سے مجبور اپنی ساری غلطیوں پر پردہ ڈال چکی تھی لیکن جب اللہ انصاف لینے پر اتا ہے تو کوئی کچھ نہیں کر پاتا۔۔۔

دیکھے مس ہیرا ہمارے ساتھ تعاون کرے اگر اپ سچ سچ بتا دیتی ہے سب تو ہو سکتا ہے کہ کورٹ اپکی سزا میں تھوڑی کمی بیشی کر دے۔۔۔وکیل واپس اپنے انداز میں بولا تھا۔۔۔

نہیں مین نے کچھ نہیں کیا میں بے گناہ ہو۔۔۔ہیرا نے نفی میں سر ہلایا تھا وہاں بیٹھے زوہیب اور میر نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔

یار اب کیا ہو گا یہ تو کچھ ماننے کو تیار ہی نہین ہے۔۔۔زوہیب میر سے بولا تھا جو ہیرا کی باتیں مسکرا کر سن رہا تھا۔۔۔

جب اللہ پر یقین ہو تو اللہ کبھی بے گناہ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کرتا مجھے بھی اپنے اللہ پر یقین ہے۔۔۔میر مسکرا کر بولا۔۔۔

اچھا تو پھر شفقت کون تھا ہم نے تو سنا ہے وہ اپ کا رائٹ ہینڈ تھا۔۔۔وکیل نے ایک اور سوال کیا اب ہیرا کے پسینے چھوٹنے لگے تھے۔۔۔

م۔۔می۔۔۔میں نہیں جانتی کیسی شفقت کو مجھے نہیں پتا یہ کون ہے۔۔۔ہیرا صاف مکری تھی شفقت کو پچانے سے۔۔۔

اوکے جج صاحب میں اپنے ایک گواہ کو بلانا چاہتا ہو مجھے امید ہے انکو دیکھنے کے بعد انکی گواہی کے بعد سب کو پتا چل جائیں گا کون سچ بول رہا ہے کون جھوٹ کیا اپ کی اجازت ہے!؟ وکیل نے جج کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

جی۔۔۔جج نے وکیل کو اجازت دی تھی۔۔۔

اوکے میرے پہلے گواہ مسٹر شاہ اپ تشریف لا سکتے ہیں پلیز۔۔۔اور وکیل کے کہنے پر میر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا اور ہیرینگ میں جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔میر کو دیکھتے ہیر اافریدی کو اپنی انکھوں پر یقین نہیں ارا ہا تھا وہ اپنا سر اپنے بال نوچنے کو تھی میر ہیرا کو دیکھ مسکرایا تھا اور ہیرا جیسے پاگل ہونے کو تھی۔۔۔اسکو ایسے لگ رہا تھا جیسے سب ایک خواب ہو۔۔۔

م۔۔ می۔۔ میں نے تو اسے مار دیا تھا اسے زہر دیا تھا یہ کیسے بچ گیا یہ بچ کیسے گیا مجھے اسے مارنا ہے۔۔۔ ہیرا اپنے ازلی روپ میں اتی پاگلوں کی طرح بولی تھی وہ اپنے بال نوچ رہی تھی جب لیڈی کانسٹیبل نے ہیرا کو دونوں طرف سے پکڑا تھا۔۔۔

جج صاحب اب تو اپ کو سچ معلوم ہو گیا ہو گا میر ہادی شاہ بلکل درست ہے ہیرا جنہوں نے تین تین جانوں کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی کورٹ چاہتی ہے ہیرا افریدی کو سخت سے سخت سزا ہو۔۔۔

میر زوہیب کے ساتھ جا کر واپس بیٹھ گیا تھا ہیرا اپنے اپ کو چھڑانے کی ناممکن کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

کورٹ ہیرا کے منہ سے سب سچ جاننے کے بعد ہیرا افریدی کو تین جانوں کے ساتھ کھیلنے اور مارنے کی کوشش کرنے کے جرم میں سزائے موت دیتی ہے جج نے کہتے اپنا قلم توڑ دیا تھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا زوہیب اور میر ایک دوسرے کو دیکھ مسکرا اٹھے بے شک اللہ بہت رحم فرمانے والا ہے میر کے لبو سے بے ساختہ خدا کا چکر نکلا تھا اس رب زات نے اس کے مجرم کو اسکی سزا تک پہنچا دیا تھا لیڈی کنسٹیبل ہیرا کو لے جا چکے تھے میر نے زوہیب کو ہگ کیا تھا وہ اج بہت خوش تھا بہت زیادہ خوش اس نے اپنی علیزہ کے مجرم کی سزا اسے دلوا دی تھی۔۔۔

اچھا اب چل پیچھے ہو جا رومینٹک ہونے کی ضرورت نہین میری بیوی میرا انتظر کر رہی ہے۔۔۔زوہیب شرارتی انداز مین بولا تھا کہ میر پیچھے ہوتا زوہیب کو

ایک چپت رسید کی تھی اور اپنی گاڑی میں بیٹھتے گھر کے لیے روانہ ہوئیں تھے۔۔۔

****

علی اور مہمل کھیل رہے تھے جب علی نے مہمل سے سوال کیا تھا۔۔۔

تم مجھ سے شادی تلو گی۔۔۔ علی اپنی توتلی زبان مین بولا تھا۔۔۔

نی.. مہمل مسکرا کر بولی۔۔۔۔

دیکھ کر لے نامیں تر کو تر تورے دلاوگا۔۔۔ علی رونے والا ہوا تھا۔۔۔

اس لیے تو نی ترنی میری اس ایان سے لیس میں بات ہو گئ ہے۔۔۔ مہمل ہستی ہوئ بولی۔۔۔

میں مار دوگا ایان کو۔۔۔ علی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا اور گھر میں چلا گیا تھا کہ پیچھے مہمل ہنسنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ہائے یہ معصوم بچہ کتنے کیوٹ ہوتے ہیں نا۔۔ یہ جو ابھی دونوں اپنی اگے کی پلین کر رہے تھے کون جانتا تھا ان دونوں کے ساتھ کیا ہو گا زندگی ان کے ساتھ کیا کھیل کھلے گی کیا ہو گا ان معصوم بچوں کا۔۔۔۔

****

طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔ماہی کمرے میں اتی بولی تھی۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔علیزے نے اپنا ناول سیلفائیٹ سائیڈ پر رکھتے کہا تھا۔۔۔

کچھ کھاو گی لے کر او۔۔۔ماہی علیزہ کے پاس بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔۔

نہیں یار بھوک نہین ہے۔۔۔علیزہ نے منہ بنایا تھا۔۔۔

اچھا میڈم اب جلدی سے ٹھیک ہو جاو پھر بہت سی شراتیں کرنی ہے ہم نے پتا ہے کتنا ڈرا دیا تھا تم نے علیزہ مجھے۔۔۔

ہاہاہا یار راس معصوم شکل سے بھی کوئی ڈر سکتا ہے کیا۔۔۔علیزہ ہنستے ہوئیں بولی۔۔۔

میں اج کی نہیں کل کی بات کر رہی ہو۔۔۔کال رات کی بات کر رہی ہو۔۔۔ماہی نے منہ بنایا تھا۔۔۔

ہاہا اچھا ٹینشن نہیں لیا کرو اتنی جلدی جان نہیں چھوڑو گی تمھاری۔۔۔

اللہ تمہیں لمبی زندگی دے میری جان اور ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو۔۔۔ماہی مسکرا کے بولی تھی۔۔۔

ماماماما میکو اپ سے بات کرنی ہے ! علی بھگتا ہوا ماہی کے پاس ایا تھا۔۔۔

کیا ہوا بچہ مہمل کہا ہے ! ؟ ماہی نے سوال کیا تھا۔۔۔

وہ کھیل رہی ہے گارڈن میں اپ میرے ساتھ باہر چلو میکو بات کرنی ہے۔۔۔

بچہ یہی کر لو میں مامی کے پاس ہو نا ابھی۔۔۔

ماما بہت ضروری بات ہے تلو نا ساتھ مین۔۔۔ علی نے ضد کرتے کہا تھا۔۔۔

ماہی سن لو بیچارے کی بات علیزہ نے کہا تھا جس پر ماہی کھڑی ہوئ تھی اور اپنے بیٹے کو گود میں اٹھاتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی کہ علیزہ مسکرادی تھی۔۔۔

****

ماہی علی کو لیکر گارڈن میں آگئی تھی کرسی کھینچ کر علی کو بیٹھاتے دوسری کرسی علی کے سامنے کرتے وہ خود بیٹھی تھی۔۔۔۔

جی تو ماما کی جان کو کیا بات کرنی تھی ماما سے ؟

ماہی نے مسکرا کے اپنے بیٹے کو دیکھا جو اپنے ہاتھوں سے کھیل رہا تھا۔۔۔

ماما آپ بہت اتھی (اچھی) ہیں۔۔۔

علی نے مسکا لگانا شروع کیا تھا جس پر ماہی ہنس دی تھی۔۔۔

ماما کا بیٹا بہت اچھا ہے اس لیے ماما اچھی ہیں۔۔۔

ماما آپ کو مہمل کیسی لگتی ہے؟ علی نظرے جھکا کر بولا

ہاہا مہمل تو مجھے بلکل گڑیا لگتی ہے۔۔۔ماہی مسکرا کر بولی۔۔۔

پھر آپ اس سے میری شادی کروادیں۔۔۔۔ماہی جو مسکرا رہی تھی یکدم سیریس ہوئی تھی۔۔۔

علی بچے کیسی باتیں کر رہے ہو ابھی تو آپ چھوٹے سے بے بی ہو۔۔۔ماہی علی کو دیکھ بولی۔۔۔

نی ماما میں بلا ہو گی ہو ! علی بضد تھا۔۔۔

اور یہ کس نے کہ اپ سے !.ماہی حیران ہوتی بولی۔۔۔۔

بابا نے بابا کہتے ہیں میں بلا ہو گیا ہو ! ؟ علی معصومیت سے بولا۔۔۔

اپکے بابا اجائیں پھر میں انکو ٹھیک کرتی ہو۔۔۔ماہی غصہ سے بولی۔۔۔

تو ماما بابا بیمار ہیں تا۔۔۔ علی بولا۔۔۔

جی ! اس لیے تو اپ کو اسی باتیں سیکھا رہے ہیں۔۔ماہی کچھ سوچتے بولی تھی۔۔۔

ماما لیکن مجھے مہمل بہت پسند ہے۔۔۔۔یکدم علی کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے۔۔۔

اچھا رو کیوں رہے ہو۔۔۔ماہی پریشان ہوتی بولی۔۔۔

کیوں کے علی کو مہمل پسند ہے۔۔۔ماہی اب مسکرائی تھی لیکن پھر تھوڑا مصنوئی غصہ چہرے پر سجائے بولی۔۔۔

اپنے دماغ سے یہ بات نکال دو علی پہلے بڑے ہو جاؤ سہی سے پھر سوچیں گے اس بارے میں۔۔۔ماہی کا اتنا کہنے کی دیر تھی علی اپنی کرسی سے اتر کر دور جا کھڑا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں آپ سے بات نہیں کروں گا کبھی بھی۔۔۔ماہی اسکی بات پر حیران ہوئی تھی وہ چوٹا سا تھا اور بات کیا کر دی تھی اس نے۔۔۔

یہاں آؤ ماہی نارمل ہوئی تھی فوراً۔۔۔

علی نے نا کا اشارہ کیا۔۔۔

اچھا یہاں تو آؤ تمہیں مہمل کا بتاتی ہوں کے کیسی لگتی وہ۔۔۔ مہمل کے نام پر وہ جلدی سے ماہی کی گود میں بیٹھا تھا علی کی اس حرکت پر ماہی دل سے مسکرائی تھی۔۔۔

مہمل بہت پیاری ہے اور مجھے بہت پسند ہے لیکن بیٹا ابھی آپ دونوں چھوٹے ہو بڑے ہو گے نا پھر آپ دونوں کی شادی کر دیں گے ابھی آپ نے پڑھنا ہے بڑے ہونا ہے۔۔۔ماہی نے پیار سے سمجھانے کا سوچا تھا۔۔۔

لیکن ماما اگر مہمل کو کوئی اور اچھا لگ گیا۔۔۔ علی بولا۔۔۔

اللہ اللہ تمہارے ذہن میں یہ سب آیا کیسے۔۔۔اہی جتنا حیران ہوتی کم تھا اس کا بیٹا باتیں ہی ایسی کر رہا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا آپ میری شادی کروائیں مہمل سے بس بات ختم۔۔۔لی موڈ میں ہی نہیں تھا ماہی کی سننے کو۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے بابا سے بات کرتی ہوں آپ کے۔۔۔ماہی نفی میں سر ہماری بولی۔۔۔

جلدی کریں پھر میں مہمل کو بتاؤں گا۔۔۔ علی خوش ہوتا بولا۔۔۔

بلکل نہیں جب ماما بولیں گی آپ تب بتایں گے۔۔۔ماہی نے علی کو سمجھایا تھا۔۔۔

اوکے ٹھیک آپ بابا سے جلدی بات کرنا۔۔۔ علی معصومیت سے ماہی کے ہاتھ

پر اپنا ہاتھ رکھتے وہ خوشی سے بولا تھا جیسے کل ہی اسکی اور مہمل کی شادی ہو جائے

گی جبکے ماہی تو حیران بیٹھی تھی۔۔۔

****

ماما تیسی ہو اپ! مہمل اپنی ماما کے کمرے مین اتی بیڈ پر بیٹھی اپنی توتلی زبان میں

بولی تھی۔۔۔۔

جی ماما کی پرینسز ماما بلکل ٹھیک ہے ماما کو کیا ہونا۔۔۔علیزہ نے مہمل کے گال

چومے تھے۔۔۔

بابا صبح پھوپھو سے کہہ رہے تھے اپکا خیال رکھنے کو مین نے بابا سے پوچھا تو انہوں نے کہا اپ کی طبیعت ٹھیک نہین ہے۔۔۔ مہمل معصومیت سے بولی۔۔۔

اچھا ماما کی جان ماما اب بلکل ٹھیک ہے۔۔۔ علیزہ مسکرا دی تھی۔۔

ماما اپتو پتا ہے علی مجھ سے کہہ رہا تھا مجھ سے شادی کا۔۔۔ مین نے منا کر دیا۔۔۔ مہمل بولی۔۔

ہاہاہا اچھا کیوں !؟ علیزہ ہنس دی تھی۔۔۔

کیوں کہ ماما ابھی تو ہم چھوٹے ہیں نا۔۔۔ مہمل علیزے کو دیکھتے بولی۔۔۔

جی بلکل ماما کی سمجھدار بیٹی۔۔۔علیزہ ہنس دی تھی اپنی چھوٹی سی دادی اماں کی باتون پر۔۔۔

جی اس لیے لیکن وہ ناراض ہو گیا ماما اپ کی مہمل سے۔۔۔ مہمل رونے والی ہوئ تھی۔۔۔۔

کوئ بات نہیں مان جاے گا اپ اداس نہیں ہو۔۔علیزہ نے مہمل کے گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے کہا۔۔۔۔

اوکے ماما اپ نے میڈیسن لی۔۔۔ مہمل اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی ماما کا چہرہ پکڑے بولی۔۔۔

جی ماما کی جان لی ہے۔۔۔علیزہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔

اوکے ماما اپ سو جاو میں علی کو سوری بول کر اتی ہو۔۔۔ مہمل اپنی جگہ سے اٹھتی بولی تھی۔۔۔

ہاہا اوکے۔۔۔علیزہ بولی تھی۔۔۔۔

****

علی اپنے کمرے کے اندر آ کر بیٹھ گیا تھا جب مہمل بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھی۔۔۔۔

علی سولی میں تو مزاق تر رہی تھی میری بات سن لو۔۔۔۔ مہمل معصومیت سے بولی تھی

جب علی نے اسے صاف صاف اگنور کیا تھا وہ اب بھی غصے میں تھا اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کہ وہ اسے ایسے کیسے کہہ سکتی ہے کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گی اور ایاں سے شادی کرے گی علی وہ ہمیشہ سے ہی ایان بہت برا لگتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ مہمل کے پیچھے پیچھے رہتا تھا جب وہ اس کی طرف موڑی اور اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔۔

یار سوری نہ میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔

جب علی بولا مجھے ایسا مزاق بالکل نہیں پسند ائیندہ کے بعد میں تمہارے منہ سے ایان کا نام بھی نہ سنو۔۔۔ علی کی بات سن مہمل نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

****

وہ دونوں گھر جا رہے تھے جب زوہیب کو بھوک لگی تو اس نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے پاس روکی اور دونوں گاڑی سے باہر نکلتے ریسٹورنٹ میں جا کر بیٹھ گے وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔۔

جب ان کے سامنے والے ٹیبل پر ایک لڑکی اکر بیٹھی تھی۔۔۔جب زوہیب اس لڑکی کو خد کو دیکھتا پا کر اسے اگنور کرتے نظرے جھکا کر بولا۔۔۔

کاش میں تھوڑی دیر اور انتظار کر لیتا۔۔

کیوں تو نے انتظار کیوں کرنا تھا۔۔۔میر کو کچھ سمجھ نہ ائ تھی اس بات کی اس لیے اس نے سوال کیا تھا۔۔

یار دیکھ جب انسان شادی شدہ ہو جاتا ہے نا اسے پیاری پیاری لڑکیاں نظر اتی ہیں اور ابھی مجھے ایک پیاری سیٹر کی نظر ائی ہے۔۔۔

زوہیب جان بوجھ کے جھوٹ بول رہا تھا اس نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تک نہ تھا وہ لڑکی کب سے زوہیب کو دیکھ رہی تھی لیکن زوہیب نے ایک نظر بھی اس لڑکی پر نہیں ڈالی تھی وہ اس لڑکی کو خود کو دیکھتا پا کر زوہیب کے زہن میں شرارت ائ تھی تو اس نے میر کے ساتھ پرینک کرنے کا سوچا۔۔۔

رک تو پتر میں ابھی ماہی کو فون کرتا ہوں۔۔۔۔ میر نے فون نکالا تھا جب جلدی سے زوہیب نے اس کا موبائل پکڑا تھا۔۔۔

اوئے اللہ دے بندیا مت کر میں اسے دیکھ بھی نہیں رہا اسے وہی لڑکی مجھے گھور رہی ہے میں تو بس مزاق کر رہا تھا اپنی بہن کو نہ دسی ایویں تیری بہن نے مجھے اتنا مارنا ہے اتنا مارنا ہے کہ تو سوچ نہیں سکتا ایسے لگتا ہے جیسے پولیس سے ٹریننگ

لے کرائی ہے لگتی معصوم ہے لیکن میرے معاملے میں اور میرے سامنے شیرنی بن جاتی ہے۔۔۔زوہیب نے کہا تھا۔۔۔

او مطلب تو میری بہن سے مار بھی کھاتا ہے۔۔۔میر ہنسا تھا۔۔۔

ہاں کبھی کبھار کھالیتا ہوں۔۔۔۔زوہیب کتنی معصومیت سے بولا تھا۔۔۔میر کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔۔

زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں تو بھی میری بہن سے ڈرتا ہے۔۔۔۔یہ مت بھول۔۔۔زوہیب نے کہا تھا۔۔۔

ڈرتا نہیں ہو بس میری بیوی ہے اسکی بات کا مان رکھتا ہو۔۔۔میر نے کہا تھا۔۔۔

چل چل جھوٹا۔۔۔زوہیب نے ایک انگلی سے اسے ورن کرتے کہا تھا۔۔۔

جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور ان دونوں کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔۔

****

رات کا وقت تھا سب کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے جب ماہی نے پہلے علی کو دیکھا پھر ایک گہرا سانس لیتی بولی۔۔۔

مجھے آپ لوگوں سے بات کرنی ہے۔۔۔؟

کیسی بات !؟علیزے نے نہ سمجھی سے سوال کیا تھا۔۔

علیزے مجھے تم سے ایک بت پوچھنی ہے۔۔۔ماہی علیزے کی طرف متوجہ ہوتی بولی تھی اسے سمجھ نہیں ارہا تھا وہ بات کیسے اسٹارٹ کرے بات بھی وہ جس کے لیے وہ خود ابھی تیار نہ تھی لیکن علی کی ضد کے اگے ہار گئ تھی۔۔۔

جی جی بولیں کیا بات ہے پریشان لگ رہی ہو اپ۔۔۔علیزہ مسکرا کر ماہی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی بولی تھی۔۔۔

علیزے اگر میں تم سے کچھ مانگو تم سے تمھاری کوئی پیاری چیز کیا تم مجھے وہ دو گی !؟ ماہی نے علیزے کو دیکھتے سوال کیا تھا جس پر پہلے بھی مسکراہٹ تھی اور سوال سنے کے بعد بھی اسکا چہرہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

ہاں جی ضرور کیوں نہیں میرے لیے اپ سے زیادہ اہم کوئ نہیں ہے اپ میری بہن ہے۔۔۔ علیزے پہلے کی ہی طرح مسکرا کر بولی۔۔۔

اور بھائی اپ۔۔۔ کیا اپ دے گے اپنی کوئ پیاری چیز اگر میں مانگو گی تو۔۔۔ ماہی اب کی بار میر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

کیاہوا ہے ماہی بتاونا۔۔۔زوہیب نے ماہی سے سوال کیا تھا اس کو سمجھ نہیں ارہی تھی اس کے عجیب سوال کی۔۔۔

بتاتی ہو پہلے بھائ اپ بتائیں نا دے گے اپ۔۔۔!؟ماہی نے اپنا پرانا سوال واپس دہرایا۔۔۔

جی گڑیا ضرور کیوں نہیں۔۔۔!میر ہاں میں سر ہلاتا ہوا بولا تھا۔۔۔

تو پھر سنیں میں مہمل کا رشتہ مانگنا چاہتی ہوں علی کے لیے پلیز بھائ انکار نہ کریے گا۔۔۔ماہی التجایا بولی۔۔۔جب وہاں بیٹھے زوہیب میر اور علیزے سبھی پریشان رہ گئے تھے۔۔۔

ماہی ہم سب ساتھ ہی تو رہتے ہیں اور انشاءاللہ آگے بھی ساتھ ہی رہے گے تو پھر ایسا کیوں کرنا ہے۔۔۔علیزے پریشانی سے بولی تھی۔۔۔

علیزہ میں جانتی ہو میں نے بہت عجیب بات کی ہے لیکن میں تم سے یہ بات بہت دیر سے کرنا چاہتی تھی میں نے علی اور مہمل کو دیکھا ہے وہ بہت اچھے سے ایک ساتھ رہتے ہیں تو اس لیے اور علی بھی مہمل کو پسند کرتا ہے۔۔۔

ماہی کی بات پر لاونج میں خوشی پھیل گئی تھی زوہیب ماہی کو دیکھ رہا تھا اور سائیڈ پر بیٹھا علی سب کے ریکشن نوٹ کر رہا تھا۔۔۔اس خاموشی کو میر نے توڑا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے علی مجھے بھی بہت پیارا لگتا ہے جیسے اپ کے لیے ہماری مہمل ہے ویسے ہی ہم لوگوں کے لیے اپکا علی ہے مجھے۔۔۔میں بھی یہی چاہتا تھا لیکن بچو کے بڑے ہونے کا انتظار کر رہا تھا لیکن جب ماہی نے یہ بات کی ہے تو مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔

لیکن میر یہ دونوں ابھی بہت چھوٹے ہیں۔۔۔زوہیب نے کہا تھا۔۔۔

ابھی صرف ہم لوگ ان دونوں کی منگنی کریں گے اور منگا یا تو بچپن میں بھی ہوتی ہے اس لیے یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔میر نے علیزہ کے بالوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے ہلاتے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

سچ ماموں! علی خوشی سے چیخا تھا جب مہمل کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں ارہی تھی کہ بات کیا ہو رہی ہے۔۔۔ علی مہمل سے بڑا تھا اور اسکا زیادہ تر وقت اپنے ماموں اور بابا کے ساتھ گزارتا تھا اس لیے اسے ان سب رشتو کی عقل سمجھ تھی۔۔۔ علی ان سب چیزوں کو سمجھ رہا تھا۔۔

کھانے کے بعد سب گارڈن میں بیٹھے چائے پی رہے تھے ہلکی ہلکی سردیوں کی ہوا چل رہی تھی ہلکی ہلکی سی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئ تھی۔۔۔ کھانے کے بعد بچو کو سلا دیا گیا تھا۔۔۔ شاہ ہاوس میں خوشی کا ماحول طاری ہوا تھا سب ہنس رہے تھے مسکرا رہے تھے۔۔۔ انہوں نے جمعہ کا مبارک دن رکھا تھا علی اور محمل کی منگنی کے لیے۔۔۔

****

گھڑی رات کے گیارہ بجا رہی تھی میر بیڈ کراون سے ٹیک لگائیں بیٹھا تھا اور علیزہ میر کے سینے پر سر رکھے اسکی شرٹ کے بٹوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اور میر علیزہ کے بال سہلا رہا تھا۔۔۔جب علیزے کیسی خیال کے تحت میر کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

شاہ جی !

جی جان شاہ۔۔۔میر مدھم لیکن محبت سے چور لحجہ میں بولا تھا۔۔۔

اتنی جلدی ہاں کر کے کیا ہم نے ٹھیک کیا ہے۔۔۔علیزہ نے سوال کیا تھا وہ ڈر رہی تھی۔۔۔

جی میری جان ہم نے ٹھیک کیا ہے۔۔۔ابھی تو صرف منگنی ہو گی اور مجھے نہیں لگتا کہ اس میں کوئی برائی ہے اپ پریشان نہ ہو۔۔۔میر علیزہ کے ماتھے میں بھوسا دیتے بولا تھا۔۔۔

وہ اسے سکون پہنچانا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ایک ماں تھی اور ماں بیٹیوں اور ان کے نصیبوں کے لیے تھوڑا پریشان ہوتی ہے اور علیزہ بھی اپنی مہمل کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

جی ٹھیک کہہ رہے ہیں اپ شاہ.جی اس میں کوئی برائی نہیں ہے میں خوش بھی میری بیٹی میرے سامنے رہے گی۔۔۔وہ بے حد خوش دلی سے بولی تھی اور پھر اس نے میر کے دل کے مکام پر لب رکھے تھے۔۔۔

جی میری جان اپنے اللہ پر بھروسا ہے نا۔۔!؟میر علیزے کے بالوں پر بوسہ دیتے بولا۔۔۔۔

خود سے زیادہ۔۔۔علیزہ مسکرادی تھی۔۔۔

****

کہتے ہیں نا جب خود سے زیادہ اللہ پر بھروسہ ہو تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے ان کی زندگی میں کتنی پریشانیاں تھی اللہ نے صرف ایک جھٹکے میں انہیں ایک خوشی دے کے ساری پریشانیاں دور کر دی تھی وہ سب کچھ بھول گئے تھے ان کے ساتھ ماضی میں کیا ہوا وہ سب بھول گئیں تھے۔۔۔

وہ اللہ ہی ہے جو ہمیں بہتر فیصلہ دیتا ہے ہم اس وقت تو اس فیصلے کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں پھر جب ہمیں لگتا ہے کہ وہ فیصلہ ہمارے اللہ نے ہمارے لیے کیا ہے وہ ٹھیک ہے تو ہم اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرتے ہیں کیونکہ تب ہمارے پاس عقل نہیں ہوتی پھر اللہ ہمیں اس چیز کو عطا کر کے بتاتا ہے کہ وہ تمہارے لیے غلطی تھی جسے میں نے تم سے دور کیا اور جو میں اب دینے والا ہو یہ تمہارے لیے صحیح ہے اسی لیے تو کہتے ہیں خود سے پہلے اللہ پر بھروسہ ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

****

زوہیب اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا جب ماہی اس کے پاس اکر بیٹھی تھی۔۔۔

زوہیب!!۔۔۔

جی ملکہ دل حکم۔۔۔زوہیب مسکرا کر بولا۔۔۔

زہیب مجھے اپ سے بات کرنی ہے۔۔ماہی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیون کو ایک دوسرے میں الجھائیں بولی تھی۔۔۔

جی میری جان کیا بات ہے۔۔۔زوہیب لیپ ٹاپ سے دھیان ہٹاتا اس کی طرف متوجہ ہوتے بولا تھا۔۔۔

یہی کہ میں نے اچھا کیا ہے کیا!؟علی کی ضد کو پورا کر کے!؟ماہی پریشانی سے بولی۔۔۔

ہمم ہاں بالکل تم نے اپنے بیٹے کی خواہش پوری کی اور اس میں کچھ غلط نہیں ہے اس سے پہلے وہ کیسی غلط راستہ پر جاتا ہم نے اسکی خواہش کو پورا کر کے اسے ایک محفوظ رشتہ میں بندھا ہے۔۔۔زوہیب نے ماہی کو خود سے لگاتے سمجھاتے کہا تھا۔۔

لیکن زوہیب میرا دل ڈر رہا ہے لڑکے بڑے ہو کر بدل جاتے ہیں اگر علی کو کوئی اور پسند آ گئی تو۔۔تو میں کیا کروں گی مہمل کا دل ٹوٹ جائے گا نا۔۔۔ماہی نے اپنا خدشہ بیان کیا تھا۔۔۔۔

نہیں اللہ پر بھروسہ رکھو ایسا کچھ نہیں ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو پھر میں علی کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔۔۔۔۔زوہیب پر سکون لہجہ میں بولا تھا۔۔۔

جی یہ اچھا آئیڈیا ہے اگر علی نے فیوچر میں ایسا کچھ کیا اس نے مہمل کا دل توڑا تو میں علی کو جان سے مار دوں گی۔۔ماہی کے دل میں جیسے کوئی اطمینان سا اترا تھا وہ اپنے بیٹے کو بھی مارنے سے گریز نہ کر رہی تھی وہ دونوں ہی اللہ سے بہت قریب تھے وہ دونوں ہی بے وفاؤں سے نفرت کرتے تھے تو وہ کیسے بے وفائی کر سکتا تھا

وہ بھی تو ان دونوں کا ہی بیٹا تھا ان کا خون تھا۔۔۔ وہ ہرگز بے وفائی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

میں نے سنا تھا بچپن کی محبت ہوتی ہے وہی سب سے مضبوط محبت ہوتی ہے اور اگے فیوچر میں یہ ثابت بھی ہونے والا تھا کہ علی اور محمل کی محبت اس دنیا کی سب سے مضبوط محبت ہونے والی تھی۔۔۔

یا پھر یہ سب ہمارا وہم ہے!؟

یہ تو قسمت ہی طے کرے گی نا کہ یہ بات سچ ہوتی ہے کہ نہیں یہ قسمت کے فیصلے ہیں کہ قسمت ان کے ساتھ کیا کرتی ہے ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلتی ہے

۔۔۔قسمت تو بہت کچھ کرتی ہے قسمت ایک جیسی تو نہیں رہتی یہ ہر دفعہ بدلتی ہے یہ بدلتی رہتی ہے۔۔۔اور پھر قسمت کے حوالے سے یہ مشہور ہے کہ قسمت دو محبت کرنے والوں کو کبھی ملنے نہیں دیتی کیا ان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہونا تھا شاید۔۔۔شاید نہیں بھی۔۔۔

اللہ تعالی فرماتے ہے ہر دفعہ اپنی قسمت پر رشک مت کرو قسمت بدلتی ہے اور بدل کر کسی اور کے پاس بھی تمہاری قسمت جاتی ہے پر اگر تمہاری قسمت کسی اور کے پاس چلی جائے گی تو وہ تمہارے لیے بہتر نہیں تھی۔۔۔اس کے لیے بہتر اس لیے ہمیں اللہ کے فیصلوں پر اتنا یقین رکھنا چاہیے جتنا ہم ڈوبتے کو تنکے کا سہارا پہ رکھتے ہیں پھر تو وہ اللہ ہے نا وہ تو ہر دفعہ بچاتا ہے وہ ہمیں گرنے سے پہلے بچاتا ہے وہ ہمیں ڈوبنے سے پہلے بچاتا ہے تنکا کس نے پیدا کیا اللہ نے دریا کس نے پیدا کیا اللہ نے۔۔۔کیا یہی ہے ہمارا دین کہ ہم اتنے بے مروت ہو جاتے

ہے کہ ہم زرا سی مشکل پر اللہ کے فیصلوں کو جھٹلانے لگتے ہے کہ اللہ نے ہمارے ساتھ برا کیا پر اللہ ہمارے ساتھ کبھی کچھ برا نہیں کرتا ہے ہر دفعہ بہتری کے لیے انتظار کرنا پڑتا ہے کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے ہر دفعہ سب کچھ نہیں ملتا۔۔۔

****

وقت کا کام ہوتا ہے گزرتا اور وہ گزرتے جا رہے علی کا ایکسائیٹمینٹ لیول ہای تھا وہ روز دن گنگا تھا اور ہر ایک دن وہ دعا کرتا تھا اپنے اللہ تعالی سے کہ جلدی سے مہمل اسکی ہو جائیں۔۔۔

اج فائنلی جمعہ کا دن اہی گیا تھا شاہ ہاوس اج بہت خوش تھا ہر جگہ چھل پہل تھی اور شاہ ہاوس کو دلہنوں کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔بہت زیادہ تیاری کی گئ تھی رات ہو چکی تھی اب فنکشن شروع ہوا تھا وہاں بہت ہی کم مہمان تھے ان کے کچھ اپنے دوست ہی تھے ایک چھوٹی سی منگنی تھی اور یہ بھی علی کی خواہش پر کی جارہی تھی ورنہ یہ وہ لوگ منگنیوں پر بھروسہ نہیں رکھتے تھے جب علی اور محمل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہ دونوں ہی بہت

خوش تھے اللہ نے انہیں یوں ہی خوش رکھے۔۔پر یہ تو قسمت طے کرے گی نہ وہ دونوں ہمیشہ یوں ہی رہتے ہیں یہاں بدل جاتے ہیں۔۔۔

****

علی کیا تم میرے شوہر بن گئے ہو!؟ مہمل نے علی دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔

نی مہمل میں تمہارا شو نہیں بنا میں ابھی بس

تمہارا صرف فیانسے سے بنا ہو اور کچھ دیر بعد میں تمہارا شوہر بن جاؤں گا۔۔۔ علی

کو ایسا لگتا تھا جیسے انگوٹھی پہنانے کے بعد وہ دونوں، میاں بیوی بن جاے گے

اس لیے وہ یہ کہہ رہا تھا۔۔۔

اور اگر علی مجھے کوئی اور پسند ایا تمہیں بھی کوئی اور پسند ایا پھر کیا

ہو گا۔۔۔۔ مہمل معصومیت سے کتنا بڑا سوال پوچھ گئی تھی۔۔۔

پھر میں تمہیں تمہارے گھر سے اٹھوا کر شادی کر لوں گا بات ختم۔۔۔ علی

اطمینان سے بولا۔۔۔

مطلب تم بھی مجھے ان گندے انکل کی طرح کیڈ نیپ کرو گے۔۔۔ مہمل رونے والی ہوئی تھی۔۔۔

نہیں میں تمہیں کڈنیپ نہیں کروں گا میں تمہیں اپنی بیوی بنانے کے لیے لے کر جاؤں گا بس۔۔۔ علی نے اسے سمجھایا تھا۔۔۔

جب مہمل چپ سی ہو گئی اسے سمجھ نہیں ایا وہ اب کیا بولے !

کچھ دیر بعد منگنی سٹارٹ ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو رینگ پہنای وہ رنگز بہت ہی کیوٹ تھی چھوٹی سی جب دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ مسکرا رہے تھے جب علی بولا۔۔۔

ماما کیا اب میں محمل کا شوہر بن گیا ہو!؟ کیا اب ہم ساتھ رہ سکتے ہیں!؟

وہ دونوں ہمیشہ الگ الگ کمرے میں رہتے تھے۔۔۔

اور یہ بات بالکل ٹھیک تھی ایک لڑکا اور لڑکی چاہے جتنی مرضی اچھے دوست ہوں وہ ایک کمرے میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے تھے چاہے جو بھی ہو جائے اور یہ ہمارا اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔۔۔اور ہم سب لوگ موڈنیزم میں اکر کزنز کو ایک

ساتھ بیٹھا دیتا ہے پر یہ غلط ہے یہ بالکل سراسر غلط ہے ہمیں چاہیے یہاں اپنے بچوں کو بچپن سے یہ چیز دکھا اور سیکھا دیں یہ چیز غلط ہے تو ہی وہ بڑے ہو کر اس چیز کو سمجھ پائیں گے ورنہ تو بڑے ہو کر بھی یہی کریں گے تو اس لیے بہتر ہے کچھ نہیں سب ماں باپ کو چاہیے ایسا کرے کہ اپنے بچوں کو دور دور ہی رکھیں میل کزن سے۔۔۔تاکہ جب یہ بڑے ہو تو انکو اپنی لمٹس معلوم ہو کہ ہمیں ایک دائرے میں رہنا ہے۔۔۔

میری جان ابھی اپ دونوں کی منگنی ہوئ ہے جب اپ دونوں بڑے ہو جاو گے اور پھر اپکی شادی ہو گی اسکے بعد اپ دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہو۔۔۔ماہی اپنے بیٹے کو سمجھاتے بولی تھی اور زوہیب تو حیران رہ گیا تھا اس کا بیٹا بالکل اسی کی طرح تھا میر مسکرا رہا تھا اپنے دونون بچو کو دیکھ کر جب اس نے اپنے برابر کھڑی علیزہ کو دیکھا تھا جس کی انکھوں میں انسو تھے جیسے وہ ابھی مہمل کو رخصت

کرنے والے ہو میر نے علیزہ کو خود سے لگایا تھا اور اسکے بالوں پر لب رکھتے اسکی کمر کو سہلا رہا تھا۔۔۔

وہ سب گارڈن میں اے تھے جہاں اتش بازی ہو رہی تھی اج کا دن خوشیوں بھرا دن تھا شاہ ہاوس کے مکینوں کے لیے۔۔۔۔

زوہیب نے ماہی کو خود سے لگایا تھا اور اس اتش بازی کو بہت مزے سے دیکھ رہے تھے جب دوسری طرف علیزہ بھی اپنے اور میر کے نام کا انار دیکھ میر کے سینے پر سر رکھ چکی تھی وہی بچہ بھی بچہ نہیں چھوٹا سا انکل اور مہمل اپنے گیم کھیلنا شروع ہو گئیں تھے علی اج بہت خوش تھا۔۔۔اس نے اپنی ضد پوری کر لی تھی اس نے اپنی مہمل کو اپنا بنا لیا تھا۔۔۔

-------------------- بارہ سال

بعد---------------------------

اج دن تھا جدائی کا---ماہی اور علیزہ کی جدائی کا میر اور زوہیب کی جدائی کا--- اج دن تھا ان سب کا ایک دوسرے سے جدا ہونے کا محمل اور علی کے جدا ہونے کا اور پھر برسوں انتظار کرنے کا مہمل اور علی ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے---اج علی اٹھارہ سال کا ہو گیا تھا اور مہمل جو اس سے ایک سال چھوٹی تھی وہ اج ستارہ سال کی ہو گئ تھی وہ دونوں ہی کافی بڑے ہو چکے تھے ان کی منگنیوں کے بعد ان میں تھوڑا سا گیپ اگیا تھا لیکن وہ گیپ عزت اور احترم کا تھا اب مہمل علی کو تم نہیں اپ کہتی تھی جب علی مہمل کو تم ہی کہتا تھا--- مہمل علی کے سامنے تھوڑی ریزور ریزور رہنے لگ گئ تھی اج علی کے اس سے دور جانے کا دن تھا---جب علی بولا----

اج میں جارہاہوں اج بھی کیا تمھاری خاموشی سنی پڑے گی کیا اج بھی تم مجھ سے بات نہیں کرو گی !؟۔۔۔

نہ۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے اپ واپس کب ائیں گے۔۔!؟ مہمل نے سوال کیا تھا۔۔۔

پڑھائی مکمل کرنے کے بعد کچھ بن جانے کے بعد۔۔۔ علی نے جواب دیا تھا۔۔۔

اور اگر اپ کو کوئی اور پسند اگئی وہاں جا کر پھر۔۔۔۔ مہمل ڈرتے ڈرتے بولی تھی۔۔۔

نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔اب تو میں تمہارے ساتھ اتنے سالوں سے ہو مجھے اب تک کوئی پسند نہیں ای تو اگے بھی ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ علی مسکراتا ہوا بولا ۔۔۔

تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے کیا!؟ تمہیں اپنے علی پر بھروسہ نہیں ہے؟؟

ن۔۔نہ۔۔ نہیں ایسی بات نہین ہے مجھے یقین ہے اپ پر اور اپ کی محبت پر میں تو بس ایسے ہی۔۔۔ مہمل رونے والی ہوئ تھی۔۔۔

اچھا اچھا رونے والی تو میں نے کوئی بات نہیں۔۔۔ ششش بس۔۔ علی نے مہمل کو بچو کی طرح پچارتے کہا تھا۔۔۔

ن۔ نہیں میں رو نہیں رہی۔۔۔ بس ایسے ہی۔۔ مہمل نے اپنے انسو صاف کرتے کہا تھا کہ مقابل زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔۔

وہ اپنی ستارہ سال کی چھوٹی سی نازک سی منگیتر کو ایک مصوم بچہ کی طرح ڈیل کر رہا تھا۔۔۔

اچھا چلو اب ہم چلتے ہیں نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ علی کھڑا ہوتا بولا تھا اور کھڑے ہو کر مہمل کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جو بیٹھی ہوئی تھی جسے مہمل

نے ڈرتے کانپتا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے کھڑی ہوئ تھی ان دونوں میں زیادہ فاصلہ نہ تھا جب علی مسکرایا۔۔۔اس نازک ہاتھ کو اپنے مظبوط ہاتھ کی گرفت مین دیکھ کر۔۔۔۔

مہمل تم میرا انتظار کرو گی نا!؟ علی نے سوال کیا تھا۔۔۔

ج۔۔جی مہمل نے سر اسبات میں ایا تھا۔۔۔

محمل میرا انتظار کرنا میں لوٹ کر اوگا میری اخری منزل تم ہو۔۔۔ علی نے مہمل کو دیکھتے بولا تھا جو نظرے جھکاے کھڑی۔۔۔

م۔۔۔میں اخری سانس تک انتظار کروگی اپ کا علی۔۔۔ مہمل ایک نظر علی کو دیکھتے بولی تھی اور جیسے علی تو اس پل میں کہیں کھو سا گیا تھا ان انکھوں میں کہیں کھو سا گیا تھا۔۔۔ مہمل نے بس اتنا کہا تھا اور اس کے بعد آخر سانس تک کا انتظار لکھ دیا گیا تھا اس کے بعد وہ دونوں نیچے کی طرف بڑھ گئیں تھے جہاں سب انکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

****

اختتام یارہوا؛

اب تیرا انتظار رہے گا:

****

اپ سب سوچ رہے ہوں گے یہ کیسی باتیں ہو رہی ہیں تو جی میں بتادوں علی جا رہا ہے باہر اپنی سٹڈیز مکمل کرنے اب وہ باہر ہی رہے گا ابروڈ جب تک اسکی اسٹی مکمل نہیں ہو جاتی جب تک وہ کچھ بن نہیں جاتا تب تک اپنی اسٹیڈی کے بعد ہی وہ واپس ائے گا یہ فیصلہ اس کے گھر والوں کا ہی تھا کہ علی باہر اب روڈ جا کر پڑھے اور علی اپنے اس فیصلے سے خوش ہے۔۔۔

****

ہم کیسے کس کس کو کس کس طرح چاہتے ہیں پر کبھی کبھار قسمت ہمیں جھٹلا دیتی ہے پھر وہ قسمت ہمیں مل جاتی ہے اور ہم شکر ادا کرتے ہیں تو اس لیے ہمیشہ اللہ پر یقین رکھیں اور سب سے پہلے یہ مایوسی والی باتیں چھوڑ

دیں اپ لوگوں نے اس کہانی میں دیکھا ہوگا اس کہانی میں جتنی بھی مشکلات ائیں علیزے نے میر ہادی شاہ نے زہیب نے ماہی نے اللہ پر یقین کیا۔۔اور پھر اللہ نے انکی زندگیوں کو خوشیوں سے بھر دیا۔۔۔

****

"اپ سب سوچ رہے ہونگے ہیرا انجام کیا ہوا تو چلیں ائیں ہیرا کے انجام کی طرف بڑھتے ہیں"

****

ہیرا کو سزائے موت ہو چکی تھی بے شک جو اس نے کیا تھا وہی پا یا تھا اللہ انصاف کرنے والا ہے رب کبھی بھی اپنے بندوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا یہ تو لوگ ہوتے ہیں جو سمجھ لیتے ہیں کے جو وہ کر رہے ٹھیک کر رہے پھر چاہے وہ قتل کر رہے ہوں نشہ کر رہے ہوں زنا یا پھر جو بھی غلط کام کر رہے ہوں حسد جلن غرور یہ سب انسان کو لے ڈوبتا ہے دنیا اور دنیا کے لوگ بہت گہرے ہیں اتنے کے انکو سوچنے بیٹھو تو صدیاں بیت جائیں گی ہر انسان میں ایک کہانی ہے اور ہر ایک کہانی میں اک سبق ہے۔۔۔

اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں:

اے ابن ادم میں تمھارے ساتھ کچھ برا نہین کرتا تم خود اپنے ساتھ برا کرتے ہو

۔۔۔

ہیرا نے بھی اپنے ساتھ خود برا کیا تھا بدلے کی اگ میں اور پھر اس کو اسکی سزا دی گئ۔۔۔اس لیے کیسی کے لیے برا نہیں سوچنا چاہیے اگر اپ کیسی کے لیے برا کرے گے تو وہ برا اپ کے ساتھ بھی ہو گا۔۔۔

****

تم کبھی شام کے کچھ دیر بعد کا منظر دیکھو

سرخ انکھوں کے کنارے پر سمندر دیکھو

کتنے غمگیں ہے باہر سے ہنسنے والے

وقت پاؤ تو کبھی جھانک کے اندر دیکھو

ختم شد